Riaz-ul-Aarifeen

تذکرہ

من عرف نفسه فقد عرف ربه

الحمد لله المنان بتوفیق خالق بیچون سبحان کتاب مستطاب بےنظیر ولاجواب متضمن
کوائف بزرگان دین و حالات صوفیای کرام رحمهم الله المبین رحمة الواسعة کلهم اجمعین الموسوم به

ریاض العارفین
۱۳۳۹

اضعف عباد الله الصمد قاضی نور محمد ابن المرحوم قاضی عبدالکریم تاجر کتب و
مالک مطبع کریمی فتح الکریم کے اہتمام سے بصحت خوب و طرز مرغوب سنہ ۱۳۳۹ھ

مطبع کریمی واقع بمبئی میں چھپکر شایع ہوئی

فہرست ابواب وحکایات ریاض العارفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و توحید باری تعالیٰ عز شانہ

ابتدا کرتا ہون بسم اللہ سے — صاحب اکرام وعزّوجاہ سے
کیونکہ بسم اللہ ہے اسم جلال — وصف ذاتِ ایزدِ ربِّ تعال
بعد اسکے مبدعِ لوح کتاب — چشم دل سے دیکھیے ای شیخ وشاب
حمدِ حق ہے افسرِ فرقِ سخن — نوربخش نامۂ نو و کہن
جانِ ای جان حمد رب العالمین — مردمِ دیباچۂ عین الیقین
پُرضیا انوار حمد ذوالجلال — ہے سخن کے چرخ کا روشن ہلال
نیّرِ حمدِ جنابِ کبریا — بر سرِ ہر نامہ پایا پُرضیا
نثر کیا اور نظم بل ہر بات سے — زیب و زینت ہی خدا کی ذات سے
حمد حق بن ہے تکلّم لافواد — جانکے بن تن نہین اِلّا جماد
حمد حق سے جو سخن ہے غیر رہ — جون طعام بے نمک ہے بے مزہ
حمد ہے شایان اُسی معبود کو — بود جس نے کر دیا نابود کو
حمد اوس خلّاق کو لاریب ہے — ذات جسکی دائما بے عیب ہے
ہے وہ صانع اور ہی مصنوع خلق — ہی وہ مانع اور ہی ممنوع خلق
جبکہ خلق اللہ کو ہستی نہ تھی — کچھ کسیکو رفعت و پستی نہ تھی
تھا ملک ملکِ عدم مین آپ حق — نام کو مطلق نہ تھے چودہ طبق
خلوتِ وحدت مین تھا خود جہانگیر — کوئی پاس اُسکے نہ تھا شاہ و وزیر
پھر جو آیا دھیان اوس مکتوم کو — یعنی ممکن کیجیے معدوم کو
بحرِ کثرت کے تئین دیکر وفور — موج مارے تا کرے اپنا ظہور
موج مین آیا جو وہ بحرِ کرم — ہو گیا بالکل محیطِ بیش وکم
جوش زن ایسا ہوا دریائے عشق — کون تیرا اسمین جز دانائے عشق
پر یہ انسان مظہرِ سرّ خدا — خوب اُس یم مین ہوا ہے آشنا
اِس بیانسے روک اے اکبر زبان — پھر بیان کر حکمتِ خالق عیان
بس نکلکر خلوتِ وحدت سے رب — باہر آیا گوشۂ عزلت سے رب
چھوڑکر یکبار وحدت کا دیار — منزلِ کثرت مین آپکڑا قرار

جب کہا کُن ہو گئی مخلوق سب
ہو سبھی اشیا کا خالق آپ رب

ظاہر و باطن میں ہی وہ بے نقاب
درمیاں اپنے دوئی کا ہی حجاب

زنگ دوئی کو دل سے دُور کر
صبغۃ اللہ من احسن دھیان دھر

آفتاب ذاتِ حق پُر نور ہے
آپ ہر ذرہ مین وہ مستور ہے

دیکھ لو مصحف میں اے عبدِ رشید
نحن اقرب ہی من حبلِ الورید

شاہد مقصود یہ قولِ شہید
قاف کیصورت ہے قرآن مجید

اَینَما کُنتُم فَثَمَّ وَجہُ رب
ذات اُسکی ہر طرف ہے بے حجاب

وحدہٗ اُسکی صفت ہی لاشریک
ایک ہے وہ اور نہین اُسکا شریک

ہی قوی قدرت میں ربّ العالمین
جو بچھایا آپ بر فرشِ زمین

حکم فرما خامۂ تقدیر کو
نقش کھینچا صورتِ تصویر کو

اِسطرح لکھا ہی وہ نقاشِ ازل
جسکا نقشہ تا ابد ہی لم یزل

چشم میں کحل البصارت کو لگا
پرتوِ بے عیب پر بینا کیا

اور دیا اخلاص جسم و جان مین
جز و کل اُسکی ہین فرمان مین

ہی تو ہی قیوم اے پروردگار
تیری قدرت تو ہی بیرنگ نگار

ایک مشت خاک کو کر سر بلند
قدسیون پر بھی بنایا ارجمند

بہرہ ور ہین لتیرے انعام سے
نامور ہین لوگ تیرے نام سے

ہی تو ہی لاریب معبود العباد
تجکو پوجینگے الی یوم التناد

بندگی مین جو تری حاضر رہے
وہ نعیم خلد کا ناظر رہے

ہر بشر اوپر کرم کی کر نظر
رزق بھیجے ہی اُدھر سے تو ادھر

ہین ایسا ہی تیرا خوانِ کرم
دوست اور دشمن مین سب ہے جسپہ ہم

کیا لکھے تیری ثنا خاک زمین
تیری صنعت سے ہی افلاک برین

خود کہا جب تو نے ربّ العالمین
حمد مین اپنی کہے کیا کمترین

دائم و قائم تو ہے فرد صمد
لم یلد واحد ولم یولد احد

پردۂ باطن سے شوق انگیز ہو
آپ ظاہر مین رہا آمیز ہو

سوچ اس نکتہ کو اے بندے ذرا
گر تجھے کچھ ہے عطا فہم و ذکا

دوسرے کے رنگ سے افسونگری
مت کر اور رکھ شیشۂ دل مین پری

پائیے کس شکل اس بیچون کو
پایا جس نے وصل کاف و نون کو

یعنی فرماتا ہی یون ربِّ مجیب
ہون رگِ جان سے بھی مین تمکو قریب

الغرض وہ ہی خداوند دو کون
آپ ہی رونق دہ بیرنگ و لون

ایک ہی ہی ہر جگہ موجود وہ
لا الہ غیر اُسکے ہی معبود وہ

ملک اُسکے واسطے اور حمد ہی
اس سے پوشیدہ نہین ہی کوئی شئی

اُسکی حکمت سے یہ زنگاری فلک
بے ستون استادہ ہی بے شبہ و شک

صفحۂ ہستی پہ اے اہل بصر
حق کی صنعت کے یہان تو غور کر

عشق سے اُسکے ہی پرورد داغ
روشنی دی آنکھ کو جیسے چراغ

دی سماعت گوش کو اخبار سے
بخشی آگاہی سبھی اسرار سے

کیا کرے تیری ثنا یارب رقم
غم سے پہنے ہی یہ جامۂ قلم

کی شناسائی عطا انسان کو
تو نے ہی اس مخزن عرفان کو

اور خلافت کا اسے خلعت دیا
بار دار اپنی امانت کا کیا

عرش سے تا فرش ای مولیٰ تہ ہے
بندگی سے تیری باہر کوئی شے

جو پرستش سے تیری باہر ہوا
وہ سدا نار جہنم مین جلا

آسمانسے لے خدا ہے سرفراز
بس رکھے ہی تو در روزی کو باز

پرورش کرتا ہی مار و مور کو
تو نہین بھولے ہی گبر اور کور کو

پر کشادہ ہی تری بخشش کا خوان
جسپہ آکل مین یہان کل انس و جان

ہی تو ہی یار جہان و اندجہان
ہو تری توحید کب بندے بیان

لے مرے پروردگار کار ساز
ہی تو عجز و عاجزی سے بے نیاز

وجہ تیری پاک تو ہی بے شبیہ
شان تیری خاص تو ہی بے شبیہ

کل شی ہالک ہین سب ہلاک
اسکا ملک عالی مکان قیوم ہے
تو ملک اور ملک تیرا ہی مدام
ایک ذرہ جسمین ہی ملک و ملک
جملہ عالم ہی تیرے در کا فقیر
یا مولی سے ہو جو مردود باب
تو غنی اور مال تیرا بی زوال
تو نگہدارندہ ارض و فلک
کب ہے خالی کوئی تیری ذکر سے
نام تیرا دلکو راحت جانکو قوت
حلم سے تیری ہلین کوہ و درخت
تو نے فرمایا نہین کوئی حساب
غیبدان بیشک ہے تو عالم قدیم
تو علیم راز دل ہے یا آلہ
رب ارنی دیکھکر چمکا تیرا
گرچہ پر نور و ضیا ہی آفتاب
چاند اک ذرہ ہی تیری مہر سے
کردیا قدرتکا تو نے لے قلم
لا صدف سے صاف در شاہوار
چرخ کے فانوس مین رکھ شمع نور
مصلحت بخشی تو صلح و جنگ مین
کیا کہین ای خدای کائنات
بو البشر کی تو نے کی توبہ قبول

پر ہی تو موجود ای معبود پاک
بیچگون و بے نشان قیوم ہے
بے شراکت غیر کے تیرا ہی کام
بلبلہ و شمسین ہی فلک و فلک
کل امیرونکا ہی تو خالق قدیر
دائما ہر گز نہو وہ کامیاب
دوسرا مانند تیری ہی محال
ہین ثنا خوان تیری سب جن و ملک
یاد کرتے ہین تجھے سب فکر سے
ہی تو ہی قیوم حی لا یموت
تابع فرمان ہین تیری نرم و سخت
رطب و یابس سے ہی الا فی کتاب
ہر کسیکے راز باطن کا علیم
شیر اعدا سے مجھے رکھیو نگاہ
طور پر غش کھا سیدم گر گیا
اور رفعت مین فلک عالی قباب
بحر اک قطرہ ہی جسمین آب کے
لوح دلپر حرف دانش کو رقم
گوش جانا مین دیا تو نے قرار
عرصۂ گیتی پہ ڈالا جمع نور
آب و آتش کو رکھی یک سنگ مین
ذرے ذرے مین ہین تیری معجزات
اور ہوئی ادریس کو جنت حصول

جسطرح اولین تھا اول تو ہی
ابتدا کوئی ہدایت ہے تیری
تو ہمیشہ ہی وہ روشن آفتاب
تو ہی نے شاہونکو بخشا تاج ہی
جو تیری در سے پھرا وہ کون ہی
یا الٰہی یا الٰہی یا آلہ
تجھسے پیدا ہی جمیع کائنات
ہر گھڑی ہر پل تیری تسبیح خوان
آفرینش کی جو ہین بنیاد مین
قادر بیچون شاہ بحر و بر
تیری ہی محکوم ہین خشک و تری
سبکا ہی تجھپہ ہی سر دل عیان
ہین تیری کوئی نہین اسرار دان
کیا کرے تیری ستایش کو بیان
لن ترانی کی صدا جانی نہین
پر تری شعلے کا وہ نکتہ ہی ایک
تو نے زینت خاککو مردم سے دی
کر منور اپنے فیض شان کو
خور کو دی تو نے وہ تاب انوری
اور مہ کو کر چراغ شب فروز
ماہی زیر زمین سے تا بماہ
گلشن ہستی کا تو ہی باغبان
نوح کی کشتی بچا گرداب سے

ویسے ہی ایصاحب جلد دل تو ہے
انتہا کوئی نہایت ہی تیری
اور دائم ہی وہ دریای پر آب
ہر کس و ناکس تیرا محتاج ہے
شکل شیطان نائب فرعون ہے
بادشاہ بادشاہی بادشاہ
ذیحیات و ذی نبات و ذی ثبات
خار و گل ہین اور خار سخت جان
ذرہ ذرہ سے ہین تیری یاد مین
تو ہی امر و نہی تیرے حکم پر
امر سے تیرے جنین جن و پری
آشکارا و نہان و جاودان
تجھپہ روشن ہی سبھی سر نہان
خامۂ راقم ہی مقطوع اللسان
روشنی حسن پہچانی نہین
اور یہ عظمت کا تیری حلقہ ہی ایک
اور زیب افلاک کو انجم سے دی
گوہر افشان کردیا انسانکو
جس سے ہووے سنگ لعل احمری
خاککو روشن کیا ہم رنگ روز
ہی تیری توحید پر خلقت گواہ
سر آب مہر سے ہین گیا ریان
دی رہائی تو نے موج آب سے

آتشِ سوزان کو ابراہیم پر ... نار بردًا کا پیام ارشاد کر
اور بیت اللہ مین اے مہر جو ... دی خلاصی حلقِ اسمٰعیلؑ کو
خاک ہو جاوین تمامی استخوان ... تو ہی پھر دیوے اُسے جسمِ روان
سنگ حائل سے ہوے بے خوف و بیم ... تیری بخشش سے سہ اصحابِ رقیم
حضرت یوسفؑ کو زندان سے نکال ... تختِ عزت پر بٹھایا باکمال
ناقۃ اللہ سنگ سے اظہار کی ... اور گوسالے کو تو نے جان دی
بادشاہا تاج بخشا داورا ... لطف سے تیری بفوقِ عرش جا
تیری خلاقی ہے ظاہر دو جہان ... تیری رزاقی ہے باہر بیگمان
گنجِ وحدت مین تو ہی تھی پاکذات ... غرق تھا بحرِ عدم مین کائنات
دفترِ اعمال کر کے منتشر ... ذرہ ذرہ تو کرے برباد پھر
سبکو تیری ہی کرم کی آس ہے ... ہر چمن مین تیری بود و باش ہے
گر ہدایت ہو نہ تیری راہبر ... رہ نپاوے خضرؑ بھی ہووے اگر
گر نہ تیرے نور کا روغن پیے ... کب سراجِ بے ضیا روشن ہے
رہنما ہے کون تیرے لطف بن ... ہین تجھی سے آسمان و انس و جن
آدمی کو اسقدر طاقت کہان ... جو کرے یہ آیتِ قدرت بیان
عارفِ باللہ جب ہو معترف ... بندۂ عاصی پہ کب ہو منکشف
نسبتِ ذرہ ہے کیا با آفتاب ... قطرۂ ناچیز کیون ہو بحرِ ناب
اے مری والی مری پشت و پناہ ... مالک و سلطان اکبر بادشاہ
حمد سے اپنے تو ہی آگاہ ہے ... فہم کچھ مجھمین نہین واللہ ہے
بے سواری رہ گیا پائے ردیف ... خالی آتی ہے نظر جائے ردیف
کس مین ہی حمد کی تاب و توان ... گن سکے کوئی ستارونکو کہان
اے محرر کلک کو اب تھام لے ... کوئی دم اس دہر مین آرام لے
صورتِ گلزار اُس گلنار کو ... لالہ آسا کر دیا سُرخ دلکو
اور فدیناہ کہا ذبحِ عظیم ... یعنی اس بدلے ہے قربانی کریم
ہین حفاظت سے ترے مامون ام ... صاحبانِ غار تا روزِ قیام
چشم کو روشن کیا یعقوبؑ کے ... اور شفا دی درد کو ایوبؑ کے
یار کر موسیٰؑ کو آب و تاب مین ... دشمنِ دین کو ڈبویا آب مین
تو مسیحا کو دمِ اعجاز دے ... مُردۂ صد سالہ کو زندہ کرے
پائین حضرت سیدِ خیر الانام ... قابَ قوسین ایک اَوْ اَدنیٰ مقام
آفرینش بس تیری امداد سے ... ہے مفیض اُس کرم آباد سے
نیست کو موجود تو دم مین کرے ... ہست کو نابود تو دم مین کرے
جمع کر لے تو جو چاہے خلق سب ... جمع کر دکھلائے وہ دفتر بھی سب
رہنما و ہادیِ گمرہان ... ہے تو ہی لاریب اے رحیمان
ابرِ نیسان کو نہ دے گر تو شرف ... دُر رکھے سینہ مین کیون جیبِ صدف
مہر سے ہو دور تیرے کب ہلال ... روشنی پا کر ہو کب بدرِ کمال
بحرِ فیضی ہے ترا حد سے برون ... قدرتین تیری ہین قدرت سے فزون
خواجۂ کونین اس میدان مین ... ما عرفنا کہہ گئے عرفان مین
شرح کرنا قدرتِ خلاق کی ... حمد کہنا موجدِ آفاق کی
باد دانش کو یہان کب دخل ہے ... بےخزان اور پر ثمر یہ نخل ہے
عقل تیری حمد مین حیران ہے ... ہوش اس وادی مین سرگردان ہے
ہے قلم کا پانو اس صحرا مین لنگ ... قافیے کا بھی ہوا میدان تنگ
اصل مین ہے آدمی یک مشتِ خاک ... کیون کرے مفہوم کُنہِ ذاتِ پاک
ہے تو ہی آگاہ اپنے حمد پہ ... سر بسر قاصر ہے یان فہمِ بشر
کب رقم ہو حمدِ حیِّ لا یموت ... رکھ زبان پر اپنی یہان مہرِ سکوت

مناجات

ای گنہگارونکے رب آمرزگار
بحرِ الطافِ تو بے پایان شدہ
نعمتین وہ تو نے دین ہمکو عزیز
لطف سے تو نے توانائی بھی دی
بھیج پیغمبر دیے روشن کتاب
لیک ای پروردگار کائنات
بے گنہ نگذشت بر ما ساعتی
جو کیا مین نے خطا و بد کیا
ہین گنہ میری بہانتک بے حساب
گر کوئی ڈھونڈھے جہانمین کر خیال
تنگ لکھ لکھکر کراما کاتبین
عاقبت ہو کر نپٹ دلریش ہین
گرچہ ہو نمین لوث عصیان سے بھرا
بن ترے کوئی نہین آمرزگار
اندر آندم کز بدن جانم بری
کر نظر مین نے جناب پاک پر
ای مری ستار و غفار و رحیم
جان اب تجکو ترا بندہ نواز
پس بحق ذات رحمانی ہے تو
اب ہی تو کل خطائین عفو کر
رسم ہی بیچارگانکے مالکان
قید عصیان سے مجھے آزاد کر
پر خطا ہون بخشدے میری خطا

ہین تری بخشش کے سب امیدوار
ناامید از رحمتت شیطان شدہ
ہو بیان ہمسے نہ جنکی ایک چیز
نیک و بد سے آشنائی بھی دی
اور بتلائی ہمین راہِ صواب
کر کے مینے گوش ند دشمن کی بات
با حضور دل نکردم طاعتے
جرم بے اندازہ و بیحد کیا
ہون نہ آخر گر لکھون صدہا کتاب
تو نہ پاوے مجھسا عاصی خستہ حال
ہو گئے از بس بہت اندوہگین
عذر لایا یہ تری درپیش مین
ہی و لے تیرے کرم کا آسرا
ہی توئی فریادرس پروردگار
از جہان با نور ایمانم بری
سر رکھا ہی عاجزی سے خاک پر
مالک و منّان و دیّان قدیم
باب بخشش پر تری آیا ہی باز
بخشش و انعام ربّانی ہے تو
کر کے اپنے فضل و احسان پر نظر
کرتے ہین آزاد عاجز بندگان
ای مری مالک مرا دل شاد کر
بن ترے کسکو سناؤن التجا

پھیر مت ہمکو درِ رحمت سے تو
جو کرم ہمپر کیا حد سے زیاد
بسکہ نابود یکے تھے عالم مین ہم
ناز و نعمت مین ہمیشہ پال کر
تو نے اپنے فضل و احسان سے
ایکدم دلسے تری طاعت نکی
بے گنہ گذرا نہ مجھپر ایکدم
پادشاہا جرمِ ما را درگذار
دامن آلودہ غبار زرق سے
آہ روز و شب کی لی لیکر گناہ
روسیہ ہون ہی مجھے شرمندگی
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم
چشم دارم کز گنہ پاکم کنی
تو ہی ارحم اور اکرم بے نظیر
ای جہان پرور خداوندِ کریم
حال پر میرے کرم کی کر نگاہ
یہ جو تیرا بندۂ بیہوش ہے
بر در آمد بندۂ بگریختہ
اور طفیلِ سیّدِ عالم پناہ
تو نے پالا جو مجھے انعام سے
مین بھی ہون بندہ گرفتارِ گناہ
ہی توئی بیچارگانکا چارہ ساز
جبہہ سا ہر پل ہون تری باب پر

کیونکہ فرماتا ہے تو لاتقنطوا
شکر اسکا کب ہو یا ربّ العباد
تو نے دی یہ رفعت و ہستی بہم
مہربانی کی رکھی ہم پر نظر
کی کمی ہرگز نہ اس انسان سے
عمر ساری ہای غفلت مین کٹی
بے ریا رکھا نہ طاعت مین قدم
ما گنہگاریم تو آمرزگار
ہو نہین دو ہو آب کرم سی اسکو دے
ہی مری اعمال کا نامہ سیاہ
کاٹتی اتو کٹھن ہی زندگی
جرم بے انداز و بیحد کردہ ایم
پیش زان کاندر لحد خاکم کنی
بن تری ہی کون اپنا دستگیر
ہی ترا الطاف ہر اک پر قدیم
ہو میرا کونین مین پشت و پناہ
ایک مدت تک رہا بیہوش ہے
آبرو کھو دو ز عصیان ریختہ
جو ہین سب نبیونمین جیسے تاج و ماہ
عشق سے کردی اب بھی تو اکرام سے
سجن عصیانمین تیرا ای بادشاہ
در تیرا اکپڑا ہے اے بندہ نواز
درگذر میری خطا سے درگذر

منفعل اپنے گناہونپر ہون مین
عجز لایا تیری پیش رو ہون مین

گرچہ آثم ہون مین عاصی ہر نفس
نام تیرا ہی غفورِ جرم بس

فیضِ اعظم ہی ترا فضل عظیم
عام عالم ہی ترا لطفِ عمیم

میری اعمال ان بون ہین بیحساب
یا سریع الحاسبین انکو شتاب

مین ہون پُر کبر و منے اے کبریا
عہد کرکے ہو گیا ہون بیوفا

پر یہان آ منے اے ربّ البشر
بیوفائی کی یہ اپنے عہد پر

لیک تو تو اے خداوندِ کریم
پرورش کا ہے مری ہردم زعیم

کیا بتاؤن تیری ستاری کی شان
جب نتھا میرا اثر کچھ اور نشان

پھر جو لایا عالم اسباب مین
شیر مادر جاگتے اور خواب مین

یا نتلک کرنے لگا جب مین حرام
تب ہوئی حرصِ مشتہی دم و شام

اب یہی کہتا ہون مین زار و نزار
شدتِ اجرام سے ہو بیقرار

گرچہ ہون مین ای میری ربّ غفور
معدنِ صد جرمہا و صد قصور

یعنی مت مایوس رحمت سے مری
ہوؤ تم اے بندگان از دنی

مین ہون عاصی اور تو آمرزگار
جرم میری بخش اے پروردگار

حیف ہی رحمتکا ہو برپا علم
جان مری بالا کرے بانگ عدم

گر گناہونکا مری تن خاک ہو
جا کے پہونچا وی غبار افلاک کو

ہر روش ہر طور پر میری نظر
کام سوچے ہی تیرے اکرام پر

دے مجھے توفیق اعمالِ حسن
اپنے فضل و لطف سے ای ذوالمنن

دفتر کارِ بدی کو میٹ دے
اور بچانا جہنم سے مجھے

آج مجکو دی یہان عز و وقار
کل کو محشر مین بھی دی حسرت ہزار

عیب میرا ڈھانک اور رسوا نکر
مجکو روزِ حشر مین اے دادگر

دھر ہدایت کا مری دلپر چراغ
گر شگفتہ جی کو میری شکل باغ

دھوئین جانسے غبار تیرگی
کھوتنِ ایمانسے خارِ خیرگی

عرض یہ ہی ای خدای ذوالجلال
کر معاصی کو میری اب پائمال

مت کر اب میری گناہونپر نظر
بلکہ اپنے فضل پر تو دھیان دھر

گر کرون اپنے گناہونکا شمار
تو گنے جاوین نہ تا روز شمار

دور کر دورِ رحیمی سے ابھی
نور کر نورِ کریمی سے سبھی

جب کہا تونے الست ربکم
تب کہا مینے بلیٰ ہو غیر صم

رات دن ٹالا تیری فرمانکو
دوست رکھکر نفس اور شیطانکو

یہ چھپایا میری عیبونکو یہان
بن تیری کوئی نہین محرم راز دان

خون مادر کا شکم قوت دے
پردہ ظلمت مین پالا یون مجھے

تو پلایا تونے اے خالق مجھے
اور بڑھایا قد مین ای رازق مجھی

الغرض مطلب ہی اپنا ای عزیز
تو ہی ہر اک شئی پہ غالب ہے عزیز

ربّی الرحمٰن ستار الستور
فاعف عنی سیئاتی یا غفور

تونے الا عاصیونکی شان مین
ہی کہا لا تقنطوا قرآن مین

بخش دینگا مین گناہونکو تمام
فیض جاری ہے مری رحمتکا عام

لطف سے گر تو کرے یکدم نگاہ
تو مری نابود ہو جائین گناہ

اور وجودِ ہر بدی بھر آئے پھر
خوف سے گر جائے اور مر جائے پھر

پر سحابِ رحمتی بارش پر آ
عالمِ بالا سی دے اُسکو گرا

بی بضاعت ہے بجز امید بس
پاس میری نیک اک ای دادرس

بسکہ یک نیکی تو کر مجھسے قبول
تا ترا دیدار ہو یا رب حصول

معصیت کر دور مجھسی یا مجیب
اور کر کونین مین رحمت نصیب

گرچہ مین ہون پُر خطا و پُر ذنوب
پر ہے تیرا نام ستار العیوب

رکھ مجھے تو جرم و بدکاری سے دور
فتنہائے مردم آزار سے دور

سرفرازی دی مجھے مانند نوح
سوزِ عصیانسے نگہ رکھ میری روح

کر عطا نورِ مسلمانی مجھے
نیست کر دی ظلمتِ جانی مجھے

زندگی ہی یا الٰہی جبتلک
فرق من مرسان چرخ سربلند
ائمہ عرفانسے دو عینِ حسن
دی عبادت اپنی پرچستی مجھے
عمر تیری یاد مین سب کر بسر
شکر نعمت پر مجھے تو کر عطا
دی درختِ علم مین شاخ عمل
مجکو دکھلا بحرِ وحدتکا کنار
خلوت وحدتکا کرکے رازدار
دل میرا رکھ ظلمت غفلت سے دور
جامین کر نورِ ایمان جلوہ گر
دلکو میرے کر غنی ای کارساز
حب سے اپنے شہرِ دل آباد کر
ہومین تیری نارِ الفت سے حریق
مکر نے شیطانکے ڈالاہی دام
دی مری صاحب مجھے تا زندگی
شاکر ان روز شب یاذوالجلال
مجھپہ ہو دین سہل سب سکرات موت
دو جہانمین عز و نعمت پاؤنمین
بیکسی پر کر مرے مہر و عطا
جب ہو قائم خلق مین من التراب
سرخروئی عرصۂ عرصات مین
چشم کو اپنی ہو وہ نورِ صفا

بندگی اپنی مجھے دی تب تلک
پست گردان شکل خاکِ ناپسند
گر منور ہو چون سراجین زمن
اور تبرک اپنی پرستی مجھے
ہر گھڑی ہر پل رہون مین چشم تر
تا رہون مین شاکر و مین بیخطا
میری اور اسکو قبولیت کا پھل
اور کردے مو جسے کثرت کے پار
خلوت کثرت سے دے دلکو قرار
روشنی دیکر بحُسن شمع نور
دلسی کر وسواس شیطانی بدر
ماسوا اپنے مجھے رکھ بے نیاز
بستیِ پستی حُب برباد کر
اور دریاے محبت مین غریق
حافظ اکبر مرا رہ تو مدام
فعل بد کی بات سے شرمندگی
چشم کو رکھ ابر نیسانکی مثال
پیش آوین جبکہ مصعوبات موت
دین احمد کی شرافت پاؤنمین
مین ہون حاجی اور تو حاجت روا
تب ہو میر البعث فی یوم الحساب
دیکھیو یا رب بس اس وقت مین
جو تیرا دیدار دیکھے برملا

دلسی کر دی گل میری یکلخت دور
رہنمائی دے رہِ توفیق سے
ظلمتِ غفلت مین ہو جو دستگیر
راہ مین تیری رکھون پا تیز مین
بخش مجکو گنج عرفانکی کلید
علم کی میری تو کر محکم اساس
صحنِ تن کو دی ریاضت پیشگی
زورقِ غم کو مرے تائید کر
بھید سے اپنے مجھے آگاہ کر
عشق کی منزلمین دی پروانگی
دام مین حرص و ہوا کی ہون اسیر
محو کر سب خواہشین دلسے مرے
گر مجھے راکب بشبرنگ جہان
رکھ مجھے واقف رہِ عرفانسے
سختی شومی سے دلکو نرم رکھ
خوف دی اپنا مری دلمین مدام
جانکنی کیوقت یہ احسان کر
شربتِ شوقِ شہادت دی مجھے
گور کا میری مکان ہووے فراغ
لطف کا اپنے تو مجھپر کھول در
درمیان مومنانِ محسنین
نامۂ اعمال فی الید الیمین
ہون اگرچہ مین سزاوارِ عذاب

حقد و عُجب و نخوت و کبر و غرور
آشنائی دے بسر تحقیق سے
صورتِ نجمِ ہدیٰ شمع منیر
عشق مین تیری ہون شعلہ رنگ مین
جس سے کھولون ہر درِ دولت جدید
ہی مجھے جہلِ مرکب سے ہراس
باغ جانکو معرفت اندیشگی
جلد پہونچا ساحلِ توحید پر
راہ گمراہی سے اب گمراہ کر
کر عدم ابلیس کی ہمسانگی
کر مجھے ملکِ قناعت کا امیر
خواہشِ دل دوستی اپنی کی دے
پھیر لی اپنی طرف اسکی عنان
تا نہ بھٹکے گاہ پا ایمان سے
دونون عالم مین مری تو شرم رکھ
ترس خشیت مین رہون ہر صبح و شام
شدت و حدت تمام آسان کر
کلمۂ توحید کی عادت دی مجھے
نور کا تیری وہان روشن چراغ
ہو فراغت قبر مین تنگی کا گھر
ہی دعا یہ یا الٰہ العالمین
ہو مجھی اسوقت مین حسنات مین
مغفرت کیجو ولے تو لا عتاب

دوزخ

دوزخِ اسفل سے مجکو در گذار — دیجیو فردوسِ اعلیٰ مین قرار
کیا کہون مین تجھسے ای دانای راز — ہی تو ہی دارای خلق و بے نیاز

رب مرا راز نہان ہی آشکار — تجھپہ نیک و بد سے ہی جو بار بار
واسطے میرے ہو جسمین مصلحت — کر وہ پورا کام میرا چھوڑ مت

قصہ کوتہ اب یہی گفتار ہی — بس رضامندی تری درکار ہی
ہی کہان اسحاق اکبر پُر گناہ — اور کہان تیری صفات یا کجاہ

جو کرے تقریر اور تحریر یہ — اور کرے تفسیر اور تسطیر یہ
پر کہا ہی مینے جو آداب سے — کر پذیرا اسکو سدا اسباب سے

یا الٰہی اور ہی یہ التماس — مستجاب اسکو بھی کر یا ربنا اس
ذہن ای باری اکبر دے مجھے — نظم پُر یاری اکبر دے مجھے

جان و دل سے تا لکھون نعتِ رسول — جو تیری حضرت کا ہی مرسل قبول

نعت سید المرسلین صلعم رحمۃ العالمین کی

ای قلم اب کر رقم نعتِ نبی — چاہیئے گر تجکو سودای سرمدی
مشتعل بزمِ سخن ہی اسطرح — وصفِ حضرت کہی ہی جسطرح

باتکی مجلس جہان ہی دلپذیر — نعتِ احمد ہی وہان شمعِ منیر
ایاثت تک ہی روشن چراغ — محفل آرای سخن جیون پر زاغ

ہی سخن تاریک ظلمت کی مثال — پر ہی اسمین نعت بعض آبِ زلال
مصطفیٰ ایسا رسولِ پاک ہے — جسکے سر پر افسرِ لولاک ہی

مہتر و بہتر شہِ عالی تبار — خواجۂ کونین سلطانِ دیار
سیدِ عالم شفیع المذنبین — خاصۂ رب رحمۃ للعالمین

ابرِ رحمت بحرِ احسان و کرم — فیضِ رحمت فی العرب بین العجم
صاحبِ گنجِ صفا گنجِ وفا — دوستدارِ خلق و محبوبِ خدا

آفتابِ شرع و سلطانِ جہان — ماہتابِ دین و ایمان جہان
حامیِ اسلام و ہادیِ سُبل — بدرِ عرفان عارفِ ہر جزو کُل

عالمِ علم الیقین امّی لقب — سرورِ ہر دوسرا مقبولِ رب
مقتدای مقبلانِ راہِ دین — روشنیِ دیدۂ عین الیقین

واقفِ اسرارِ وحیِ کردگار — کاشفِ استارِ غیبی حق شعار
طوطیِ شاخِ گلستانِ کہن — قمریِ نخلِ دبستانِ سخن

بلبلِ نغمہ سرا باغِ مراد — گلبنِ گلزارِ محبوبی نژاد
مفخرِ افلاک و افرادِ زمین — پیشوای اولین و آخرین

نیرِ تابان باوجِ لامکان — مہرِ رخشانِ جہانِ جاودان
دُرۃ التاجِ شفاعت انبیا — گوہرِ دریای رازِ کبریا

نورِ اول کُلہم احسن ظہور — موردِ صد لطف و احسان و سرور
فخرِ گیتی رونقِ عرشِ برین — صدرِ عالم خواجۂ کرسی نشین

آفتابِ ذات شمعِ کائنات — شافعِ امت باعدادِ نجات

حساب کے ڈرنسے کیا ڈرے ہی تیرے پیمبر ہین ایسے رافت
کہ جنکے اعداد نام سے بے حساب کرلے نجات پیدا

محمد رسول اللہ — نجات ۴۵۴

اصلِ رحمت فرعِ احسان شاخِ جود — پُر ثمر گلرنگ ہی جنکا وجود
قرب کا انکے کرون کیونکر بیان — قابِ قوسین انکا ہی ادنیٰ مکان

پای کا انکے فلک پایہ ہی ایک — مہر انکے مہر کا سایہ ہی ایک
جسم انکا جان سے بھی پاک ہے — جو گیا گر آسمانکی راہ طے

یکدم کی دم مین پھر آیا اُتر — خلد و نار و نور کی سب سیر کر
کیا ہی زیبا اسکو سبحان الذی — جسنے فرمایا یہ اسرے بعبدہ

عنبرین گیسو ہین رشکِ لیل قدر
صبح قربان اُنکی پیشانی پہ ہے
مشکِ سنبل تر لفِ کا انکے غلام
قلب انکا صاف مرأت کے مثال
سُرمہ دار چشم مازاغ البصر
مارمیت اک اُنکے ترکش کا ہی تیر
اصل اُسکی ماء وطینِ خاک ہے
نور سے اپنے خدا نے کر جُدا
ہی ازل سے تا ابد موجود جو
افضل الاولاد شاہِ بحر و بر
جو شفاعت سے ہی انکی ذی نصیب
ہوں محمد ہی شافع شفیع المذنبین
اس سے اعلیٰ اور بزرگی کیا ہی وہ
ہی جو یون لمعانِ خورشید فلک
نور سے انکی ہین تارے جگمگائین
ابین صفت مین کیا برپا علم
انکی رفعت سے ہی رفعت سربلند
انکی امت کے ہین عالم باکمال
دین انکا شکلِ خورشید جہان
ہمکو کامل ای مسلمانانِ دین
کوئی بھی ایسا نبی پیدا ہوا
عرش پر نعلین حضرت کا غلام
قرب موسیٰ فرقتِ نعلین ہے

جنکے اور چہرہ منور رشکِ بدر
شام حیران نور افشانی پہ ہے
لبِ اُنھونکے مایۂ یحیی العظام
اور جمالِ حق ہی حسین باکمال
ماطغی ثابت ہی پاکی نظر
چشم اعدا دیکھتے ہی ہووے خیر
فرع اُسکی برترِ افلاک ہے
پہلے اُنکے نور کو پیدا کیا
نور سے اُنکے بنا ہی نقش سو
نسلِ آدم سے ہین وہ خیر البشر
وہ بڑا بدبخت ہے دوزخ قریب
حشر کے دن پیش ربّ العالمین
جو پیمبر کو نہین اعطا ہے وہ
نور سے اُنکے ہی پائی ہی جھلک
اور شیاطین پر شرارے بنگئے ہین
آخرین عسکر مین آمارا قدم
انکی ہستی سے ہی ہستی ارجمند
ماسلف کے انبیا انکی مثال
ہی تمامی ملک مالک پہ عیان
تا مرین مومن بروزِ واپسین
جسنے ہی خیر القرون قرنی کہا
پہنے اور موسیٰ کو ہووے یہ پیام
مصطفےٰ کو قربتِ قوسین ہے

والضحی انکے رُخِ رخشانکا وصف
بدر مین اُنکے وجاہت کا ظہور
عرشِ اعظم سے بھی شان انکی بلند
جان انکی جان با علم الیقین
قُم فانذر اُنکے قامتکا بیان
جسم اُنکا وہ درختِ پائیدار
کان آدم یعنی بین الماء والطین
پھر تو اُنکے نور سے ہی سب جہان
باعثِ ایجادِ عالم ہین وہی
شرق سے تا غرب جملہ مومنان
یا الٰہی یہ دعا میری ہی اب
حق نے فرمایا جو محمود امقام
انبیا و اولیا کے وہ امام
شمس اُنکی شانکا شمہ ہی ایک
ابتدا سے انتہا تک وہ نبی
راہ سے اُنکی رسالت کو ہی فخر
خیر ہے انکی خبر سے سرفراز
واہ ہی یہ جنکی امت کا شرف
حشر کے دن تک رہیگا بس قوی
ورنہ از بس ہی بڑی شرمندگی
آرزو رکھینگے یہ مرسل ہزار
طور پر فاخلع نعلیک الکلیم
ہین تمام امت کے وہ پشت و پناہ

اور الم نشرح ہی صدر جانکا وصف
اور ہلالِ عید مین ابرو کا نور
ہی نہ پہونچے درک کا جسپر کمند
ذات انکی صاف جیون دُرِّ ثمین
فاستقم ہی استقامتکا نشان
جسکا ظل ہی خلق پر لیل و نہار
وہ نبی تھے سید کل مرسلین
نہ فلک حور و ملک انسان و جان
موجبِ بنیادِ آدم ہین وہی
منتظر جنکے شفاعت سے ہین ہان
تیری درگاہِ علا مین روز و شب
ہی شفاعت کے مکان انکے نام
ہین جہان ہی مقتدی انکا مدام
ماہ اُنکے آئنہ کا لمعہ ہی ایک
ظاہر و باطن ہین سب سے بری
نام سے اُنکے امامت کو ہی فخر
وعظ کو اُنکی زبان سے امتیاز
کیا کہون پھر انکی حرمتکا شرف
دین کامل چاہیے اب پیروی
گر گئی لہو لعب مین زندگی
امتِ احمد مین ہم پاوے قرار
یعنی یہ وادی مقدس ہے کریم
بلکہ کُل عالم کے ہر دم خیرخواہ

دین انکا ناسخِ ادیان ہے
سعدیِ شیراز نے اے پارسا
عاصیونکو یہ وسیلہ خوب ہے
آہ بخشے کون ہمکو جز خدا
خاک اس دہلیز کی ہی بالیقین
محو ہین سب شرع انکی شرع سے
جو صحیفے اور کتابین تھے فضول
دبدبہ جب انکا دنیا پر پڑا
ذات پاک انکی ہوئی باعز و وقار
کفر سوزی دیکھ انکی تیغ مین
قول انکا جیون کلام ذوالجلال
سب فصیحان عرب عاجز ہوئے
دیکھ جسکو عقل کل حیران ہے
معجزون نے انکے دی ایمانکو نور
سنگریزے ہاتھ مین انکے پکار
جسمِ اطہر آپکا بے سایہ تھا
ارض و آلایش سے خالی نہین
سایہ مین جنکے ہون ارض و آسمان
سایہ کی حاجت نہین رکھتا سراج
آب چاہِ شور کا بھی یکسان
خلق کو سیراب فرما آب سے
ٹہنیان پھوٹین لگی گل بیشمار
مومنونکی منھ مین جیون میٹھا ثمر

جو نہین اسپر وہ بے ایمان ہے
شا مین اس شاہ کے کیا خوش کہا
یعنی اس غفار کا محبوب ہے
پر وسیلہ ہے رسول اللہ کا
طوطیائے دیدۂ روح الامین
گم ہین اگلی اصل انکی فرع سے
سابقین ہیغمبرونپر تھین نزول
زلزلہ ایوانِ کسرےٰ پر پڑا
فیض بارانِ صلوٰتِ ابرِ بہار
برق ہی مستور رہتی میغ مین
ہی فصیح کوئی نہین انکی مثال
ایک سورت بھی نہ جملا لکھ سکی
آدمی تو آخرش انسان ہی
کی سیاہی کفر کی عالم سے دور
ذکر سبحانی کرے تھے مردوار
سایۂ عالی سما پر جا رہا
اسلیے سایہ نہ آیا بر زمین
پھر بھلا سایہ پڑے انکا کہان
اور نہین ہی نور کی بھی احتیاج
برکتِ لب سے ہوا آبِ زلال
بس نکالا پیاس کے گرداب سے
اور آئے اسمین خام و پختہ بار
کافرونکے حلق مین سیٹھا ثمر

گر گئے کلخ کجی مسمار وہ
چہ غم دیوار امت را کہ باشد چون تو پشتیبان
رکھتے ہین مرے سب سرخ و سفید
انبیاؑ و اولیا ہر جز و کل
پاسبان ہی انکے در کا جبرئیل
مہرِ دین انکا ہوا جیسے طلوع
آیا جب انپر یہ قرآنِ کرام
دین کے اسلام نے ماری جولان
آب یزدان دین کے گلشن پہ ہے
جو ہوئی گویا زبان درفشان
اور فصاحت کو کلام اللہ کے
سورت کوثر جو ہی وہ سب سے قصر
معجزات انکی ہین اکثر آشکار
دیکھکر بسیار انکے معجزات
ابرِ تن مین مہر کا قبہ لگا
جانسے بھی پاک تھا انکا بدن
کیا لکھون سائے کا انکے ماجرا
تھی سراج و نور وہ ختم النبی
ایکدن انکی دعا سے زرِ بخت
ہر بنِ انگشت سے اکوقت پر
حکم سے انکی ہو شق پشتِ شتر
ہو گیا وہ اے مسلمانو عزیز
سنگ انکی مس سے ہوکر نرم

اور سدِ راستی تیار وہ
چہ باک از موجِ بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان
حشر مین انکی شفاعت کی امید
بہرہ ور ہین انسے بالکل خار و گل
چشمِ نم ہی انسے عین سلسبیل
دین سابق ہو گئے شکل سموع
ہو گئے منسوخ وہ ادیان تمام
سرنگون ہوکر پڑی لات و منات
برق سوزان کفر کے خرمن پہ ہے
سیپ مین جا کر ہوا گوہر نہان
کیا بیان ہو خامۂ ناچیز سے
اسمین بھی ہی اس نمط کا نظم و نثر
جو دکھائے کافرونکو بار بار
تنگ لکھنے سے ہوئے کلک و دوات
سائبان سر انکے پر آکر ہوا
خاک پر ہرگز نہ تھا سایہ فگن
واہ ظل اللہ ہے جنکی ثنا
سایہ نہ ہونیکی یہ بھی وجہ تھی
بار لایا سبز ہو سوکھا درخت
چشمہا کرکے روان مثلِ مطر
باہر آیا سبز خرمے کا شجر
سوچیے گر تمکو ہی فہم و تمیز
صاف لایا آپ پر نقشِ قدم

پشت پر مُہرِ نبوت خوش قلم
تھا رقم روشن برنگِ صبحدم

جو کہ تھا اس مہر مین نور وجلا
وہ یدِ بیضا مین کب موسیٰ کے تھا

معجزے ایسے اُنکے ایمان کا شرف
تیر سایہ کا اُنکے مہ ہدف

ایک ہی ایما کیا انگلی سے جو
ماہ گردون پر ہوا فی الحال دو

اوپر آیا ڈوبا سورج ایکدن
از دعائے سرورِ کُل انس و جن

معجزے اکثر زمین پر ہین غریب
پرتو دونون آسمانکے ہین عجیب

نعت اب اُنکی بیان کیونکر کرون
جنکے یون اعجاز ہون نادر فزون

کوئی انکے وصف کا واصف نہین
کوئی اُنکی مدح سے واقف نہین

جز خدائے خالقِ حسنِ کلام
ماورائے رازقِ ربُّ الانام

خالقِ اکبر جب اُنکی شان مین
آپ ہی مداح ہو قرآن مین

پھر بھلا طاقت بشر مین ہی کہان
جو کرے توصیف کو اُنکی بیان

عقل اُس صحرا مین ہی بس پا لنگ
دستِ کم فہمی نے آمار المند

تھک گیا چلنے سے شبدیزِ قلم
بلکہ اب ہوتا ہی ہر دم بیقدم

روشنائی بھی ہی ریزان اشکفام
قلع کاغذ پر برنگِ زلفِ شام

کیا لکھے مداح تعریفِ نبیؐ
فہم سے بیرون ہی توصیفِ نبیؐ

لیک پھر کہتا ہی چند ابیاتِ لب
اور لکھتا ہی مناجاتِ ادب

التماس جناب مین سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اے شفاعت کے فلک کے آفتاب
صاحبِ معراجِ حق عالیجناب

ہی نرے وصف تمھارا پُر گناہ
کیجیو اُسپر شفاعت کی نگاہ

کم چلا گرچہ رہِ سُنت مین یہ
ہی ولیکن آپکی امت مین یہ

یہ دعا کرتا ہون یا حق کے رسولؐ
ہو قیامت مین شفاعت کل حصول

آفتابِ حشر ہو جب تیز تر
چھتر بخشش ہو مری بالائے سر

یا رسولؐ اللہ روزِ حشر آہ
تم ہو اعلی پیش مولی عذر خواہ

عذر خواہی کیجیو میری ہی آپ
بھولیو مت ہوگی اُسدن آب و تاب

چشم میری آپکے دیدار سے
ہووین روشن دل اولو الابصار سے

معصیت کے ہون مرض مین مبتلا
دو شفاعت کا مجھے شربت پلا

مین ہون خادم آپکی درگاہ کا
مغفرت کا دیجیے مژدہ سنا

آپنے لے شافعِ روزِ حساب
رحمتِ للعالمین پایا خطاب

آستانے پر تمھارے بے خطر
چرخ کھاتا ہی فلک شام و سحر

آپ کو لولا لما تمکین ہے
اور تمھارا اسم بھی یاسین ہے

زندگانی کی قسم اللہ نے
آپکی کھائی کلام اللہ مین

قولِ حق یہ جو لعمرک ہی عیان
کھائی اللہ نے تیری سوگندِ جان

پس فضیلت ہی تمھاری بیشتر
رب کلام اللہ مین ہی داد گر

من چہ گویم وصفِ تو مردِ حمق
معترف شد بر ثنایت پاک حق

تم وسیلہ ہو مرا روزِ قیام
پیش خلاقِ دو عالم والسلام

ہر گھڑی صبح و مسا رب الودود
تا ابد پہونچائیگا تم پر درود

اور تمھاری آل و اصحاب پر
اور تمامی عترت و احباب پر

ہین خصوصاً آپکے جو چار یار رض
رحمتِ حق ہو جیو اُنپر نثار

صاحبِ عز و شرف ہین چہار
دُرِّ ایمان صدف ہین ہر چہار

تاجور ہین کشورِ عرفان کے
نامور ہین حضرت سبحان کے

حامی اسلام اور کفار سوز
رونقِ محراب و منبر دین فروز

غیثِ ہمت کا اُنھونکے آب پا
گلشنِ اسلام و دین تازہ ہوا

ان سبھو نمین کون ہی پہلے شمار
جو رسول اللہ کے ہین خاص یار

صفت امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

اولاً صدیق اکبرؓ یار ہین	ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہین	نیر اوج صداقت پُر جمال	ہادی کل خاص درگاہ جلال
شاہ دین کوہ کرم کان شرف	قطب دین معروف عالم ہر طرف	پاک طینت صاف نیت خوش خصال	گوہر دریائے اعجاز و کمال
عارف سر خدا صدیقؓ تھے	جانشین مصطفےٰ صدیقؓ تھے	جانشین اُنکے رسول اللہؐ نے	یون کہا سردار عز و جاہ نے
میرے صحابو نسے جو بیکر ہین	اولاً من صحبتی بوبکرؓ ہین	کیا کہون تعریف اُنکی وہ عتیق	جان و دلسے ہین پیمبرؐ کے رفیق
ہمرہ حضرت بہر اوقات تھے	رنج و راحت مین بدل دن رات تھے	دوستی کا حال اُنکے کردگار	خود کہے ہی سورۂ توبہ مین یار
جس کسیکو اسمین کچھ انکار ہے	وہ لعین بیشک دخیل نار ہے	دین حق بعد از وفات مجتبےٰ	بازوی کوشش سے اُنکے ہی بڑہا
روم کے اور شام کو وہ شاہ تھے	چرخ عزت کے منور ماہ تھے	فکر سے دنیا کے تھے آزاد وہ	ذکر مین مولیٰ کے تھے دلشاد وہ
جوع سی وہ صاحب جود و کرم	اسطرح حلکے تھے زہے اہل ہمم	باندھتے تھے پیٹ پر پتھر مدام	تا کرین یاد خدا ہو شاد کام
رات کو بیدار رہتے تا بروز	نیم شب مین کرتے آہِ دردسوز	چین تک گر اشک چشم مشکبار	جاتے ہوتا خون آہو تار تار
اسلیے کہتے ہین ختم المرسلینؐ	اطلبوا العلم ولو کان بہ صین	تھے پیمبرؐ کے ہمیشہ وہ انیس	یار صادق دوستدار ہمجلیس
شرط یاری کی بجالائے مدام	تھے وفادار یمین وہ ثابت تمام	مال و زر اور جان و دختر ایکبار	کر دیے شاہ رسالتؐ پر نثار
	اس سبب اول خلیفہ وہ ہوئے	بعد اُنکے حضرت فاروقؓ تھے	

صفت امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی

یار دویم آفتاب شرع دین	ظل حق فاروق اعظم بالیقین	ہین امیر المومنین عادل عمرؓ	ہادی اسلام شاہ بحر و بر
سرور عالم امام المتقین	صدر شوکت حامی دین متین	پیشوائے خلق و مقبول خدا	جانشین حضرت خیر الورٰی
تھے وہ داد و عدل کے گلشن کے پھول	نائب اُنکو کہہ گئے حضرت رسولؐ	دین نے پایا بہت اُنسے ظہور	کر گئے جگ سے غبار کفر دور
باندھ کر شرع پیمبرؐ پر کمر	مار ڈالا دم مین دُرّو نسے پسر	عدل اور انصاف مین تھے صبح و شام	بر خلافی سی تھا انکو عار تام
ایکدن رہتے نہ رب کی یاد بن	فقر و فاقہ کھینچتے تھے رات دن	رحمت جانبر نہ کی گاہے نگاہ	خشت بالش خاک اُنکی خوابگاہ
روزہ رکھکر روز کرتے تھے بسر	شب ہمہ بیدار رہتے تا سحر	صرف کرتے بندگی مین روزگار	تھے قبول درگہ پروردگار
دین احمدؐ کو وہ تھے گلشن کے گل	ہو گیا اُنسے چراغ کفر گل	آیتین ہین اُنکے عز و جاہ مین	جا بجا وارد کلام اللہ مین
حق کرے تعریف جنکی آشکار	پھر بھلا بندہ کہے کیون نابکار	بعد اُنکے حضرت عثمانؓ ہین	جانشین مصطفےٰ ذیشان ہین

صفت امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی

یار سوم زینت تاج جہان	گوہر شہوار و تاج زمان	حضرت عثمانؓ بن عفان ہین	عارف حق جامع القرآن ہین

اگر نہ کرتے جمع قرآن مجید — زینت اسلام کب ہوتی مزید
یوسف ثانی بقول مصطفےٰ — درِّ دریائے صفا کانِ وفا
قلب تھا پرنور ذی النورین سے — قرب حضرت سید کونین ص سے
جمع کر قرآن کے اوراق کو — دین سے روشن کیا آفاق کو
کشور عرفان کے وہ دستگیر — نیر برج حیا تھے بے نظیر
ہو شہید راہ رب اکبری — کر دیا ایفائے عہد احمدی ص
بعد انکے ہر خلیفہ شاہ ہے — زشت ہی یا عارف باللہ ہی
لکھ ابوالحسنین رض کی توصیف اب — اگر رضائے احمدی ص کی ہی طلب

بانی منبر امیر راستان — رہنمائے خلق و ہادی جہان
صاحب ایمان و شمع بزم دین — پر شرف داماد ختم المرسلین ص
شرع پیغمبر ص کی کر کے پیروی — کر دیا دین نبی ص کو بس قوی
عہد میں انکے بھر شہر و دیار — یہ کلام اللہ پہونچا بار بار
ایسے تھے تخت یا ضد پہ سوار — عاقبت کی جان بھی حق پر نثار
بعد انکے حیدر رض کرار ہیں — صدر آرائے نبی ص یہ چار ہیں
ای مری خامے تو اب کیدھر گیا — کیا ہوا تجھکو بتا جلد یہ اب

صفت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی

یار چارم آفتاب منجلی — واقف سر نبی حضرت علی رض
کیا ہی یاد آیا ہی اک مقطع یہاں — حضرت رافت کا سنیے داستاں
ساقی کوثر امیر رہنما — ابن عم مصطفےٰ شیر خدا رض
رہبر راہ ہدیٰ زوج بتول رض — خواجۂ کملا و داماد رسول ص
دیکھ انکی تیغ براں کی جھلک — ابر میں جا کر چھپی برق فلک
دین حق مانند گلزار رہا — تیغ سے انکی ہوا ہے آبدار
حق نے انکو ذوالفقار دو زباں — دی فتوت انکی ہر جگہ میں عیاں
ہل اتی ہی شان میں انکی نزول — اور زوجہ انکی ہیں بی بی بتول رض
عقد میں انکی تھی وہ بنت رسول ص — جس سے ہیں حسنین رض خوشبودار پھول
بلکہ دمک دمی فرمایا انھیں — اور انت منی بتلایا انھیں
بس زباں میں ہی مری طاقت کہاں — جو کروں انکی فضیلت کو بیاں
چار یار رض کی صفت تب ہو رقم — ہو وے جب بال ہما جائے قلم
مومن انکے ہیں مطیع یہ صدر ہیں — جوں مربع نقش عالی قدر ہیں
اور نہیں جسکے دل پہ یہ نقش نگیں — ناتراشیدہ ہی وہ سنگ عجیں

صاحب صمصام اور قمقام ہیں — سرور عالم امام عام ہیں
کر ہی صمصام و قمقام علی رض کا رعد و آخر — رباعی کا غرض آخر کا مقطع ہو گیا ہو
عالم علم کرامت کفر در — جوہر تیغ شجاعت نامور
قاتل کفار و شمشیر خدا — قوت بازوے احمد ص مجتبےٰ
تاب دیکھے شان عدل و داد کو — کھود ڈالا کفر کی بنیاد کو
تیغہ اونکا جب برخشانی ہوا — کفر گل جیوں برف گل پانی ہوا
عارفی میں وہ خدا آگاہ تھے — اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے
بضعۃ منی کہیں جسکو نبی ص — دی نساء العالمین پر برتری
مفخر عالم ہیں وہ حضرت علی رض — لحمک لحمی کہیں جنکو نبی ص
اور کہا من کنت مولاہ مدام — ہی علی رض بھی اس مسلماں کا امام
معدن یکتا کے ہیں وہ در پاک — ہیں زمین عجز پر ہوں مشت خاک
ہر چہار اصحاب رض یہ اہل صفا — ہیں بجا مسند نشین مصطفےٰ ص
ہی نگین دل پہ جسکے یہ کھدا — دو جہاں میں ہی وہ مقبول خدا
ایک کو بھی انسے گر سمجھے ذرا — تو ہی اسکا قتل مومن پر روا

یہ تو انمین رفیق و یار تھے
جان و دلسے مونس و غمخوار تھے

سر سے پا تک مخزن اسرار تھے
افتخار و فخر سے بیزار تھے

ایکدم کو بھی نہ کی آسودگی
تن کو بخشی محنت و فرسودگی

کیا لکھوں انکی صفت وہ جانسے
خاص خادم تھے رسول اللہ کے

ایک کا بھی گر کرے ترک ادب
تو ہے وہ مردود رب مومن ہے کب

اور انکی دوستی کر اختیار
کیونکہ حب احمدی مین ہے شمار

رکھ رسوخیت باصحاب رسول
چھوڑ فیض و بغض کو ای بو الفضول

ایہا الناس اتقوا من ربکم
بہتر و نکو اب برا بولو نہ تم

یہ مثل مشہور سن ہے ہوش کر
دھیان دھر اسپر ذرا اور غور کر

ای عدو و دوستداران رسول
گر تجھے ہے بخشش ایزد قبول

کافرونکو بھی نکہہ بد ای جہول
یہ اصحاب نبی ہین با اصول

اقرباؤنسے پیمبر کے مدام
دوستی کر دوستی کر و السلام

دلمین دے آل محمد کا ادب
اور جو اصحاب ہین مقبول رب

دو جہانمین رکھ مجھے ایمانسے
آشنائی دے رہ عرفان سے

واسطے سے حضرت حسنین کے
مصطفے کے قرة العینین کے

کافرونسے جنگ کرتے روز و شب
مال دنیا کی نہ تھی انکو طلب

اپنے اوپر کھینچتے سختی مدام
دین پیغمبر کو دیتے انتظام

دوست و پا سے وہ عمل کرتے مدام
جوکہ ملتا قوت کرتے صبح و شام

جسکو حب احمد مختار ہے
وہ محب دوستدار چار ہے

جان ای مسلم تجھے گر ہے شعور
رکھ برائی سے انھونکے دلکو دور

دوستی انکی نبی کی دوستی
دشمنی انکی نبی کی دشمنی

واسطے انکے کہے ہین مصطفے
جو ہے دشمن اونکا ہے دشمن مرا

محسنونکو جو کوئی بولے ہے بد
جان ہیجو ہے وہی بد اور نہ شہد

حسن کو کوئی کرے کس شکل ماند
خاک ڈالے سے کہین چھپتا ہے چاند

دلسے دھو اپنے خباثت کا خیال
بات بیجا دیکھ مت منھ سے نکال

دو خسر ہین دو دو داماد ہان
کسکو بد کہتا ہے ای بد بانجان

یا الٰہی اکبر و اسحاق کے
عاجزان ہستی آفاق کے

ای مرے والی و مولی کارساز
ملتمس ہوں مین بصد عجز و نیاز

بخشدے یارب مرے عصیان تمام
مغفرت سے اپنے فرما شاد کام

واسطے تن آل اولاد بتول
در دو عالم کن مرا نعمت حصول

صفت حضرت غوث الصمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی

آں حضرت مین جو خوش آئین ہین
غوث الاعظم شاہ محی الدین ہین

واقف اسرار رب العالمین
فخر عالم عزت دنیا و دین

آفتاب آسمان سرمدی
ابن ابن ابن ابن سیدی

سرو آزاد گلستان بتول
قمری عشاق بستان رسول

معتقد سدا کرامت انکی ذات
تھے زمانے مین مثال معجزات

یعنی رکھتا ہے فضیلت جو غلام
ہے وہ آقا ہی کی عزت و السلام

عاشق اللہ اور روشن ضمیر
آل پیغمبر مسلمانون کے پیر

عارف حق راز دار کبریا
پیشوائے خلق و محبوب خدا

بدر شوکت تاجدار عز و جاہ
صاحب جود و کرم عالم پناہ

اختر برج فضیلت تابدار
گوہر درج ولایت آبدار

بلبل گلزار عرفان خدا
ثمرۂ نخل علی مرتضے

جو کرامت ہو ولی سے مستعار
معجزہ ہے وہ نبی کا آشکار

مشعل راہ خدا شمع ہدا
عاجزونکے دستگیر و رہنما

اولیا سب ہین ستارونکی مثال
شان انکی انمین جون ماہ کمال

پیشواؤ مقتدا ارشاد کے ❊ ثلج وہ ابدال اور اوتاد کے
خادم محبوب سبحانی ہونین ❊ خاک راہ شاہ جیلانی ہونین
اے شہ کامل بخلق کائنات ❊ تم ہو معشوق الہی پر صفات
حشر کے دن ہونگا جب مین تباہ ❊ مہر سے تب کیجیو مجھ پر نگاہ
جسکا ہووے پیر ایسا راہبر ❊ کیون نہ بخشا جاوے پھر وہ بیخطر
دیکھ کہنا مان اب مطلب پہ آ ❊ زندگانی کا بھروسا ہے کیا
کوئی بھی دنیا سے ہی شادان گیا ❊ جو گیا پر غم گیا گریان گیا
غیر فضل کردگار دوجہان ❊ دوجہان مین کسکو ہو امن و امان
عرش اعلی تک ہے جنکی منزلت ❊ وصف کی انکی نہین مجھ مین سکت
عرض ہے اب جناب پاک سے ❊ قطب عالم مفخر افلاک سے
دین احمد کو ہی تم سے جون حیات ❊ مجکو بھی دلوائیو بس یون نجات
ہون قوی دل مین تمھاری داستے ❊ غم نہ ہو مجکو کسی آفات سے
بس کر اے مداح اب داستان ❊ کب بیان ہو تجھسے حال داستان
چرخ دکھلاتا ہے اب نیرنگیان ❊ دمبدم مخلوق مین ہے زد شبان
ہان مگر جسپر ہوا فضل آلہ ❊ گوی سبقت لیگیا وہ خواہ نخواہ
اب سر مقصد پر آکر اے قلم ❊ کر سبب تالیف نسخے کا رقم

سبب تالیف کتاب اور حسب حال

دی ہمین حق بندگی و زندگی ❊ زیست ہے بے بندگی شرمندگی
کیونکہ تو نے اے خداوند حمید ❊ کردیا اول ہی سے وعد و وعید
پس ہوا اپنے تئین واجب مدام ❊ یاد مین مولی کی رہنا صبح و شام
اور اس دنیائے دون کے حسن پر ❊ مبتلا ہو کر نکرنا تک نظر
ور عذاب آخرت بدحال ہے ❊ مومنون کے جانکا جنجال ہے
ای میان ہیگا یہ دور آخرین ❊ ابتو کچھ ایمین خدا ترسی نہین
حق رسی کر آج گر کچھ ہو سکے ❊ کشت کار نیک تو گر بو سکے
پس اگر مضبوط چاہی دین کو ❊ ساتھ رکھ ہر ایک نیک آئین کو
دور کر صحبت رہ شیطان کی ❊ پاسبانی اپنی کر ایمان کی
دام غفلت مین نہ پھنس ہمشکل صید ❊ قہر خالق کی نگہ رکھ راہ قید
جو بزرگون نے کہا کر اختیار ❊ تا عذاب اللہ سے ہو رستگار
تا رہائی ہو تجھے روز حساب ❊ اور تجھسے دور ہو باب عذاب
برخلاف اسکے دوا پاوے اگر ❊ تو ہی تیری جانکو رنج و ضرر
تو رہی تو مسلک شیطانین ❊ اور مبادا ہو خلل ایمانین
دور رکھ ہمکو بدی کے کام سے ❊ فسق سے اور جرم بدانجام سے
عاصیونکو دیدیا خوف عذاب ❊ اہل طاعت کو سنایا ہی ثواب
جرم اور عصیان سے بچنا روز و شب ❊ ترس کھانا یاد کر حق کا غضب
لذت دنیا سے رہنا بے نصیب ❊ نعمت عقبی کو ہی لینا قریب
کسمین ہے صبر و سکون و ہوش تاب ❊ جو سہے دوزخ کے طبقونکا عذاب
ہے زمانہ اپنا یہ تیرہ صدی ❊ منصب تیرہ صدی ٹھہرا بدی
پھر کہان کل اور کل ہے تو کہان ❊ وعدۂ فردا ہے کار احمقان
بے ضرورت کوئی کام ایسا نکر ❊ جس سے تو عالم مین ہو معروف جرم
اور رکھ گردنکشی سے جسم پاک ❊ پست رہنا خوب ہے مانند خاک
سن بزرگان سلف کی نقلیات ❊ گوش ہوش اپنے سے تا روز حیات
کیونکہ وارد ہی عذاب حق شدید ❊ اس در غم کی تو پیدا کر کلید
پیشواؤن کی نصیحت ماننا ❊ درد دو عالم کی اکمل ہے دوا
تو سنے ورنہ بزرگونکے کلام ❊ گوش دے اسے معتقد ہو کر تمام
اور بزرگون نے ہی فرمایا یہی ❊ گر پڑھے اخلاص سے بندہ کوئی

چند آیات کلام اللہ کو
قلب اُسکا پاک سینہ صاف ہو

شامت عصیان سے تو بے اشتباہ
سخت تر ہوتا ہے دل اُسکا سیاہ

اے دلِ ناداں سُن لے میری بات
کون ہے مجھسے بڑا اہلِ عصات

رات دن رہتا ہون اس غم سے غمین
توشۂ راہ خدا رکھتا نہین

کوئی ایسی باتِ حق ہو دلپذیر
صفحۂ خاطر مین جو ہو جاگیر

پس مجھے توفیق دی اللہ نے
ایک بیک دلمین خیال آیا مرے

جو فرید الدین عطار کرام
لکھ گئے حال اولیاؤنکا تمام

لکھ گئے وہ لوگ گفتارِ فصیح
کر کے تحقیقات اخبار صحیح

فارسی کی نثر مین تھا یہ بیان
نظم ہندی مین لکھا مینے یہان

جمع کر جون قطرہ قطرہ سیکا حال
پر گہر کرتا ہون دریا کے مثال

باب اوّل مین بیان قُوت ہے
جو حلال و پاک ہے عالم مین شے

باب سوم مین لکھا ترس خدا
جس سے ہی اللہ کی حاصل رضا

باب پنجم مین ہے جو شام و سحر
حق ہی پر رکھنا توکل کی نظر

باب ہفتم زہد مین بے جبر ہے
رنج اور سختی مین بہتر صبر ہے

باب نہم مین حکایات عجیب
حال ترک کبر ہے جسمین غریب

باب آیا گیارھوان آخر یہان
ہے قبول اسمین دعائے مُقبلان

پس رکھون اسکو مطالعہ مین مدام
خوف مین حق کے رہون تا صبح و شام

پیشۂ طاعت مین ہو مانند شیر
دل نہو اُسکا گناہ پر دلیر

بندگی و ذکر حق کا پاکے ساتھ
ماسوا مولیٰ کے دہووے سب سے ہاتھ

دام روزی سے ہو دنیا کے خلاص
دوست ہووے وصل کی خلوت مین خاص

شوق پڑھنے سُننے والونکا مدام
وعظ سے اسکے بڑھے ہر صبح و شام

جو کرے اسپر عمل پڑھ یہ کتاب
منزل مقصود کو پہونچے شتاب

اُسکے اوپر دھیان دے ہر نیسی مدام
خوف حق دین ہے ای خاص و عام

گر بزرگونکی نصیحت متصل
جو نہین سنتا بگوشِ جان و دل

خوف حق جاتا ہی اُٹھ دلسے تمام
جُرم کرتا ہی دلیری سے مدام

کر کے مین اپنے گناہون پر نگاہ
آہ رہتا ہون حزین شام و پگاہ

فکر کرتا ہون بدل لیل و نہار
اور رجا رکھتا ہون یا پروردگار

آخرت کی جسمین غور و فکر ہو
عاقبت کا اسمین خوف و ذکر ہو

لکھ حکایاتِ بزرگانِ سلف
اور کر تعظیم با عز و شرف

اور صفا باتونکی تصنیفات سے
رہت اقوالونکی تالیفات سے

جستجو کر کے کتابون مین تمام
مینے لکھے اُن بزرگونکے کلام

دیکھ سب لوگونکی تصنیفات کو
ڈھونڈ ھکر مضبوط تالیفات کو

سبز کر اس گلشن سیراب کو
یون بنا کرتا ہون گیارہ باب کو

باب دوم مین ہی حالِ بندگی
جسمین ہی خلاق کی خرسندگی

باب چارم ہی تحمل کا بیان
صبر کی ظاہر ہوین اسمین خوبیان

باب ششم مین بیان کیا خوب ہے
عیب پوشی مین لبا مرغوب ہے

باب ہشتم عشق سے معمور ہے
ہمت عُشاق کا دستور ہے

باب دسوین مین ہے حسن ای مہربان
اولیاؤنکی کرامت کا نشان

اسطرح ترتیب گیارہ باب کر
ختم کرتا ہون خدا کا شکر کر

جو کوئی اس نظم کا طالب رہے
وہ سدا شیطان پر غالب رہے

نفس پر تنبیہ ہووے اور ادب
خشیتِ رب مین رہے روز و شب

جائے گر اُٹھ دلسے غفلت کا نقاب
تو وصال یار سے ہو کامیاب

اور اُسکا ذکر جس مجلس مین ہو
ہو نہ بار اُس بزم مین ابلیس کو

ہر نصیحت شرح ہووے جبتلک
وقت طاعت مین ہی گذرے تبتلک

پاے عزت جون بزرگانِ سلف
اور اوسے حاصل ہو انکا سا شرف

ای میان اسحاق کیا کہئے یہ حال
اور کہانتک کیجئے قال و مقال

اور کو گر پند بولون مثل در / تو لگے کڑوی کہ ہے الحق مر

بخش میری جرم یارب الانام / از پئے آل محمد والسلام

گرچہ مین رہین ہون دور اپنے من / لیک بیجاپور ہے میرا وطن

چار بھائی ہین مرے شیرین مقال / فہم و دانائی مین دانشور کمال

ہے خطاب اسکے بزرگون کا مدام / یعنی کہتے ہین انھین ابری تمام

اُسکے فرمانیکے موجب مینے اب / نظم مین مضمون باندہا ہے کا سب

تو سناؤن مین بھی اب شہر و دیار / شاہجہان آباد کے گرد و جوار

مین وہان آ کر بسا ہو کر جدا / مصطفے آباد ہے مولد مرا

عالم و حفاظ سے معمور ہے / ملک مین چارون طرف مشہور ہے

زیر چرخ نیلگون گلزار وار / جو کھلین گل اُنمین ہوین آبدار

اقربا میری سب اور یاران دین / غم نہ دیکھین تا بروز واپسین

الغرض اسحاق تھے جو شخص ایک / نسخۂ سابق کے ناظم مرد نیک

مینے اک صاحب کے فرمانے پہ یان / کر دیا رنگین اُسے اُردو زبان

اور نام ناظم اوّل کو بھی / مینے ظاہر بعض جا لکھا کبھی

قصہ کوتاہ بارہ سو چونسٹھ تھے سن (۱۲۶۴) / بمبئی مین آیا جو مین بیوطن

پھر گیا مین یانسے بیت اللہ کو / وانسے پھر شہر رسول اللہ کو

نصف جو باقی رہا تھا اُسکو بھی / مرہٹی اک دوست نے تزئین دی

عرض کرتا اکبر بے پر ہے اب / خدمت یاران تا سمجھین وہ سب

پڑھین انکے مطلع اشعار سے / اور انھین کے مقطع آثار سے

التماس اپنی ہے اب اے دوستو / گر خطا اسمین کہین اظہار ہو

مین ہی ہون عاصی ما نیمین خراب / ہے گناہون کا نہ کچھ میرے حساب

تا بتاؤن اپنا کچھ حسب و نسب / تا کہ پہچانین مجھے انجان سب

باپ میرا مغفرت معمور ہے / مہر آسا خلق مین مشہور ہے

اور ہے میرا دوستدار دلپسند / نام ہے یعقوب اُسکا ارجمند

مجکو اُس سے ہے نہایت اتحاد / نظم کہنے مین بھی ہے وہ اوستاد

ایعزیزو جو لکھا اسحاق نے / اپنا حال اس مردم مشتاق نے

شہر ہے موسوم اک رستم نگر / پر مراد آباد ہے مشہور تر

دوسرا ہے نام اُسکا رامپور / رہ گیا بلکہ ہے اسلامپور

ای خداوند دو کون و شاہ دہر / بس رہین آباد تر یہ دونون شہر

اور جو ہین دیہات اُنکے گرد مین / دائما خرمن رعیت کا رہین

بعد مرنیکے بھی با امن و امان / ہوین جلدی داخل دار الجنان

نظم انکی تھی با بیات دکن / لیک مضمون نکو ہے اور حسن

نام اُنکا خاتمہ پر ہے لکھا / جسکو ہو منظور دیکھے خاتما

تا کہ اسکی بھی ہو مجھسے شاد روح / اور کھولی مجھپہ حق باب فتوح

تو مجھے یہ کام پیش آیا ضرور / نیم نسخے نے وہین پایا ظہور

آیا پھر مین الغرض اس شہر مین / بندر معمورۂ خوش دہر مین

خاتمہ پر اُنکا بھی لکھا ہے نام / دیکھ لینا خاتمے کو والسلام

گرچہ پیش شاعران میرے تئین / شعر گوئی کا سلیقہ ہے نہین

اندکے کچھ مجھمین آیا ہے شعور / اور مضامین نے بھی پایا ہے ظہور

تو اُسی کلک عطا سے کر صحیح / لفظ کو اصلاح دیدیجیو فصیح

مناجات

یا الٰہی دے مجھے روشن بیان / کر مرا ہر شعر جون شمع جہان

کر عطا مجکو قلم توفیق کا / اور عنایت کر قدم تحقیق کا

ہے جو ہر اک بیت ظلمت کی مثل / اُسمین بھر خورشید روشن آب زلال

یا کریم الاکرمین رب الجلیل / ہُہنا اسہل علینا قال و قیل

شکر کر اُس ربِّ اکبر کا قدیم / جسنے بتلایا صراطِ مستقیم
اور سمجھایا ضلالت کا سبیل / دیکھ گر تجھمین ہے کچھ عقل نبیل
خالقِ اکبر ہی وہابِ کریم / مالک و ستار و توابُ الرحیم
بحرِ رحمت اُسکا بے پایان ہے / بخشش و انعام لابیان ہے
جسکو چاہی وہ عطا عزت کرے / ہو خفا جسپر اُسے ذلت دے ہرے
گر دلا یون ہی لکھے جاویگا تو / ذاتِ حق کی کنہ کب پاویگا تو
لیکے بسم اللہ اب خامہ پھرا / آشنا بحرِ سخن کا ہو ذرا

اب اس دریاے بے پایان مین اے یاران شوق آرا / ڈبوتا جان ہون بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

باب پہلا قوت حلال اور پاک کے بیان مین
حکایت پہلی ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ کی

راوی اخبار و دانائے کہن / یون کرے ہی منتشر شرحِ سخن
جبکہ ابراہیم ادہم تخت چھوڑ / ہوگئے سب سے مجرد منہ کو موڑ
ملک و دولت مال و حشمت جو کہ تھا / زیب و زینت جاہ و شوکت جو کہ تھا
دلمین جب عشقِ خدا پایا کمال / جیمین تب پھر انکے یہ آیا خیال
گر ملے مجکو نہ اب قوتِ حلال / دخل اس درگاہ مین تو ہی محال
سب خراسان دیکھ ڈھونڈا ہر مکان / لقمۂ خالص نہ پایا پر وہان
گر ارادہ واسطے ملکِ طوس کا / پہونچے اُس شہر مین وہ عبدِ خدا
تھا خوشا اک باغ اُس اطراف مین / جسکے قاصر ہی زبان اوصاف مین
فرح بخش و مغز جان جسکی شمیم / یاد اُسکے غنچۂ دل پر نسیم
تھا نہ اُس گلشن مین کوئی باغبان / گھسگئے یہ اُسکے اندر ناگہان
باغبانکو روز و شب والی باغ / ڈہونڈہتا تھا چشم کا لیکر چراغ
دیکھ ابراہیم کو اُسنے کہا / سن ہی اک بات اے مردِ خدا
باغ یہ میرا ہی جون باغِ ارم / باغبان بن تو مجھسے دس درم
گر قبول اس بات کو وہ پاکباز / باغمین رہنے لگے جون سرو ناز
بعد چندین روز با سرو ہوا / صاحبِ باغ اُسطرف کو آگیا
دیکھ ابراہیم کو بولا پکار / توڑ لا جلدی کوئی شیرین انار
توڑ کر لائے انار اُسکو دیا / ترش تھا جب اُسنے شق کرکے چکھا
بولا صاحب باغکا ہی یہ عجب / لایا یہ رمّان کھٹا کیا سبب
بولے اُٹھے ادہم نہین مجکو خبر / کون شیرین کونسا ہی ترش تر
توڑ لایا مین جو تھا خوش رنگ صاف / اور نہین آگاہ مین با اختلاف
تب کہا مالک نے ای نادان مرد / ہی عجب صورت سے تیری عقل سرد
رہتا ہی اس باغمین مدت سے تو / کیون نہین واقف ہوا لذت سے تو
بولے ابراہیم سن اے نامدار / ہون نگہبانی کا مین تو کامدار
اور نہین خائن ہون مین جو یون کرون / بس امانت مین خیانت کیون کرون
صاحبِ بستان سُن اس بات کو / یون لگے کہنے کہ اے مردِ نکو
تو تو ابراہیم ادہم ہے مگر / جو امانتدار ہی اب اسقدر
نام اپنا سُنکے وہ مردِ خُدا / دلسے بولے یان تو مین رسوا ہوا
اُٹھ چلے اس باغسے باہر تو تنگ / مالکِ گلزار بولا ہو کے دنگ
دونگا پہلی سی تجھے افزون مال / یانسے کر ہرگز نہ جانیکا خیال
عارفِ حق نے دیا اُسکو جواب / ہی فقیری کا ملا مجکو خطاب
جو کوئی دیویگا سو مجکو نہین / پارسائی کو وہ دیگا بالیقین
مت بلا مجکو مری کر بات گوش / بدلے دنیا کی نہین ہین دین فروش

کہ کے اتنا اور قدم رکھ راہ پر	گر گئے جھٹ برق کی صورت گذر	ملگئے پھر حضرت شیخ شفیق	واقف اسرار والی طریق
دیکھکر ادہم کو ملک شام مین	یون لگی کہنے تو ہی کس کام مین	درد دلسے تھی بھری جان و جگر	جوش کھا کہنے لگے لب کھولکر
مین گیا اس شہر سے اُس شہر کو	اور پھر اُس دہر سے اس دہر کو	پر کہین مطلب نہین حاصل ہوا	اور نہ مقصد دلی واصل ہوا
لعل کب پاؤن میان کوہسار	کب پھرون صحرا مین ہو آہو کا یار	دیکھتا ہون سو بسو کر کر نگاہ	چاہتا ہون لقمۂ بے اشتباہ

تنبیہ

گر نہ سالک پائے قدرت لقمہ پر	شاہد مقصود کب آوے نظر	کیجیے بس قوت طیب کی طلب	تا نہو جاوے تجسس بے سبب
رکھیے قوت پاک کی ہر دم تلاش	ڈہونڈہیے عالم مین وہ طاہر معاش	دیکھیے یان آنکھ اپنی کھول کر	کی بزرگون نے ہی کوشش کسقدر
	قوت خالص صیقل ایمان ہی	قوت شکی شرکت شیطان ہی	

حکایت دوسری ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک نے اک روز ادہم سے کہا	ای مہ روشن بچرخ صفیا	ہی جوان اک پاک سیرت خوشخصال	نشۂ وحدت کا سرمست کمال
غرق دریائے محبت تیکدم	وجد مین رہتا ہی وہ ہر ایکدم	کی جو یہ گفتار ادہم نے بگوش	شوق کے دریا نی مارا کین جوش
موج آسا زود تر اٹھکر چلے	ڈہونڈہنی کو لغرض اس سے ملے	دیکھ ابراہیم کو وہ نیک نام	شرط خدمت کی بجا لایا تمام
اور کہا اے شیخ مجھپر کر رحم	رکھ مری گھر تین دن اپنے قدم	کر قبول اسباتکو شیخ زمان	بی تکلف اسکی گھر ٹھہرے وہان
سہ شبانہ روز کر اوسجا مقام	وجد یہ دیکھا کیے اسکا مدام	دیکھ انھون نے وجد مین خوب اسکا حال	پیچ کھائے زلف خوبان کی مثال
اور کہا دلسے کہ ای مہجور یون	مین ہون اس شخص سے اب دور کیون	وجہ اسکے قوت کی معلوم ہو	مجکو اور یہ روشنی مفہوم ہو
تو یہان سے جاؤن ہو کر شادکام	ورنہ ہی یہ زندگی مجھ پر حرام	بس کہا اس شخص نے ای خوش مزاج	گھر مری افطار کر روزیکو آج
جب تفحص قوت کا اُسکے کیا	وائے وہ تو لقمۂ خالص نتھا	پھر اُسے لیکر چلے وہ اپنے گھر	لا رکھا آگے جو تھا کچھ ماحضر
شیخ کا وہ لقمۂ پاک طہیر	جب ہوا اُسکے شکم مین جائے گیر	بس گئی اس سے نکل یکبارگی	روشنی وجد اور سرشارگی
بیقراری اور بیہوشی تمام	چل بسی یکلخت بالکل والسلام	بولا وہ ای شیخ کیا مجھکو کیا	جو مرا سب وجد و حالت گم کیا
شیخ بولے تھا ترا لقمہ ذمیم	جسمین تھا آمیز شیطان رجیم	تھا یہ تیرا وجد شیطانی فساد	وہ کدا تا تھا تجھے جانی فساد
وجد حق اور بیخودی کچھ اور ہی	یہ نہین تو اور ہی وہ طور ہے	لقمۂ خالص شکم مین جب گیا	حالت ناقص نی ترے ستہ لیا

تنبیہ

کیا تو سمجھا ای رفیق بدخصال	قوت بیجا کھاکے پاویگا کمال	گر شکم کو سیر با قوت حرام	کشف چاہی نوش کر غفلت کا جام

لجۂ ہستی مین ہا پسے سر تلک	تو دھنسا ہی کشف کیون آوے جھلک
تو تو ہی آسودۂ قوت خلل +	اسپہ پھر چاہی ہی کشف عز وجل
دلکو رکھ آسودگی بد سے دور	تا ترے دلکو ملے نور حضور

حکایت تیسری ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہی ادہم نے جو ای نامدار	مکے مین جا حج گذارے چند بار
لبیک آسنی گاہ یا اہل البصر	آب زمزم سے کیا لب کو نہ تر
کیونکہ تھا وان شاہ کا دل و دین	انکو وہ جانے تھا مشکوک زمین
اسلیے پانی نہ زمزم سے پیا	گرچہ دل مین ذوق بس پینے کا تھا

تنبیہ

فہم کر اب دیکھ کیا پرہیز ہے	عقل تیری ہی کہ نشتر تیز ہے
کس طرح سے خود کو وہ مرد خدا	غیر کی ملت سے رکھتے تھے جدا
تو تو اخذ وجر ہی مین جانی ہی سود	نام تیرا کس نمط پاوے نمود
جز خدا کے اور پر مت رکھ نیاز	لقمۂ بیوجہ سے کر احتراز

حکایت چوتھی حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل کرتے ہین کہ تھے یون باخدا	احمد حنبلؒ امام باصفا
پر نہین کھایا کبھی انکا طعام	اتقا کی راہ مین رکھا تھا گام
پس کسیکو شہر موصل کے تئین	بھیجکر نفقہ منگاتے بالیقین
زہد وطاعت انکا بیرون شمار	نام صالح صالح و پرہیزگار
یاد حق مین وہ ان رہے لیل و نہار	گھر کو دروازہ رکھانے پاسدار
کر ادا حکم قضا اک سال بھر	پھر یہ شادان حج سے آئے اپنے گھر
اتفاقاً تھا نہ تابق در حضور	جا پسر کے گھر سے لایا بالضرور
بولے خادم سے کہ ای فرخندہ خو	نان کسجا سے پکا لایا ہے تو
جو توا حاصل نہ تھا ای دام و دانگ	آپکے بیٹے سے توا لایا ہون مانگ
مجکو یہ روٹی نہین کھانا درست	اسمین ہی مخلوط امر سحت سست
بولی کوئی آئے یان سائل اگر	تو اُسے اسباب سے آگاہ کر
چار دن تک خواہش اللہ سے	گذرا سائل بھی نہین اُس راہ سے
جد انھونکے ساکن بغداد تھے	صاحب اکرام وجود وداد تھے
دیگئے تھے حضرت عادل عمرؓ	غازیونکو ملک جو کچھ وقف کر
ایک تھے اُنکے پسر صاحب جمال	نیک نیت پاک صورت خوشخصال
از قضا ملک صفاہان کی طرف	نائب شرع نبی تھے باشرف
اسلیے گر کوئی حاجتمند آئے	شائد اُس در سے پلٹ محروم جائے
ایکدن حنبل کا خادم خوش لقا	چاہی تھا روٹی پکاؤن اب ذرا
اور پکا روٹی رکھا چولھی کی پاس	دیکھکر اُسکو امام حق شناس
بولا تب خادم ادا کر کے ادب	ای جہان کے مقتدا مقبول رب
سنکے یون بولے امام بے ریا	اک برس وہ تو قضا پر ہی رہا
عرض خادم نے یہ کی بس کیا کرون	کیا کسیکو دون اسی یا گھر دھرون
دیکھو یہ روٹی مری اسکے تئین	گر وہ لی تو اجر ہووے میرے تئین
پانچوین دن خادم نیک خصال	آیا روٹی کے تئین پانی مین ڈال
بات یہ خادم سے پھر سنکر امام	چھوڑ بیٹھے لحم ماہی کا طعام

تنبیہ

اسطرح سے تھا بزرگوں کا طریق / وہ شہود حق میں تھے ہر دم شفیق
طاعت و تقوی میں رہتے ماہ و سال / ما سوی حقکے نہ رکھتے قیل و قال
اپنی ہی محنت سے جو پایا کچھ آپ / راہ حق میں کچھ دیا کھایا کچھ آپ
تو تو سودا مفت اپنا بیچکر / نفس کے خاطر ہے حق سے بیخبر
فکر روز مرگ کی تجکو نہیں / ذکر روزی میں رہے ہے ہر کہیں
شرم کر اب جسمیں ہے مرد رکیک / تا کے شیطانسے ہوگا شریک
رکھ قدم بر راہ خلاق جہان / ہادی و رہبر ترا وہ ہے یہان
اگر نہ آرد بر سرت آن رہبری / بر طریق راستی کے رہبری

حکایت پانچوین بادشاہ بت پرست کے بیٹے کے مسلمان ہونے کی

جو سخن کے باغ کا ہے باغبان / یوں کرے ہے اس حکایت کو بیان
تھا کہیں اک بادشاہ بت پرست / زشت خو و بدسگال و عدل پست
ایک بیٹا اسکے گھر تھا دلپذیر / صورت و سیرت میں سب سے بے نظیر
پاک جان و پاک دل عبد خدا / نیک کار و نیک عادت پر حیا
ہوکے یہدی من یشاء سے سرفراز / کفر و شرک نفس سے تھا بے نیاز
درج دلکو گوہر ایمان سے بھر / تھا مسلمان جسمیں پنہان سر بسر
شاہ سرکش نے سنی جب یہ خبر / قتل پر اس ماہ کے باندھی کمر
جانکر قاتل اسے وہ رشک ماہ / ہو گیا جنگل کی جانب رو براہ
دیکھیے کیا طرفہ ہے یہ ماجرا / دوست کا ہر مشکل ہے حافظ خدا
دوستی حقکی جب ہووے اساس / دشمنی سے پھر کسیلئے کیا ہراس
تھا جوان القصہ صحرا میں مقیم / فضل حق پر خلق سے بیخوف و بیم
گوشہ بیشہ میں تھا اسکا مدام / خواب و خور یاد خدا جاے طعام
کیا کہوں اے طالبان راہ حق / لیگیا وہ جلد تر گوے سبق
یہ ہوا اسرار حق اسپر نمود / ہو گیا سر پاؤں تک محو شہود
جب گئے اس وضع کتنے دن گذر / تب مرض نے آگیا تن پر اثر
گرچہ بیماری سے وہ رنجور تھا / لیک یاد حق میں دل مسرور تھا
عزم کر ملنے کا اوسکے ایکبار / پہنچے ابراہیم ادہم نامدار
پاس جا دیکھا جو اسکو اک نظر / سخت بیماری تھی اسکی حال پر
خشت رکھکر زیر سر بر فرش خاک / بیقراری میں تھا غلطان دردناک
پوچھا اسکو کیا تجھے خواہش ہے اب / لاؤں میں وہ چیز ہو جسکی طلب
بولا اے شیخ زمان ۔ فرخندہ کار / التجا ہے ہووے اک شیرین انار
شیخ سن اس بات کو جلدی چلے / اور تبر ہمراہ ہمسائے کا لے
کوہ پر جا کاٹ ہیزم باندہ بار / آکے بیچا اور خریدا اک انار
لاکے آگے رکھ کہا اے عبد رب / دی جو کچھ چاہی ہے جی تیرا یہ اب
ہاتھ میں لے وہ جوان پارسا / بولا یون اے شیخ عالم باصفا
کیسے پایا ہے کہانسے یہ انار / دے بتا تا دلکو میری ہو قرار
جسطرح سے لائے تھے سو یک بیک / کہ سنایا جی میں آیا اسکی شک
بولا پھر اے شیخ ہمسایہ ترا / جانتا ہے تو کہ ہے وہ پارسا
بولے یہ واللہ اعلم بالصواب / پارسا ہے یا نہیں وہ کامیاب
بولا مجکو اب نہیں کھانا حلال / دست سے اسکو دیا پائین دل
بعد اسکے پھر مرض غالب ہوا / تا بحدے نزع کا نقشہ جما
شیخ پھر بولے کہ اے روشن ہنر / کہ مجھے کچھ آرزو ہووے اگر
یوں کہا اسنے کہ ہے دلکو خیال / دیکھوں اب ممشاد کا روشن جمال
بولا تب یہ تو کہاں اور وہ کہاں / راہ تیرہ روز کی ہے درمیان
چلکے تیرہ روز وہ آویگی کب / آج تو تو مر رہا ہے جان بلب
سنکے وہ یہ بات اور اک آہ مار / ابر کی صورت ہوا بس اشکبار

اشک ریزان جب ہوا وہ بانصیب / وقت تھا مغرب کا سُدم عنقریب
اور ابھی آیا نہ تھا وقت عشا / پیر ممشاذ آئے از حکم خدا
شیخ بولی اُنسی تب اے خوش خرام / قطب عہد و پیشوائے خاص و عام
گھر سے کب نکلی ہو دو مجکو خبر / ہی تمھارا دور ترا سجلے سے گھر
بولی وہ اب فرض مغرب کی گذار / اسطرف آنا ہوا بے اختیار
شیخ سمجھے ہی مکمل یہ جوان / مستجاب دعوت رب جہان
دیکھ القصہ جوان ممشاذ کو / صاحب دل مخزن ارشاد کو
چشم تر پاؤن پہ اُنکے جا گرا / گرچہ تھا رنج و مرض مین مبتلا
پیر اوسکے حال پر ہو مہرور / گا مسے سینے کو لائے کھینچکر
لگتے ہی سینہ گئے اسرار کھل / صدر مین اسکے بسے انوار کل
نے مرض تھا اور نہ کوئی رنج تھا / سر بسر پر خندہ کا گنج تھا
ایکدم مین وہ جوان پاکباز / پر در وشکل صدف تھا کان راز

تنبیہ

رحمت اللہ جسپر آئے ہے / نعمت صادق وہ یہی پائے ہے
دوست اپنے ہی رہیں مہربان / ہو یہ جس لطف کا تتمہ بیان
دوستی کی گر تجھے کچھ ہے تمیز / دوستی اللہ سے کر لے عزیز
چھوڑ خواہش خواہش اللہ مین / اور جو کچھ ہی نہان اس راہ مین
صحبت حق کی تجھے گر ہی ہوس / علت ما و منی کر ترک بس
گر تو خواہی عیش حق را دوستدار / در دو عالم باب عیش پائدار

حکایت چھٹی مرد کامل کی جو قوت حلال کی خواہش رکھتا تھا

تھا روایت سے کوئی آگاہ تر / اس حکایت سے کرے ہی یون خبر
قوت خاص کی طلب مین شخص یک / شام سے سوئے خراسان آیا نیک
لوگ مطلب اُسکا کر فہم و قیاس / بولے اُس سے جا حسن بصری کے پاس
چل وہانسے وہ جوان بصرہ کو آ / شیخ گنجینہ تمین آ حاضر ہوا
اور کہا یا شیخ ہون امیدوار / قوت طاہر دو مجھے لیل و نہار
شیخ نے فرمایا اس طالب سے صاف / ہی مرا لقمہ عیان بالاختلاف
تین دن کے بعد ہو کرنا صبور / کھولتا ہون صوم اپنا بالضرور
کیونکہ پھر مردار بھی ای باصفا / بعد سہ ایام کھانا ہی روا
گر ترا چاہیے ہی جی قوت حلال / جا فلانے گاؤن کو بانسے حال
ایک دہقان ہی یہان سے بس اہل دل / قوت خالص پائیگا وان اس سے مل
وہ ہوا یہ بات سنکر جی مین شاد / اور چلا وانسے ادہر کو شکل باد
الغرض پہونچا یہ جب اس جای پر / شیخ نے دی تھی جہان اسکی خبر
دیکھتا کیا ہی کہ جون بہ زمین / ہی گھٹایا اُسنے اپنا حملہ تن
اور کتنے بیل اس جنگل کے بیچ / ہی چراتا دیکھکر سب اونچ نیچ
کیا بتاؤن واہ اُس صحرا کا حال / تھی عیان شادابی و سبزی کمال
چشمۂ آب اکطرف تھا خوشگوار / سبزی کاہ ایکسو تھی پربہار
بیل ہر سو پھر پھرا پانی کو آئین / سیر ہو کر پھر گیاہ سبز کھائین
بس ترو تازہ وہ جنگل دیکھکر / اور اس دہقان کو اکمل دیکھکر
اُسنے کی پاس اُسکی جا سنت ادا / السلام اے سالک راہ خدا
مرد دہقان کہہ علیک اوسکو کھول / بولا اُس سے کیا ترا مقصد ہے بول
پھر تو اس سے شاد ہو کر وہ جوان / مطلب اپنے کو لگا کرنے بیان
سن جو اُنکی بات کو وہ نیکمرد / سوز دل سے کھینچکر اک آہ سرد
بول اُٹھا کا ای طالب قوت حلال / گر تو کرتا مجھسے آ کے سوال
فضل حق سے آرزو کی حد کو تو / پہونچتا ہر حال مین مقصد کو تو

پر ہی میرا قوت اب بالاشتباہ
ناگہاں پستین کر دبیل جنگ
پاؤن پر اُنکی لگی مٹی جو تھی

کیا ہی وہ شک کرتا ہون کر لی نگاہ
ارض دیگر مین گئی گھس بیدرنگ
سو کھکر میری زمین مین وہ گری

اپنی گاوان ایکدن دستور سے
قصہ کوتاہ اُس زمین مین جب وہ آئی
ہست دہ روزی من تشکیک کار

تھا چراتا عادت مستور سے
پاؤن بیلونکی بھری کیچڑ مین پائے
پس مرا تو اے جوان معذور دار

تنبیہ

جان تو اے طالب راہ خدا
ہی تو مسکر مکر کی پیکر شراب
روز و شب ہے وہ ترا یار و ندیم

گر تری جانمین ہی کچھ صدق و صفا
پھر بھلا تجکو ملے کب قوت ناب
جسکو تو کہتا ہی شیطان الرجیم
فکر کن بر محنت مردان مدام

اس نمط ہی قوت حق باریکی مین
نفس تیرا ہی تری گردن کا طوق
ہی تجھے مردی کا کچھ دعویٰ اگر
طالب بیدار شو ہر صبح و شام

تو تو رہ گم کردہ ہی تاریکی مین
سرکشی کا اب ہی عالم ہی فوق
ہمت مردان حق پر غور کر

حکایت ساتوین ایک پیر مرد حلال قوت ڈھونڈھنے والے کی

ایک رہتا تھا کسی جا مرد پیر
جب کسی شے پر نہ پایا اعتبار
کاہ کا تیمن ہوا یا تنگ اثر

حسن اخلاق دلی سے حق پذیر
گھانس کا کھانا کیا تب اختیار
رنگ اسکا ہو گیا سب سبز تر
اب شکم تیرا ہوا اس شکل پاک

دلمین آیا یک بیک اسکی خیال
کتنی مدت تک جہانمین یون جیا
عاقبت اکروز دیکھا خوابمین
کچھ نہین تیری تئین ترس ہلاک

ڈھونڈھتا ہی کسطرح سے قوت حلال
بندگی حق مین رہتا کاہ کھا
یعنی کوئی ہی یہ کہتا خوابمین

تنبیہ

پس کرو معلوم اے یاران کار
پیٹ مین جسکے بھرا ہی قوت بد
بدبلا ہی یہ ترا نفس خسیس
بعد ازان دیکھ ہمین اسرار خدا

قوت خالص بن نہین عز و وقار
خوار و رسوا وہ رہیگا تا ابد
برخلاف اس سے رہتا ہو نفیس
موت کا کچھ ڈر نہین پھر تو جیا

بے ربا و بے ریا ہی جسکا قوت
کبتلک سمجھاؤن تجکو ای میان
اسطرح اول تو اسکو پاک کر
خاص ہی بس بندۂ اللہ تو

اُسکو آتا ہے نوید لایموت
بوجھ گر تجکو سمجھ ہے میری جان
جیتے جی گر ہو سکے تو خاک گر
مقبل درگاہ ہے واللہ تو

حکایت آٹھوین حسن نامی عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی

پھر قلم فوج سخن پر ہو علم
ہاتھ مین تھا کچھ زر وجہ حلال
پھر حسن بولے گرا زر ہاتھ سے
صاحب حب نے روحیون یارانکی دہار

یون کری ہی اس روایت کو رقم
گر پڑا چھٹکر زمین پر بازوال
ڈھونڈھتا ہون سر جھکائے مین اُسے
دوست بولے کسلیے ہو اشکبار

تھے حسن کوئی بزرگ نامور
ڈھونڈھنے اُسکو لگے وہ سر جھکا
یار بھی اُسکو لگے سب ڈھونڈھنے
شیخ بولے سچ نہین مجکو یقین

بیٹھے تھے یارونمین اپنے شادتر
یار بولے ڈھونڈھتے ہو شیخ کیا
ناگہان پایا کسی نے وہ ولے
جو ملا زر یہ مرا ہے یا نہین

یار بولے ای ولی عالی نسب / پاس کسکے زر تھا اس مجلس مین سب
مال گر اپنا یہ ہو تو ہے نجات / ہو یگانہ تو بڑی مشکل ہی بات

شیخ بولے اسلیئے دلریش ہے / عاقبت کا ماجرا درپیش ہے
شیخ نے ہرگز نہین اُسکو لیا / تھا پڑا جیسا وہین رکھوا دیا

تنبیہ

دیکھ احوال بزرگان شرم کر / غیر کے حق پر نہ دل کو نرم کر
آنکھ سے چھپکر ملا تھا پھر وہین / باعث تقوی لیا اسکو نہین
نفس تیرا ہی مرید اور پیٹ پیر / دام مین ابلیس کے ہی تو اسیر
مال کو غیرونکے جانے ہی حلال / کر فراموش آخرت کا سخت حال
دیکھ ای نادان اب غافل نہو

تھا حقیقت مین نہین وہ مال غیر / کر گیا شک لیکن انکے دلمین سیر
بوجھ اس تنکے کو اے پر الٰہی / رکھ ہوس دلمین نہ مال مفت کی
نے حیا ہی تجکو نے خوف خدا / پیٹ کے خاطر کیے مکر و دغا
عقل ہی تو سوچ غم اُس روز کا / جو ہی رنج و درد و محنت سوز کا
عمر اکبر اپنی لا حاصل نہو

حکایت نوین ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ کی

ایک تھا گنج سخن کا جوہری / دیکھیا قرطاس کو یون گوہری
لوگ سب پڑھ نماز ین گھر گئے / لیک تنہا شیخ مسجد مین رہے
ایک بولا آج اس معبد کے پاس / ہی مجھے معلوم ہوتا کوئی ناس
پھر کہا افسوس اس انسان نے / واقف راز رہ عرفان نے
جبکہ صادر یہ ہوا اس سے قصور / ہو گیا اس رتبۂ عالی سے دور
جسکے باعث یہ ہوا معزول اب / درگہ باری سے نامقبول اب
اور خریدی اوسنے وان کر کے نظر / واسطے کھانیکے کچھ خرمائے تر
ناگہان اک جب خرما تھا پڑا / اُس زمین پر اوسنے دیکھ اسکو لیا
جب کیا خرمے نے معدے مین مقام / اُٹھ گئی اسکی ولایت تب تمام
جب کیا اس باتکو ادہم نے گوش / اوڑ گیا یکبارگی سُن طیر ہوش
رنگ رو اوڑ کر ہوی رخسار زرد / نشۂ دل گم ہوا کھینچ آہ سرد
قصد بصرہ کا کیا ہو بیقرار / تیز رو رستے مین ہوتے برق وار
الغرض بصرہ مین جا کر با خروش / ڈھونڈا اور پہچانا وہ خرمہ فروش
اپنے اُن خرمونسے اک بہر کھجور / چُنکے اُس بقال کے رکھے حضور

شب کو ابراہیم ادہم با وقار / مسجد اقصی مین تھے مشغول کار
غیب سے پیدا ہوی از امر رب / دو فرشتے جبکہ گذری نیم شب
دوسرا سنکر کے یہ بولا وہان / کوئی ہو ویگا بنی آدم سے یان
جھڈکر ملک ولایت کو لیا / ہو گئی پر ایک یاس سے خطا
ہو مخاطب پھر فرشتے نے کہا / کیا ہوئی اس شخص سے ایسی خطا
بس کہا اُسنے کہ یہ مرد شریف / شوق مین بصرے گیا تھا خوش کا حریف
دامن خواہش مین ان خرمونکو لے / چھوڑ کر دوکان پھر آیا تلے
یہ جوان خرما وہ اپنا کر خیال / کھا گیا اُسکو اُٹھا کر بے ملال
اصل مین خرما تھا وہ بقال کا / پر نہ تھا آگاہ یہ اس حال کا
ہوش سے جا کر پڑی یکسو نکل / مغز جانہین ہو گیا برپا خلل
دل مکدر چشم تر ہمراہ آہ / نکلے مسجد سے با حوال تباہ
ابر کے مانند تھے یون چشم تر / اشک سے رہ کی زمین ہوتی تھی تر
دیکے کچھ دام و درم دوکان مین / پھر خریدے خرما اک آن مین
بولا پھر بقال یون کہکے عجب / کیون مجھے دیتا ہی خرما کیا سبب

شیخ بولے مین کئی دو کان سے / اس سے پہلے بھی گیا خرمی تھا لے
یان تنزا اک دانہ خرما دگر / تھا پڑا زیر دکان اے باہنر
جان اپنا کھا کے پر تقصیر ہون / اب تری خدمت مین دمنگیر ہون
لے یہ خرما اور مجھے معذور رکھ / اپنی حق تلفی سے اب تو دور رکھ
عذر کر کر شیخ نے خرما دیا / اور بخشائی غرض اس سے خطا
عود فرما وانسے باعز و شرف / پھر چلے بیت المقدس کی طرف
مسجد اقصیٰ مین جا پہونچے شتاب / ایک دو پہر تھا ابھی کچھ اضطراب
تھی یہ مضطر آہ آدھی رات تک / وقت نصف اللیل آئے دو ملک
ایک نے ہر دو سے انکو دیکھکر / یون کہا بیٹھا ہی یان کوئی بشر
دوسرا بولا یہ ہے شیخ ولا / جو ولایت سے ہوا موقوف تھا
اسم اسکا تھا گیا پاکر خلل / دوستان حق کے دفتر سے نکل
جب گیا بصرے کو پھر یہ باخبر / بخشوایا جرم اپنا دے تمر
حق تعالیٰ نے سو وہ اسکا گناہ / عفو فرمایا کرم کی کر نگاہ
نام اسکا دفتر عرفان مین / پھر ہوا محسوب آ یک آن مین
شیخ دونونکی یہ سنکر گفتگو / شاد خاطر ہو گئی بس موبمو

تنبیہ

اے عزیز اسبا تکو سن ہوش سے / پنبۂ غفلت جدا کر گوش سے
شیخ ادہم نے جدا کر ایکبار / شان و شوکت بادشاہی دیار
محض عشق اللہ سے ہو آشنا / کام کر کوئی ریاضت مین دہرا
درد و غم رنج والم مین ہ مدام / پا گیا آخر ولایت کا مقام
ایک حبہ غیر نا دانستہ اگر / کھائے تو ہو اندرون اسکا اثر
کشف اور اسرار سب ہو جائین دور / بلکہ ہو مہجور دفترہائے نور
حال اپنا دیکھکر اے بوالفضول / اتنا لایعقل نہ بن ہو ذی عقول
شرم کر اور درگذر بد فعل سے / ہمنفس ہمدم ہوا محبد فعل سے
ہاے تو تو زور سے لوگونکا مال / جانتا ہی جانپر اپنی حلال
شرک اور بدعتکو رکھتا ہے شریک / دیکھ یہ حقمین نہین تیری ہی ٹھیک
باش از بدعات و از اشرار دور / تا شوی پر نور در درگاہ نور

حکایت دسوین مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی

جسنے شمع معرفت روشن کیا / اسنے بزم مسکنت پر فن کیا
مالک دینار دانائے رموز / تھے سراپا گنج عرفانکے کنوز
علم مین کامل ریاضت پیشہ تھے / حلم مین سالم سلوک اندیشہ تھے
یہ ریاضت کی انہونے جو کبھی / بس نہ کھائی ترشی و شیرینی بھی
خشک کیا اور تر کوئی میوہ ہوا / تر زبانسے پر نہ وہ اصلا چکھا
عمر بھر اپنی کسی حالت مین گاہ / ساتھ سالن کے نہ روٹی کھائی آہ
نقل کرتے ہین کہ مالک نیکبخت / اتفاقاً ہو گئے بیمار سخت
چند دن کے بعد صحت پائی پر / کچھ نقاہت تھی نمایان جسم پر
پھر تو حضرت شیخ کو بے اختیار / شوق نوش گوشت کا تھا آشکار
ہی مرضیونکو بدل عادت مدام / بعد صحت چاہتے ہین خوش طعام
نفس نے ہر چند دکھا کر کے جبر / پر ہوا ہی حد سے زیادہ غیر صبر
آرزوئے نفس سے ہو کر بتنگ / وہ گئے بازار کو با دل تنگ
دیکھ بھٹیار اکسی دوکان پر / گوشت یخنی کا لیا کچھ دیکے زر
آستین کے درمیاں اسکو دہرا / اور ایک برتن کا پھر رستہ لیا

ہو تعجب میں وہ بھٹیارا وہاں یوں لگا شاگرد سے کہنے کہ ہاں
اٹھ جو انکے ساتھ باتعجیل جا لحم لیجاتا کہاں ہے دیکھ آ

پس گیا شاگرد جلدی کر فرار پھر کے آیا غم سے روتا زار زار
لحم پر یہ حال خادم دیکھ کر بولا حیرت سے بتا ہے کیا خبر

بولا یوں خادم کہ وہ مرد خدا گوشت کو لیجا تھا ہے گوشے میں جا
سونگھنے اسکو لگا دو تین بار اسطرح کرتا رہا وہ نیک کار

پھر کہا ای نفس ہے اتنا ہی بس تجکو بس آگے نہ کر اسپر ہوس
بعد ازاں پھر آستین میں گوشت دیر گوشے سے باہر چلا وہ حق سیر

ایک بھوکھا راہ میں جو ملگیا گوشت وہ بالکل اسیکو دیدیا
دلکو سمجھایا کہ ای نفس ضعیف میں تجھے رکھتا ہوں یوں کر کر نحیف

رنج دیتا ہوں جو کچھ تجکو مدام جور کرتا ہوں جو تجھپر صبح و شام
تو سمجھتا ہی کہ کرتا ہے ستم ظلم وہ اپنا نہیں ہی سب کرم

ہی مجھے ہر بات کی فکر و تمیز تن ہی جگمیں نہیں کوئی عزیز
آج کرتا ہوں جو یاں بیداد کو کل کو تو دوزخ سے واں آزاد ہو

یاد ہی ایسی نعمت ذوالجلال شا میں جسکی نہیں شایان دل
پھر تری کل کرے محنت دور رنج راحت جاوید ہو جاویگا گنج

سنکے ایسی گفتگوئے باصفا درد بھٹیارے کے دل میں وا ہوا

تنبیہ

کھول آنکھیں دیکھ ای یار عزیز گر تری جسے میں ہی عقل و تمیز
مرد بن مونھ نفس کی شادی سے موڑ آرزوئے نفس کو ہر آن توڑ

ای دیوانے آپکو آفت میں ڈال نفس کی کرتا ہی کیوں خاطر کمال
سرکشی کر نفس کے فرمان سے تا ہو رحمت تجپہ رحمان سے

دوستی کو دوست کی تو چھوڑ کر مبتلا ہی تو عدو کے حکم پر
دشمنوں کی دوستی چولھے میں ڈال دوست کا دیکھا کیا کر تو جمال

دوستوں سے انکی جب ہو گا نہاں ایک کا بھی پھر نہ پاویگا نشان
دوستی کر اس سے جو رب ہے قدیم حب حادث میں کبھی مت ہو لئیم

دوستی کی گر تجھے ہے آرزو آرزو لذات کی کر ترک تو
گاہ عارف گاہ مرد زر بنے ایکدل دو آرزو کیونکر بنے

چھوڑ دے سب حرص و آز نفس اب رب اکبر کی ہمیشہ رکھ طلب

حکایت گیارھویں حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی

یوں نکالے ہی سخندان سحاب مشرق لب سے سخن کا آفتاب
جو حبیب عجمی کو ہر شام و سحر گوشت کھانیکی تمنا تھی مگر

نفس کو تھی باز رکھتے سال و ماہ گوشت کھانے سے بصد پند و نبا ۹
اسطرح سے جبکہ گذرے چند سال صبر کا پایہ ہوا تب پائمال

اور کہا نفس شقی ناشاد سے تنگ آیا ہوں تری فریاد سے
نفس پھر کرنے لگا شور و فغان حال پر اسکے ہوئے کچھ مہربان

اور چلے بازار کو ناچار ہو لحم پز کی جا غرض دوکان کو
اک درم دی اور بریان گوشت لے آستین میں دھر طرف گھر کی چلے

طفل اک رستے میں دیکھا ناگہان گرد غم تھی اسکے چہرے پر عیان
پوچھنے اس سے لگے یہ کاہی غمین باپ تیرا جگمیں ہی اب یا نہیں

بولا کودک مر گیا میرا پدر بیکسی میں مجکو تنہا چھوڑ کر
شیخ بولے تھا وہ میرا دوستدار ہمنشین و مونس و ہم بزم یار

ہاتھ مین کوئی نہین ہی ادنی چیز | جو تجھے دون ای مری پیاری عزیز
آستین مین گوشت تھا جو انکی پاس | دیکھے لڑکیکو گئی وہ حق شناس
اور کہا دو اسے گرسنہ ہی یتیم | کب تجھے کھانا روا ہے یہ نعیم

تنبیہ

ای سگ نفس لئیم بے حیا | تو تو اب بس ہے کلاب نا سزا
خاصگان حق کا یہ دستور ہے | تو کہان یہ بات تجھسے دور ہے
پائمال رنج تھے وہ ہر نفس | تھی معز خلق خدا مین گرچہ بس
تو تو اپنے نفس پر مودود ہے | اشتغال نیک سے مسدود ہے
بس تو اس کو چھین خم دآ دیگا کب | اور بقائے دوست کو پاویگا کب
نفس کے آرام سے ہو متصل | زنجین ڈالے ہی نا حق جان و دل
عمر دنیا چند روزی ہست بس | غافلی ایجا مکن ای بوالہوس

حکایت بارھوین ابو القاسم عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی

نقش پیر ای روایات پسند | یون ہوا فکر سخن سی نقشبند
جب ابو القاسم بزرگ روزگار | تھی سکونت انکی تھی فارس دیار
ایکشب بیدار بیٹھے تھے مگر | حق سی ملتی خلق حق سے بیخبر
جسگھڑی عالم پہ گذری آدہی رات | کان مین تب غیب سے پہونچی یہ بات
دوست اک اپنا یہان ما بین پر | قید سی بیٹھا ہی تازہ مکر کر
اتفاقاً بوالحسن نوری وہان | کھوکر اک گور تھے اسمین نہان
لوگ انکو دیکھکر باہر نکال | شہر مین لے آئے باعز کمال
اور اوتارا ابو القاسم کے گھر | پس رہی چند بے حسن گھر اسکے پر
قصد جانیکا کیا جب برملا | بولے بو القاسم کہ ای شاہ ولا
کیا سبب اوس رات جو تم گور مین | گل نشین ہو کر ہوئی گم گور مین
بوالحسن بولے کہ لے شیخ انام | وادی اسرار حق کے خوش خرام
جب ہوا مین ای اچل نزدیک تر | شہر فارس مین درسے آیا نظر
نفس سے مینے کہا اے بدشعار | کر فریب نو کہ تا مردان فار
شرط مہمانیکی سب لاوین بجا | اور کھلاوین نعمتین تجکو سوا
یان فراغت سے رہے تو چند روز | بھول جاوے سب سفر کا رنج و سوز
جب گیا یہ قبر کے اندر ہو شاد | اوڑ گیا رنج سفر جون گرد باد
پھر کہا مینے اسے ای بدسگال | یہ سمجھکر تو ہوا ہی شاد حال
آرزو کا دوست تو کب سے بنا | کب سے ایسا مہربان پیدا کیا
قید کرنا ہی تجھے اب بالضرور | تا رہی تو اس خیال بد سی دور
شہر بھی تجکو دکھاؤنگا نہ پر | قید مین کھونگا تا وقت سحر
پھر ابو القاسم سی فرمایا کہ یار | حیلہ سازی نفس سے کر کار یار
اسلیئے اس نفس کی گردنکو توڑ | غار مین ڈالا جہانکی آس چھوڑ
شیخ ابو القاسم کے سنکر یہ کلام | نقش کی صورت ہوئی دیوار تمام
راہ مولی مین رکھا جسنے قدم | نفس کے اوپر کری ہی یون ستم

تنبیہ

تو تو اپنی عمر بھر اے نا روا | پالتا ہی نفس کو نعمت کھلا
جو یہ کہتا ہی سنی ہی دھر کے کان | اسکی خواہش سی یہ پھیری گہ عنان
رات دن ہو کر آسایش پذیر | نفس کو فربہ کیا ایمان حقیر
نفس کو تا کے کرے گا تو توی | کالموتی کر کبھی تو پیروی

حکم میں ہے نفس کے تو دمبدم
حشر کی بھولا ہے رسوائی کا غم

چھوڑا ہے نادان غفلت کا جواب
سخت اکبر ہے کٹھن روز حساب

حکایت تیرہویں حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی

تھا کوئی یوں واقف علم کہن
گوشے میں یوں دیکھا در سخن

ایکدن حاتم اصم نے ہمیان
گاجریں خادم سے منگوائیں عیان

جب چلا خادم بروں لیکر درم
پایا رہ میں ایک پیر محترم

گاجروں کا ٹوکرا سر پر دہرے
کوچہ گردی چاہتا ہے بیع سے

دیکھ بولا خادم حاتم اصم
گاجریں لیتا ہوں تھم اے نیکدم

یوں لگا کہنے اسے گاجر فروش
صبر کر دیتا ہوں اے بیدار ہوش

کوئی دروازے پہ اپنے تھا کھڑا
پیر نے کی عرض اسکے پاس جا

گر اجازت ہو تو بیٹھ اکدم یہاں
یکدرم کی گاجریں بیچوں میاں

صاحب خانہ نے سن اس سے کہا
ہے اجازت بیچ لے اے اہل صفا

ٹوکرا رکھوا دیا ان مردنکو
بولا اب نے شیخ کے شاگرد کو

گاجریں مانگے ہے جو تو اے جوان
لیک اب جلد اسے ہو گھر کو روان

دوسرا بھی سامنے آ پیدا ہوا
اکدرم کی گاجریں تھا مانگتا

پیر بولا اب نہ بیچوں گا یہاں
اکدرم کا حکم تھا اے مہربان

صاحب خانہ سے مجکو اس جگہ
گاجریں دوں تجکو کیسے اے سمجھ

چل کہیں اب ورے چل بیٹھونگا میں
ہاتھ تیرے گاجریں بیچونگا میں

پیر القصہ وہاں سے اٹھ گیا
پھر کسی جا جا کے بیٹھا اذن پا

شیخ کے شاگرد نے آکر تمام
کہہ سنایا پیر عالی کا مقام

شیخ بولے سنکے یہ در مقال
اے میاں وہ تو ہے مرد باکمال

پھر کہا شاگرد کو اس پاس جا
اکدرم کی گاجریں لے اور آ

پھر گیا خادم اور اسکو ڈہونڈھ کر
یوں لگا کہنے کہ اے پیر ہنر

گاجریں دے یکدرم کی مجکو اب
گاجروں کی تجھ سے رکھتا ہوں طلب

سر اٹھا کر پیر نے دیکھا جوان
جانا یہ تو ہے وہی پہلا جوان

بولا اے صاحب ابھی تو لیگیا
پھر تو آیا سچ بتا موجب ہے کیا

بولا وہ شاگرد ہوں حاتم کا میں
پاس انکے لیکے یہ جاونگا میں

پیر بولا اے حاتم پیشوا
کیوں ہے اتنا آرزو میں مبتلا

مانگتا ہے چیز جو نفس پلید
اسکو یوں جلد اسے دیتا ہے خرید

نفس کو اے دوست تو سنلے مرے
آرزو گاجر کی ہے اکسال سے

جیسے یہ اب تک نہیں ہے کامیاب
آرزو کو اسکی رکھتا ہوں خراب

دوستان حق جو رکھتے ہیں کمال
یوں رکھے ہیں نفس کو دلتیں ڈال

تنبیہ

تو بھی ہے گر سالک راہ خدا
سالکوں کی پیروی کچھ لا بجا

جو خدا دانی کا ہے اے دل شفیق
نفس کافر کا نہو ہرگز رفیق

نفس کے خاطر میں یاد دیگا دغل
عاقبت کو پھر دکھاویگا خلل

گر تو چاہتا ہے کہ پاوے آبرو
چھوڑ دے اس نفس کی سب آرزو

نفس کا فرعون دے پہلے ڈوبا
پھر کلیم اللہ آسا پا رجا

گر نہیں اس راہ میں چابک قدم
تو نہیں تو مرد ہے زنسے بھی کم

رابعہ بصری جو تھی پاکیزہ زن
عشق خالق میں تھی ہر دم نعرہ زن

تو تو ہے زنسے بھی کم اے بدسرشت
اسپر حق سے مانگے ہے باغ بہشت

طنطنہ مردیکا گر کچھ ہے تجھے
تو لگا لو ہر گھڑی اللہ سے

حکایت چودہوین مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کی

تھا روایت کے چمن کا جو نہال / گر گیا سرسبز یون سرو مقال
تھی جو چرخ بہتر کے مشتری / مالک دینار خاص ایزدی
خواب مین دیکھا کسی کو ایک شب / یعنی وہ کہتا ہی انسی جان اب
ہی فلانی جا پہ اک زندہ دل / ایک دوست اللہ کا جا اس سے مل
مست ہی وہ نشۂ اسرار کا / شوق رکھتا ہی تری دیدار کا
مالک دینار کو کچھ کام تھا / اس سبب جانا نہین انکا ہوا
قصہ کوتاہ تین شب دیکھا جو خواب / اسطرح مالک نے تو ہولا جواب
تیسری دن اٹھ چلے یا بالضرور / جسجگہ وہ تھا گیا اس جا جو ر
تھی ہا پر ایک مسجد باصفا / آسمین کہتا تھا اذان وہ خوشنوا
دیکھکر مالک نشانیہا تمام / آگے اسکے جاکے بولے السلام
وہ جوان بھی شرط اسکی کر ادا / بول اٹھا اے مالک دینار آ
مالک دینار بولے اے میان / نام میرا کس نے بتلایا یہان
بولا وہ جسنے تمھین بھیجا ادہر / دی اسی نے نام سے مجکو خبر
الغرض مسجد سے دونون پاکباز / باہر آئے پڑھ نماز بے نیاز
وہ جوان مالک کو مہمان جانکر / اپنے گھر پر لیگیا مہمان کر
جب ہوے ہی گھر اسکے مالک یہان / لا رکھین دو خشک اسنے روٹیان
بولی مالک اس سے گر اسوقت پر / کچھ نمک ہوتا تو ہوتا خوب تر
پیرزن اس گھر مین تھی آموزگار / ایک بیٹی اسکی تھی پرہیزگار
بولی وہ دختر سے ای کان ادب / لا نمک رکھکر گرو کوزیکو اب
دختر پاکیزہ کر فرمان بری / کوزہ لیجا رکھ گرو لیکر پھری
دو دکھلا کر نمک مالک کے پاس / سیر روٹی سے ہوی وہ حق شناس
پھر کہا مالک نے ہی شکر خدا / قانع و صابر رہا ہون مین سدا
پیرزن بولی کہ یہ سب لاف ہے / قول تیرا کذب ہے کب صاف ہے
گر قناعت تجھین ہوتی ای جوان / تو مرا کوزہ گرو رہتا کہان
ہی یقین مجکو بفضل ذوالجلال / کھائے سالن کو ہوی ہون سالہا سال
یہ سخن سنکر ہوے یہ سرنگون / اور آنکھون سے بہای اشک خون
صورت باران ہوکر اشکبار / گھر سے پھر باہر کو آئی زار زار
نفس سے کہتے تھے سن ای بد سرشت / آج تو نے کیون کیا یہ کام زشت
کل کو کیا دکھلائیگا منھ دوست کو / آگ دیویگا مگر اس پوست کو
العزیز و سوچیے یان غور کر / ہمت مردان منو نسے بھی تر

تنبیہ

ای میان کہتا ہون تجکو آنکھ کھول / دیکھ اور منصف ہو جمین اپنے بول
وای تو تو کرکے مردومین حساب / آپکو رکھتا ہی زن سے بھی خراب
جو رکھے ہین نفس کو خوار و ذلیل / ہمت مردان حق ہی یہ دلیل
ہمت مردان قناعت پیشہ ایست / ورنداری ہمت اندیشہ ایست

حکایت پندرہوین حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی شکر زبان شیرین مقال / کیا سخن لایا ہی مصری کی مثال
مصر مین تھی صوت شہد و نبات / حضرت ذوالنون مصری نیک ذات
آرزو انکو سوئیون کی مدام / تھی مگر کرتے تھے دلکو شاد کام
یعنی وعدہ کرتے تھے آٹھون پہر / جہد کر دونگا سویان خوب تر
جبکہ گذرے اسطرح مین دس برس / پھر نپایا صبر کے بازو مین بس
ناگہان اک روز آیا روز عید / نفس نے برپا کیا شور شدید

اور کہا ای عید آج ای نامدار / دیہ مرا مقصد مجھے کر کامگار
ورنہ ہو کر جان بلب مرتا ہون مین / رحم کر مجھپر یہ دم بھرتا ہون مین
آجکی شب اور تاکر کے قیام / مین دو رکعت مین پڑہون قرآن تمام
نفس بولا ہی بجان و دل قبول / حکم حضرت پر نہین مجھکو عدول
بیٹھے پھر بیدار دل ہو کر شتاب / تا چڑہا چرخ فلک پر آفتاب
پختہ دیریان سویان لین منگا / نفس سے وعدہ کو تا کیجیے وفا
بس وہین لقمے کو باسن مین رکھا / ہاتھ پانی سے کیا اپنا صفا
بولا کوئی ای بزرگ خاص و عام / آرزو تجھکو سویون کی تمام
شیخ بولے مینے جب لقمہ لیا / نفس نے اوسوقت خوش ہو کر کہا
بولا مین ای نفس پہچانا تجھے / آرزو تک اب یہ پہنچانا تجھے
دیگ بھی اک وہ بر دلا کر کبھی / دستہ بستہ پھر کھڑی ہو عرض کی
خود نہین آیا ہون مین تیری طرف / تجھکو لایا ہون پیام پر شرف
کل کی شب جب عید کا دن تھا ادہر / مین نے پکوائین سویان دیگ بھر
جو ابھی وہ آفتاب کائنات / سید عالم امیر ممکنات
یک براق برق جولا نپر سوار / خوش چلے آتے ہین جون باد بہار
آسمان کی سمت سے لے تا زمین / اک تجلی نور کی تھی ہر کہین
باہزاران داب و باحسن طریق / حور و غلمان سب جلو مین ہین رفیق
گر تجھے ہے مغفرت اللہ کی / آرزو اور یہ شفاعت بھی ہی
جا طرف ذوالنون مصری کی ابھی / اور سویون کی یہ لیجا دیگ بھی
جہد کر کر اس صفت ای پارسا / نفس پر کبتک کریگا تو جفا
کچھ سویان کھا کہ تو ہن دیگ سے / نفس عاجز کو ذرا آرام دے
جب سنا ذوالنون نے ایسا پیام / چشم سے آنسو بہائے سرخ فام
گر مجھے اس شاہ ذی اوس تشکل آ / یاد فرمایا زہے لطف خدا

اب مری احوال پر کچھ کر کرم / تابکی این سختی و ظلم و ستم
شیخ بولے نفس کو ای زشت خو / صبر کر گر آرزو چاہے ہے تو
صبح فردا پھر سویان نوش کر / آرزو سے آپکو مدہوش کر
شیخ نے کر کے وضو باصد ادب / دو قیامو نین پڑہا قرآن سب
یعنی دل روشن ہوا جب آشکار / ظلمت شب سے نکل آیا نہار
لے سویان ہاتھ مین وہ باادب / لائے اک لقمے کو لب کے پاس جب
اور مصلے کے ہوئے اوپر کھڑے / سجدۂ حق کے لئے قائم ہوئے
دس برس سے تھے پکائین اس نفس / پھر بھلا کیونکر نہ کھائین اس نفس
بہرہ ور ہون آج مین ہر حال سے / آخر اپنے مقصد دہ سال سے
شیخ اس گفتار مین تھے مشتغل / شخص اک پیدا ہوا پھر متصل
کر کے دستور ادب اظہار سب / یون کہا ای گوہر کان ادب
مین ہون اک عالم مین پابند عیال / رحم حق ہے حالپر میرے کمال
پر نہ کھائین مینے وہ اور سو رہا / خواب دیکھا خوب ہے اسطرح کا
رحمۃ للعالمین خاص خدا / شافع روز جزا صاحب لوا
در میان گیسو عنبر فشان / رخ عیان جون ابر مین مہر جہان
اسپ کی جبریل پکڑے تھے لگام / پیش و پس فوج ملائک کا نظام
کر نگاہ لطف مجھپر ناگہان / یون لگے ارشاد کرنے ای جوان
تو ابھی تو فوراً اوٹھکر صبحدم / مہروش کہ گھر سے باہر کو قدم
میری جانب سے اوسے بعد از سلام / یہ سویان دیکے دیجو پھر پیام
ایک ساعت صلح کر اور اس سے مل / تا اب وہ مین نہین ہی مضمحل
جمع رکھ دل مجھکو اپنا دوست جان / حق سے ہی حکم شفاعت بیگمان
اور کہا ای جان کہانین نابکار / اور کہان حضرت رسول کردگار
یاد جب مجھکو کری حق کا حبیب / تو مجھے فرمان ہی اوسکا قریب

بس گئی آداب سے اوس دیگ پاس
اور کھائے چند لقمے باقیاس

تنبیہ

ابتو کہتا ہون تجھے ای جانمن
جانمن جانا من ایمان من

ایدل مخمور او بٹھ ہشیار ہو
خواب غفلت تا بکے بیدار ہو

دیکھ یہ مردانگی آنکھونکو کھول
آپ ہی جی اپنی مین منصف ہو بول

بندگان حق نے سن لے پر غرور
روز و شب شغل خدا مین باضرور

کی تعدی نفس پر جسدم قبول
اسطرح شافع ہوئے اوسدم رسول

میل نفسانیکو جو رکھا خراب
خواہش جانیکو پایا بیحساب

جب دیا تخم تمنا گل مین ڈال
عیش باقی کا اوگا دلمین نہال

کیا کہون ای مایۂ صد مدبری
منسی رب والۂ حور و پری

تو پڑا ہے نفس کی ہستی مین اب
عالم نابود کی پستی مین اب

نفس کو اپنے تو یون مرشد بنا
پھر خدا کا راستہ ہے ڈہونڈہتا

توڑ دیسے نفس کی سب آرزو
پھر نگہ کر دیکھ رب ہے روبرو

جبتلک تو نفس سے ہے ہمنفس
سر بسر ہے کام تیرا لاف بس

چھوڑ دی آرام کو اور کھینچ رنج
تو ملے راز خدا کا تجھکو گنج

رنج مین رکھ نفس کو شام و سحر
کر کے اب مردونکی رخشش پر نظر

در رہ یاد خدا مردانہ باش
از نفوس شکر حق ہمخانہ باش

حکایت سولھوین مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی

آہوی دشت روایت ذی شتاب
نافۂ لب سے نکالا مشکناب

صفحۂ کاغذ پہ بو ہو عطر بیز
مغز جانکو یونکری ہی مشک ریز

ہو چکی مالکؒ کی آخر عمر جب
سخت بیماری ہوئی موجود تب

بس حسنؒ بصری کو بصری کے میان
یہ خبر ملہم نے پہونچائی عیان

شیخ جعفرؒ تھے جو وان ابن ذبیح
عاشق حق کامل دین صحیح

یہ حسنؒ اونکو بھی اپنے ساتھ لے
چھوڑ بصرہ جا کی مالکؒ سے ملے

جب سر بالین پہ دیکھا اونکی جا
تو ذرا احوال بھی باقی نہ تھا

خون سوکھا گوشت کا تو کام کیا
استخوان و پوست پھر نام تھا

زیر سر رکھکر پرانی سخت اینٹ
فرش گل پر سو رہی تھی دیکھ پیٹ

اسطرح کی حالمین بھی ہر دہیان
یاد حق سے تھی قریب ایک آن

یون حسنؒ بصری نے دیکھ اونکو کہا
زیر سر تشئی نرم دہر ای پارسا

فرق ہے تیرا سراسر استخوان
خشت سے ہو اسکو تکلیف گران

بولی مالکؒ اسطرح اے نامور
دی ہے پیغمبر نے یون ہمکو خبر

جو کوئی جگمین ہے آسایش پسند
نار دوزخ سے ہے بس اوسکو گزند

طوق ایسا اوسکی گردن مین پڑی
جسکی سوزش سے بدن بالکل جلی

رنج دنیا کو قبولا مین نے یان
طوق آتش کی نہین طاقت وہان

پانچ دنکا درد دکھ سہ لیجئے
دائما پھر عیش و عشرت کیجئے

پھر حسنؒ بولے کہ اے مرد خدا
کچھ نصیحت کر کہ ہو وے دل صفا

بولے پھر مالکؒ یہ دنیائے دغل
ہے فریب و مکر سے سب پر خلل

اوسکی الفت سے بدل رہنا بعید
مبتلا اسپر نہ ہونا اے سعید

زہد و طاعت پر ہمیشہ رکھئے دہیان
تیر قامت کیجئے خم جون کمان

قوت طیب کی خورش سے ہے ثواب
روزی بیجا سے چکھنا ہے عذاب

اور جواب حق رکھو طیار کر
کیونکہ سچ ہی ہوئیگا وان ازگر

صدق تیجی سے خبر رکھنا مدام
کذب سے ہیہات جانکر بچنا تمام

یہ سخن سُنکر حسن اک آہ مار
ابر کیصورت ہوے بس اشکبار

پھر کہا مالک نے ای پیارے حسن
دوستان حق کے شمع انجمن

مال مجھپر کچھ کسی کا ہے نہین
اور نہ میرا بھی کسی اوپر کہین

مین تو فکر مال سے بیفکر ہون
ہی نہین سیم و زر دنیائے دون

فرش میرا ہی ترابی بالیقین
اور مکان اپنا ہی ہی خاک زمین

ہی سراج لیل میرا ماہتاب
سایہ افگن دنکو ظل آفتاب

جو مرونمین تو مجھے ای پاک تن
غسل دے پہنائیو ستھرا کفن

اور منگا کر پھر کہین سے ماروار
پانونمین زنجیر کیجو استوار

طوق آہن بھی گلے مین ڈالکر
لکھیو پیشانی پہ میرے یون مگر

مالکِ دینار عاصی پُرخطا
عالم فانی کی بستی سے اُٹھا

پھر رسن پانونمین باندہ ای اہل زور
کھینچتے لیجائیو تا جائے گور

دفن کر کے مجکو وان بالطف وجود
فاتحہ اخلاص پڑھیو اور درود

تا خداوند زمین و آسمان
مہر سے ہو میرے اوپر مہربان

رحمت اپنی کا مجھے دکھلا ظہور
مغفرت گروہ کرے تو ہی غفور

تنبیہ

غور کر اسباتکو اے بوالہوس
گر تجھے انصاف پر ہی دسترس

دیدۂ باطن کو کر کے وا ابھی
منصفی کر منصفی

جو کہ تھے مالک ولی معنوی
چاہتی تھی خلق اُنکی پیروی

علم و تقوی مین بہت تھے باکمال
آرزوے نفس کو دیتے تھے ٹال

زہد و طاعتمین جیسے شام و سحر
عمر ساری کی ریاضت مین بسر

وہ بھی جو رکھتے تھی اتنا خوف و بیم
تو ہوے مقبول درگاہ کریم

راہ حق پر تو نہین اب اے جہول
چھانتا پھرتا ہی ہر اک سمت دھول

نفس کی کرتا ہی ہرشب چاکری
دنکو بھی ابلیس کی فرمانبری

قاضی الحاجات کو دلسے بُھلا
خدمت دشمن مین رہتا ہے سدا

حضرت رنگین سعادت یارخان
کہتے ہین ایجاد رنگین مین عیان

تو تو دریائے بدی مین غرق ہے
تجھمین اور شیطانمین کیا فرق ہی

ای میان کیا ڈہنگ وان ہوگا ترا
حشر مین کس رنگ مُنہ دکھلائیگا

قطرہ قطرہ پیکے غفلت کی شراب
ذرہ ذرہ بھولا ہی خوف حساب

گر نجواہی رستگاری از عذاب
بیش از رفتن بخواہ کار ثواب

حکایت سترھوین حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی

باغبانِ روضۂ گلہائے نغز
گلفشانِ روضۂ گلہائے نغز

غنچۂ سربستہ کو شکل نسیم
دی کیا یون مغز کاغذ پر شمیم

تھے جو کنز سر حق حاتم اصم
گوہر یکتائے دریائے کرم

ایکدن حجرہ مین وہ مہر صفا
بیٹھے تھے اک شخص آ حاضر ہوا

اور بولا شیخ کو اے ذوالہمم
ہے مری گھر آج شادی رفع غم

لطف سی عاجز کی دعوت کر قبول
کیجیے حضرت قدم رنجہ حصول

شیخ بولے مین کسی دعوت مین گاہ
جا نہین سکتا ہون ہون عذر خواہ

تو بھی رکھ معذور کر مجھپر کرم
جا ادا کر اپنی شادی بے الم

پھر بصد زاری جو بولا وہ جوان
بولی ہونا چار شیخ حاتم وہان

گر کرے تو تین شرطین استوار
تو مین آؤن تیرے گھر اے مرد کار

شرط اولی یہ کہ مین بیٹھون جہان
تو مزاحم میرا مت ہوجیو وہان

شرط ثانی جب کہین کھانیکو بس
کھاؤنگا جو دل مرا چاہیگا بس

شرط ثالث جو وہان تجکو کہون
تو بجا لانا تو چون و چگون

اُس جوان نے یہ قبولے شرط سب
اور چلا لے شیخ کو گھر اپنے تب

قصہ کوتہ جب گھر اُسکے چلے
لوگ شادی کے تمامی آملے

لیگئے اعزاز اور تکریم سے
باہزاران حرمت و تعظیم سے

شیخ جب مجلس مین آئے ستعار
کل مکانسے ہوکے فارغ ایکبار

جسطرف تھی سبکی نعلینونکی صف
جاکے بیٹھے بے تکلف اُسطرف

صاحب خانہ وہین درپیش آ
یون لگا کہنے کہ سُن اے پیشوا

آپکے لائق نہین ہی یہ مکان
اس مکانپر بیٹھو ہو سُتھرا جہان

شیخ بولے شرط جو کی تھی قبول
کیا گیا اُس شرط کو اپنے تو بھول

جب گئی یہ بات اُسکے گوش کو
چُپ رہا اقرار سے لاچار ہو

جبکہ لا مجلس مین کھانیکو رکھا
شیخ اکنان جیب سے بیرون لا

پس لگے کھانے وہین نان جوین
صاحب خانہ ہوا اندوہگین

اور کہا سُن اے بزرگ نیک رو
کچھ ذرا تو کھا مرے گھر آکے تو

شیخ بولے اُس سے پھر سُن اے عزیز
شرط ہی جاہی جو ل کھاؤن وہ چیز

الغرض جب لوگ سب کھا کر طعام
قصد جانے کا لگے کرنے تمام

تب اصم نے گھر کے مالک سے کہا
تین تابق آہنی آتش مین لا

جب توہی وہ خوب ہے وہین سرخرو
راہ پر میری انھین رکھ جلد تو

صاحب خانہ بجا لایا کہا
سُرخ کر رکھے تو ہی رستے مین لا

شیخ بولے نان جو اب سے کھائی
رست ہے آمین نہین کچھ جھوٹ بھائی

یہ زبان پاک سے ارشاد کر
پانون تابق پر گئے رکھکر گذر

پھر مخاطب ہوکے لوگون کیطرف
یون لگے فرمانے باعز و شرف

گر تمھین کچھ دعوئ اسلام ہی
اور جزا کے روز پر انجام ہی

ہی یقین نار جہنم پر ضرور
پل صراط اوپر سے کرناہی مرور

توجو کچھ کھائے ہو کھانا تم یہان
دینا ہوگا سب حساب اُسکا وہان

پل صراط اپنا تو ہے اب جانکر
رکھ قدم اسپر سبھی جاؤ گذر

لوگ بولے ہی ہمین کیا اقتدار
جورکھین اسپر قدم ہو استوار

پس سراسر آتش حدت ہے یہ
گام مین اپنے کہان جرأت ہے یہ

شیخ بولے کیسے پھر روز جزا
پل کے تم اوپر سے گذروگے بھلا

جو کیے اچھا عمل خوب خراب
سبکا سمجھانا وہان چلکر حساب

کیا کیے تدبیر وانکی اب کہو
ہوشمین آؤ نیٹ غافل نہو

شیخ تو اسطرح عبرت کے کلام
کہکے پہونچے اپنے گھر کو والسلام

لوگ سب تشنہ تاثیر پا
عیش کا سر کاٹتے تھے جی جلا

کوئی اپنے دلمین دردغم سے زار
ابر کیصورت کوئی تھا اشکبار

یان تلک آنسو ندامت کے بہے
جنسے دونون جیب دامن تر ہوے

ہوگیا یاد خدا مین کوئی دنگ
تھا کوئی مردار دنیا سے تنگ

تنبیہ

وادریغا حسرتا افسوس ہے
تو تو اس دنیا ہی کا پابوس ہی

ایکدم اسکو نہین ہی بھولتا
مہد غفلت مین پڑاہی جھولتا

پردۂ ظلمت مین گریون سوئیگا
روشنی ہاتھونسے ناحق کھوئیگا

اصل مین تو پاک ہے تیرا خمیر
کیون غلاظت مین ہوا ہے جاگیر

زنگ اپنے دلمین لا تلبیس کا
بندۂ خادم بنا ابلیس کا

ایک بیک حرص ہوا کا ہو ندیم
ہای بھولا کیون صراط مستقیم

آرزوے نفس سے ہو ہمقدم
خواہش حق کو کیا یکسر عدم

معصیت مین کھو چکا سب عمر پر
مغفرت کے واسطے اب فکر کر

کیون گنوایا ہوش و ناموس و ننگ
شیشۂ عبرت کو توڑا مار سنگ

آج کر تیار سب فرد ثواب
وعدۂ فردا مین پاویگا عذاب

بیخودی حکم کر شکل ہر مقام / بیخودی و بیہوشی آدمی نہ کام
آج تو اس وز سے ہے بیخبر / جب قیامت ہو دی قائم فرق ہر
عزت سب برباد کر اب وز و شب / لقمۂ ناپاک کو کر کے طلب
صاف ہو اپنے شکم کو پاک کر / آرزوئے نفس کو خاشاک کر
کیون پڑا ہمراہ اسی مالکس کی دوس / راہ پل سے ہے تجھے کرنا عبور
ہی تجھے گر توشۂ روز حساب / منزل مقصد کو تو پہونچے شتاب
اور اگر تو دانۂ ناموس ہے / حشر مین ای وائے پر افسوس ہے
دعبادتمین بزرگونکا طریق / تا عبادت بھی تری ہو دی رفیق
عزت کر آپ پر حسب و نسب / ہی شرافت دین پر موقوف سب
گر ہے تیرا باپ پیر معنوی / کر لیا اپنے باپ کی تو پیروی
اور نہین جو تو بزرگونکی طرف / تو ہے دجال زبان احمق خرف

حکایت اٹھارھوین شیخ مہنہ رحمۃ اللہ علیہ کی

تا اثر آثار دانائے ملل / یون لکھی ہے نقل کامل بر محل
شیخ مہنہ مہتر صاحبدلان / پیشوائے انس و جان قطب زمان
گرچہ تھے باطن مین حق سے باخبر / لیک ظاہر مین تھی رکھتے کر و فر
بادشاہانہ تھی محفل تا بدار / شان و شوکت وہ نتھا جسکو شمار
اسطرح کا صدر و مسند پر ضیا / جسکے نظارے سے بادی جگ جلا
دست بستہ خادمان ہر طرف / ایستادہ تھے مؤدب باندھ صف
الغرض اک روز شیخ نامور / باجلال و جاہ تھی مجلس کے سر
ناگہان اک سید علوی وہان / شیخ کی مجلس مین آیا بیگمان
شیخ کا وہ جاہ و حشمت دیکھکر / ہو گیا آزردہ دلمین بیشتر
اور کہا جمین بہت ہوکر ملول / ہے مری جد پر کلام اللہ نزول
مجھکو لائق ہے تمامی عز و شان / شیخ کو شایان ہے کب آن بان
شیخ کے آئینۂ دل پر ہوا / عکس اوس تقریر کا جاکر پڑا
شیخ بولا اوسکو ای عالی نسب / راست ہے تونے کہا جو دلمین اب
جاہ و حرمت ہے تری گھر کی تمام / بلکہ تیری جد سے ہے عزت کو نام
لیک ہے تیری دو عالم کے شفیق / دیندار دیکھے رہی ہر دم رفیق
گر نسب پر ہی مقرر ہے وقار / تو مجب کیون تو پھر ایسا ہی خوار
بس مجھے یہ عزت و شان ترک کہ / کچھ نہین نام و نسب سے آجتک
سنت نبوی کو دی دلپر قرار / حکم مین اونکی رہا لیل و نہار
بلکہ اپنے جان و دلسے ہو فدا / پیروی حضرتکی لاتا ہون بجا
جب ہوا مین تابع حکم رسول / تب خدائی مجھکو فرمایا قبول
گر تجھے بھی ہے پدر کی پیروی / تو نہین تجھکو کسی شئی کی کمی
عین حکم رب ہے بس حکم رسول / گر تجھے ہے فہم کر دلسے قبول
ہی شرافت کی گہر اب بھی جان / ہے شرافت کو شرف تجھسے ہی ہان
پر تو کر چلے کی اب بھی پیروی / تا ملے آخر تجھے نعمت سبھی
نازمت کر جاہ و نعمت پر ذرا / ہی بزرگونکو شرف پھر تجھکو کیا
اور اگر اس راہ پر تو بھی چلے / ہے بزرگی بے نسب بیشک تجھے
بے ریاضت اور عمل ہے کیا کام / لافضولی پر نہ لا حاصل کلام
بیگناہونکے قدم پر رکھ قدم / پائی تا حق سے مقام محترم
در حریم معرفت گامے بنہ / بر کریم مکرمت گامے بدہ

حکایت انیسوین حضرت داود طائی رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی دانائے راز ماسلف — یون روایت پر ہوا ہی منکشف
ایکدن داؤد طائی پاکدل — عارف حق عشق حق مین مشتغل
جعفر صادق کے خدا مومنین آ — عاجز ایسے تھے جلیس بادشا
بس بجان ودل اداکرکے ادب — عرض کی یا سید عالی نسب
کچھ نصیحت کر مجھے اے پیشوا — جس سے ہو دارین مین میرا بھلا
حضرت جعفر امام نامور — بولے اُنسے لب مبارک کھولکر
جان اب اہی بندۂ پروردگار — ہی بلاشک تو بزرگ روزگار
پند کی حاجت نہین تجکو مری — سب پسندیدہ صفاتین ہین تری
بولے پھر داؤد یا ابن رسولؐ — لالۂ باغ علیؑ زہراؑ کے پھول
جملہ عالم پر فضیلت ہی تمھین — دیندارونکی امامت ہی تمھین
مصطفےؐ جد ہی ترا محبوب رب — تسسے اعلی کون ہی مرغوب رب
کیجیے مجکو نصیحت یا امام — بن تمھارے اور کیا ولی امام
بولے پھر یون جعفر والا لقب — خوف ہی مجکو قیامت کی عجب
تو ہوا ایسا کہ جد دامن مرا — لین پکڑ اور کہوین ایسے برملا
واے تیرے حال پر اے بی پسر — پیروی میری نہ کی کیونکر پسر
تو مرا فرزند تھا پھر اے عجب — سنتی اترکت من ای سبب
کچھ نسب پر بھول مت محشر کا حال — مرد شو در بارگاہ ذوالجلال
لین یہ جب داؤد نے باتین بگوش — سیل اشک آنکھونسے اُمڈا مار جوش
اور کہا رو رو کے اے بار خدا — خالق وسبحان وقادر کبریا
جسکی ہی ماء نبوت سے خمیر — باپ جسکا ہی کل عالم کا امیر
خاص جسکو حجت و برہان ہے — آیت تطہیر جسکی شان ہے
اسطرح ہوا سکے دلمین خوف و بیم — پھر مرا کیا حال ہوگا ای کریم

تنبیہ

اے عزیزو بس ریاضت مین ہو — عمر کو برباد و ضایع مت کرو
کچھ نسب پروان ہین غرو وقار — ہو ریاضت اور عمل سے رستگار
قوت خالص کی طلب رکھو مدام — لقمۂ ناقص سے بھاگو بالدوام
جبتلک ہے پیٹ آسایش پذیر — تب تلک ہو دام شیطانین اسیر
روز شب پھینکے ہے یہ تیر کمند — قید سے اسکے بچو اے ہوشمند
لقمۂ بیجا سے جب بھاگو گے دور — اکل لایان کا تب پاؤگے نور
نفس کے خطرات جانسے توڑ کر — دل رکھو مولی کیجانب جوڑ کر
دو اُڑا حرص وہوا مانند خاک — کچھ نہ چاہو جز بعشق ذات پاک
عیش فانی پھینکدو دلسے نکال — تا ملاوی عشرت باقی وصال
راحت دنیا سبھی غرقاب ہی — بلبلے کی شکل نقش آب ہی
تو ہی بندہ بندگی مین زندگی — کر بسر تا کل نہو شرمندگی
ہی کسی شاعر کا کیا بہتر کلام — سوچ اسکو کر عمل اے نیکنام
در جہان از بہر طاعت زندگیست — زندگی بی بندگی شرمندگیست
باب اول تو ہوا کامل بیان — دوسرے کا اب سناتا ہون بیان

باب دوسرا حقتعالی کی بندگی کے بیان مین اس مین گیارہ حکایتین ہین

حکایت پہلی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

قاصد راہ سخن چابک خرام — تھا جسے رخش روایت پر قیام
با فصاحت کر سخن کو ابتدا — یہ حکایت گوش دلمین دیگیا
جو امیر المومنین سردار تھا — شمع فانوس ولایت مرتضےٰ
ابن عم سید اہل العقول — حامی دین متین زوج بتولؑ

شیر یزدان پیشوائے عارفان — شاہ مردان مقتدائے مومنان
غیر یاد حق نتھا کچھ اونکو کام — تھے عبادت اور ریاضتمین مدام
یا رسول اللہ کے مسند نشین — وارث علم نبیؐ سلطان دین
رات ساری کر مصلے پر قیام — کاٹتے ہو بندگی مین شب تمام
راتدن خواب و خورش سب چھوڑکر — کیون اوٹھاتی ہو تشدد اسقدر
حضرت ساقی کوثر بو تراب — لب مبارک کھولکر بولے جواب
اور اگر شبمین کرون آرام خواب — تو بڑا ڈر ہے مجھے روز حساب
حال میرا ہوئیگا محشر مین کیا — کسطرح جاؤنگا مین لا اتقیا

جانشین مصطفےٰ با صد شرف — سرور گل رونق دشت نجف
ایکدن اُنکو کہا اک یار نے — دوستدار و واقف اسرار نے
روز و شب شغل خلافتمین گذار — دیکھتے ہو خلق کا سب کاربار
ایکساعت بھی نہ تم آرام لو — سختی و محنت ہی سے ہمکام ہو
کوئی دم آرام سے لیٹو ذرا — کیون رکھو ہو رنج تن پر یون روا
ہوؤ نہین دنکو اگر راحت طلب — تو ہوا ابتر کار بار خلق رب
کیا جواب اللہ کو دونگا وہان — عمر گر غفلتمین گذری شب یہان
اس سبب تکلیف کی ہی اختیار — تا نہو مین حشر کے دن شرمسار

تنبیہ

ای برادر دیکھ آنکھین کھولکر — خواب غفلتمین نہ سو اب اسقدر
تو سراسر بندگی سے دور ہے — نفس تیرا سرکش و مغرور ہے
یاد حق کا کچھ نہین تجھمین نشان — ذکر بیہودہ کری ہی ہر زمان

تھے اکابر دین کی یون روز و شب — طاعت اللہ مین مصروف سب
تن کو آسودہ رکھا بیفکر یار — دل دیا تھا اس کو جائے قرار
کر طلب ای الم رہ مردان حق — اور اسی مکتوب حق کا لے سبق

حکایت دوسری ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہی تھا ایکمرد نیک کار — تابعینو مین ہوا جسکا شمار
یان تلک کرتا قیام روز و شب — ران تلک اقدام تھے آماس سب
اور کہا ای جان مادر بیشتر — راحت جان و دل و نور البصر
ہو نہین اکدم مجھے آسودگی — درد مین ہر روز و شب فرسودگی
جو تو ایسا کھینچتا ہی رنج و درد — عیش عالم سب بھلایا گرم و سرد
بندگی کیواسطے بندہ ہو مین — گر نہین یہ مجھمین تو گندہ ہو مین
جبتلک طاقت ہی نہین بقصور — کوشش دین مین ہی رہنا بالضرور
بات حقکی پاس حسرت کی کرے — آپ اپنے پر ملامت بھی کرے
الغرض جب موت اسکو آئی پیش — دمبدم روتا تھا وہ پاکیزہ کیش
لوگ بولے اُسکو لے روشن گہر — کیون ہی اتنا زار تجھکو کیا ہی ڈر

طاعت مولی سے تھا موصول وہ — بندگی حق مین تھا مشغول وہ
ایکدن ماں اوسکی روتی زار زار — آئی اُسکے پاس ہو کر بیقرار
جان پر اپنی کریگا ای ستم — تا بکے یہ محنت و رنج و الم
کیا خدا نے ہفت دوزخ کو بنا — واسطے تیری ہی ہی پیدا کیا
بولا بیٹا اوس سی ای مادر مری — جان و دلسے ہر گھڑی یاور مری
ہی نہین وہ حالسے بندہ بدر — یا چھٹے یا قید ہو مین السقر
تا نہین روز جزا مایوس ہو — نفس میرا صورت افسوس ہو
اور کہی کل کی تری سستی سی یار — آج مجھپر ہے مصیبت بیشمار
آہ سینہ سے برنگ برق وہ — کھینچتا اور اشک مین تھا غرق وہ
تو تو اپنی عمر بھر مین ای جوان — بندگی سے وصل تھا ہر ایکآن

چھوڑ کر ہر روز کا آرام و چین	شبکو ہو بیدار کرتا شور و شین	اب تجھے کیا ڈر ہی اتنا ہے بول	راز کے در کو کلید لب سے کھول
بولا رو کر وہ جوان نیکبخت	ہی مجھے اسبات کی اب فکر سخت	جب مرا یہ مرغ جان پرواز کر	جائیگا تن کے قفس کو باز کر
خوف ہی مجکو کہ در روز حساب	لطف حق مجھپر ہی آتا یا عتاب	باب جنت کا مری اوپر کھلے	یا بدن آب حمیم اندر گھلے
	گریہ و زاری ہی اپنا اس سبب	ہون وے امیدوار فضل رب	

تنبیہ

ای دل نادان ذرا غفلت کو چھوڑ	جان و تن پر خرچ کر جنت کو چھوڑ	اسطرح سے بندگان کردگار	راہ مین مولی کے تھی مصروف کار
جب ریاضت مین کیا تجن کمان	تب خدنگ مغفرت کے تھے نشان	تو ہوا ہی حرص عصیان مین اسیر	چاچ سے سیدھا نجاوی تیرا تیر
نفس شیطان سے محبت جوڑ کر	طاعت حق سے رکھا دل توڑ کر	کیون ہوا ہی اس نمط مخمور و مست	دور کر غفلت کو ہی عصیان پرست
کیا نہین معلوم ہی روز جزا	جو عبادتکو دیا دل سے بھلا	عبد ہی تو لاعبودیت بجا	بندگی بندگان دیکھ اب ذرا

حکایت تیسری احمد حریر رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی دانائے راز روزگار	راز کا گوہر پروتا ہی ستوار	جو بزرگ نامور احمد حریر	محفل عرفان کا تھا شمع منیر
کنج عزلت مین رہا ہے چلہ کش	عمر بھر چالیس بار اے خوش منش	اور درم بھی کر دیے تھے چل ہزار	مفلسونکو راہ مولا مین نثار
ختم قرآن بھی کیے تھے اتنے ہی	بس درم صدقے دیے تھے جتنے ہی	نادر ای فرض و واجب و سنن	اُسنے گن اے ہمصفیران چمن
خواند کل رکعت ہزار از اربعین	نفل در درگاہ رب العالمین	اور احادیث نبی چالیس ہزار	تھین اُسے از بر بنام کردگار
دلسے سکھلاتا تھا خلق اللہ کو	تا کہ عالم مین عیان یہ راہ ہو	رات کیا اور روز کیا سب عمر بھر	پشت و پہلو صدر در زیر و زبر
واسطے آرام کے رکھا نہین	زندگی تک گاہ بر فرش زمین	الغرض وہ کر کے یون محنت سدا	ہو گئے مقبول درگاہ خدا

تنبیہ

تو ضلالت مین پڑا ہے دائما	خوف کچھ تجکو نہین ای بد چلن	عمر سب کھوئی عبث عزت گنوائی	جو کمائی آخرت کی تھی لٹائی
خالی ہاتھون جائیگا پچھتائیگا	روبرو خاوند کے شرمائیگا	گر تجھے شرم و حیا و ننگ ہی	اور جزا کے روز سے دلتنگ ہی
تو بجان و دل خدا کی یاد کر	عمر جانی کو نہ یون برباد کر	باش راضی بر رضا چون مقبلان	تا شوی مقبول خلاق جہان

حکایت چوتھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی

جو سخن کے بحر کا غواص تھا	یون نکالا اُسنے لولو خاص تھا	حضرت جنید بغدادی ولی	مالک میراث اسرار علی
ابتدای حال مین سر راز تھے	لیکن آگاہ و امیر راز تھے	یون ہمیشہ آپکا دستور تھا	صبح ہوتی جب تو وہ مہر صفا

گھر سے اُٹھ خورشید کی صورت مدام ۔ کرتے تھے دوکانکو نیکو خرام
بس درِ دوکانکے پردے چھوڑ کر ۔ یاد سے اللہ کے دل جوڑ کر
کر قیام پُرخشوع و پُرخضوع ۔ ہوتے تھے معبود کیجانب رجوع
پڑھ فرائض چار سو رکعت نماز ۔ نفل پڑھتے تھے بصد سوز و گداز
یہ نماز ہوتی تھی جبتک ادا ۔ دیکھتے اصلا نتھے پھر آنکھ اُٹھا
بیچنا لینا تمامی ترک کر ۔ بات نہ کرتے کسی سے نہ نظر
جب ادا کرتے نماز اپنی تمام ۔ بیٹھتے دوکان پر تب لاکلام
قصہ کوتاہ جبکہ آیا وقت موت ۔ عنقریب عالم مین تا ہو جائین فوت
کوئی مردِ حق مرید باصفا ۔ شیخ کی خدمت مین وان موجود تھا
نزع جان ظاہر ہوا جب شیخ پر ۔ تو وہ خادم اُنکے جا نزدیک تر
دیکھتا کیا ہے کہ وہ ذاتِ حمید ۔ لحن سے پڑھتے ہین قرآن مجید
اور طرف قبلے کے مُنھ اپنا پھرا ۔ رنج مین بیٹھے ہین کچھ تکیہ لگا
بولا وہ اے مقتدائے روزگار ۔ عارف باللہ عالی اقتدار
نزع کیحالتمین بھی تہی ہو سست ۔ آپ پر کیون رنج رکھتے ہو درست
تاب اب تم مین نہین آرام لو ۔ سر تلے کچھ تو رکھو بستر پہ سو
شیخ بولے اے مرید باوفا ۔ کیا بتاؤن تجکو اپنا ماجرا
رنج پائے ہین اگرچہ پیشتر ۔ اور بھی پر اب ہے سب سے بیشتر
جو مرے اعمالنامے مین لکھا ۔ خیر و شر سے ہے وہ کل باقی رہا
آج یان جو کچھ کرونگا مین عمل ۔ نیک ہے یا زشت کل پاؤنگا پھل
بعد اسکے اب نہین کچھ ہو رقم ۔ عاقبت کا زاد ہے بس اپنا کم
کہہ چکے جب بات اپنی لب ہلا ۔ سینۂ اشرف مین اُنکے جان آ
سرو مُردہ ہو گیا بس نیم تن ۔ صدر مین جان آگئی چھوڑا اپنا وطن
ایسی حالتمین بھی وہ شیخ کرام ۔ آیتِ قرآن پڑھتے تھے بکام
جبتلک تئین اثر تھا روح کا ۔ تھے کلام اللہ پڑھتے واہ وا
پھر تو مرغِ روح اُنکا پر لگا ۔ پنجرے سے تن کے باہر کو اُڑا
آشیان خاص مین جا کر رہا ۔ جو کہ اس کاخ فنا سے دور تھا
رحمتِ حق ہو جیو اُنپر نثار ۔ تھے وہ بندہ خاصۂ پروردگار
نقل ہے یہ نوم مین اک نیکدم ۔ شیخ کی رحلت سے پہلے ایکدم
دیکھتا کیا ہے کہ شخص با کمال ۔ پاک باطن نیک سیرت خوش جمال
کہتا ہے باہر کو اُٹھ جا ایجوان ۔ اُٹھ گیا عالم سے اب قطبِ زمان
وہ جوان اُٹھ باہر آیا باہراس ۔ اور پہونچا جلد اپنے پیر پاس
خوابکا احوال سب ظاہر کیا ۔ پیر کو اس حال سے ماہر کیا
مرشدِ آگاہ حق پر افتخار ۔ بولا وہ ٹھا سوز جگر سے آہ مار
اس جہانکے آب گل کی توڑ قید ۔ کوچ جگ سے کر گئے شاید جنید
تھی خلافت خلق پر اُسکے تئین ۔ ہمسر اُسکا آج عالم مین نہین
ناگہان اتنے مین کوئی آنکر ۔ رحلت جنید کی بولا خبر
سُنکے پھر یہ بولے باسوز درون ۔ انا للہ الیہ راجعون

تنبیہ

اب تجھے مین کہتا ہون اے اہل ہوش ۔ صدق دلسے کر مری باتین بگوش
شیخ نے دنزات دامن کھینچ رنج ۔ دولت جاوید کا لا اپنے گنج
نفس پہ ہر دم رکھا جب پیچ و تاب ۔ پایا عالم پر خلافت کا خطاب
تو الجھ زنجیر مین شیطان کے ۔ بند مین ہے شامت عصیان کے
نفس کی آسودگی کر اختیار ۔ بھولا ہے پھر رہ پروردگار
نفس اور ابلیس کا تو ہے رفیق ۔ کج چلے ہے چھوڑ کر سیدھا طریق

ہے تری تخلیق شیطانکی شریک / جو نہین بنتا ہے تو انسان ٹھیک
یہ تو ہے ایسا عدو پر خطر / جس نے جنت سے کیا آدم بدر
باپ کو تیرے اسی ابلیس نے / پر دغا پر مکر پر تلبیس نے
دوستی دشمن کی اب مت کر پسند / ہے اگر اسلام سے تو بہرہ مند

گر بنی آدم سے ہے تو اے عزیز / ترک کر رفق عدو ہو باتمیز
سوچ تو اسبات کو اے ہوشیار / تو ہوا ہے باپ کے دشمن کا یار
باغ جنت سے نکالا دے فریب / پھر تو کیون ہے اسکی حب مین ناشکیب
ورنہ اوسکے ساتھ ہے فی النار ہو / اور یہ تجھسے حشر مین بیزار ہو

حکایت پانچوین ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

شاہد کاغذ پہ زیبا دُرّ راز / یون کرے ہے خامہ مشاطہ طراز
عزم حج کا کرکے دلمین ایکبار / راہ کے پر رکھا پا استوار
پانون سے جاتے ہین ہر صوبہ مدام / پوری کرتے ہین نہ شرط احترام
ہر طرح بندیکو ہے لازم یہی / خانۂ خالق کو جاوے جب کبھی
مین یہ دونون چشم کو کر کر قدم / سجدہ مین سر دہر چلون مثل قلم
الغرض جو جو قدم دہرتے تھے وہ / ایک سجدہ بھی ادا کرتے تھے وہ
سات برسین جبکہ گذرین راہ مین / حج کیا تب جاکے بیت اللہ مین
از وضوئے لیل دل با نیاز / جاگ سب شب صبحکی پڑہتی نماز
جبکہ نزدیک اونکے آپہونچی قضا / آسمان سے اسطرح آئی ندا
یہ صدا خلقت کے جب پہونچی بگوش / اوڑ گیا سنتے ہی گویا طائر ہوش
دوسرے دن شیخ کو آئی وفات / سجن دنیا سے چھٹے پائی نجات
یعنی ادہم ہی امان الارض تھے

شیخ ابراہیم ادہم نامور / جو تھے دریائے فضیلت کے گہر
پھر یہ راہ شوق سے دلمین کہا / راہ مین کعبے کی سب خلق خدا
دور عبدیت کی ہے یہ راہ سے / جو چلون چل پانون بیت اللہ سے
یا ادب گاہ ہے روان ہو سر بل / گاہ پانو تسے ہو راجل فی المثل
اور نہ موڑون رخ کو نامیکی طرح / سر رگڑتا جاؤن خامیکی طرح
سجدہ کرتے کرتے یون تا ہفت سال / بدر وش تن گھٹگیا تشکل ہلال
کوئی کہتا ہے کہ وہ عالی مقام / بادہ وحدت سے تھے جو مست جام
اسطرح بارہ برس تک بقصور / کی صلوۃ فجر خالق کے حضور
بس امان الارض کی اب ہے وفات / تھی پناہ عالم اوسکی نیکذات
پھر کہا سبنے کہ یہ کیا ہے ندا / بھید کچھ کھلتا نہین اسبات کا
ہوگئی مکشوف بر خلق خدا / ہاتف غیبی نے جو کی تھی صدا
کر گئے وہ کوچ فانی ملک سے

تنبیہ

دیکھ اب ہے مرد خاص ذوالمنن / کسطرح کھینچا کئے رنج و محن
کیا نباہا عشق حق محنت کے ساتھ / نفس کو ہر دم رکھا حسرت کے ساتھ
آپکو تو کر کے آسایش پذیر / رات دن ہے تن کا آرایش پذیر
ہست گر دیدار حق را طالبی

گر وضوء وقت عشا بے شبہ و شک / تا سحر جاگے وہ بارہ سال تک
جو وہ تھے یون نکھین شام و سحر / نام پایا تو امان الارض پر
تو نہین چلتا ہے مردونکا سبیل / کب ملے تجھکو مکان سلسبیل
باش حقانی سبق را طالبی

حکایت چھٹی لغات العدویہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہا کی

ساقی بزم روایات کہن　　یون بھرے ہے ساغرِ درِ سخن
تھا لغات العدوہ یہ اوسکا لقب　　صالحہ تھی وہ بآئین ادب
گر فضیلت کا کرون اوسکی بیان　　عمر بھر تو بھی نہو مجھسے عیان
سوتے تھے سب لوگ گھر کے ایکبار　　تو وہ بی بی ہو کے ازبس بیقرار
ہو مخاطب تن سے اپنے بولتی　　چشم آنسو سے بہا لب کھولتی
سر پہ تیرے ہی کھڑا ہے ایک اجل　　منتظر بالحکم خلاق العلل
فکر کر رکھ ذکرِ حق مین دل قوی　　غفلت او سستی نکر اکدم کبھی
ہی تجھے اس فکر مین اے تن فلاح　　گر مری اب تو نہو فکر صباح
شب گذر جب صبح کا ہوتا عمل　　روشنی خورشید کی آتی نکل
چاہیے دنمین بھی تجھکو شغل حق　　تا نہ رہجاوے ریاضت کا سبق
آج ہی تیرے تئین گر مرگ آئے　　تو نہ حسرت گور مین لے ساتھ جائے
یادِ حق مین روز و شب رہ ہر نفس　　خواب کا تو دلمین لے مت نام بس
اسطرح القصہ وہ عالیمقام　　راتدن رہتی عبادت مین مدام
موسم سرما مین جب ٹھنڈی ہوا　　چلتی ہوتا سرد تن ہر ایک کا
جامۂ تندار پہنی تھی نہ گاہ　　گرمی خدمتکی اوڑہے تھی کلاہ
باوجود اسکے گر آجاتا خمار　　نرگس بیمار مین عین بہار
گشت کرتی گھر کے اپنے آس پاس　　نفس کو کہتی کہ اے غفلت شناس
کاہلی دنکو بھی تن کی ڈالکر　　پانچ وہ بھی کھوئیگا تب مگر
کرکے ایسی گفتگو دل کے حضور　　خواب کو حیل بھر کے کردیتی تھی دور
عمر بھر گھٹ گھٹ کے وہ ماہِ کمال　　سر سے پاؤن تک ہوئی شکل ہلال
خاک پر پہلو کو تا پنجاہ سال　　بس نہ رکھا اوسنے زہرہ کی مثال

تھی کہین اک پاک زن پاکیزہ نام　　عارفِ حق زندہ دل عالیمقام
زن تو تھی لیکن تھی مردونکے مثال　　بل تھا مردونمین اوسکا سا کمال
اسطرح سے اوسکی عادت تھی سدا　　جب ادا کرتی تھی وہ فرض عشا
بیٹھتی قبلہ کیجانب کر رجوع　　با ہراس و ترس با خوف و خشوع
یون کہے تھی اے تنِ کاہل مرے　　جان لے ہے مرگ ہم پہلو ترے
عمر کی یہ رات ہے آخر سمجھ　　زندگانی صبح بھرنا دم سمجھ
کربت و محنت مین رہ ثابت قدم　　مت قبول آسودگی تا صبحدم
یونہی کہہ کر نفس سے وہ پاکباز　　رات ساری تا سحر پڑھتی نماز
نفس کو کہتی کہ سن اے دلربا　　جو تو یادِ حق مین شب مشغول تھا
کل کی شب جو کی نمازِ باحضور　　آچکے بھی دن نہ رہ طاعت سے دور
زندگانی کو غنیمت جان لے　　کوئی دم پر موت آئی مان لے
تا نہو فردا پشیمانی تجھے　　حسرت و افسوس حیرانی تجھے
لیل کیا اور یوم کیا ہر آنمین　　ہر گھڑی صاحب کے تھی وہ دھیانمین
لیک وہ مردانہ زن عالی ہمم　　بڑھکے مردونسے بھی تھا جسکا قدم
اسلئے کپڑا بھی اوڑہے تھی نہین　　نیند آنکھونمین نہ آجاوے کہین
تو وہ جا بیرونِ در شکلِ صبا　　اور بگڑے کیطرح صورت بنا
اسطرح مخمور ہو کر سوئیگا　　شب کے تو پنجاہ درجے کھوئیگا
خواب ہر صورت نہین تجھکو صواب　　خواب سے ہو عاقبت تیری خراب
ایسی ہی صورت سے وہ نیکو نفس　　تھی کمائی اپنی رحمت کی ہوس
یادِ حق مین ہو کے لاغر دمبدم　　صورتِ رشتہ بنی وہ نیکدم
عاقبت با قربِ حق وہ پاکباز　　ہوگئی دو نو جہان مین سرفراز

تنبیہ

تو بھی اے اے قیدیِ حرص و ہوا　　نفس کی آسودگی کو دے چھڑا
کچھ ریاضت بن نہ رکھ دلمین خیال　　ماسوائے حق نہ کر کچھ قیل و قال

راتکو جون شمع رہ بیتاب خواب
دنکو ہو سوزان برنگ آفتاب
تاکہ جاوے خطرۂ شیطان چل
روشنی نور ذات آوے نکل

سنگدل ہو کر اگر کھینچے تو رنج
آب رحمت کا پھر آخر پائے گنج
جان اپنے بات دلمین بالیقین
لایضیع اللہ اجر المحسنین

چست رہ اس راہ مین سستی نہ لے
کام کر جو تجھکو مزدوری ملے
ورنہ در راہ یزدان کار کن
عذر نامہ بر سرت تیار کن

حکایت ساتوین رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی

راوئ افشائے راز راستان
یون بیان کرتا ہے دلکش داستان
رابعہ بصری ولی کردگار
حقۂ وحدت کی در شاہوار

کشف اور اسرار کے گلشن کی گل
شیشۂ عشق دل عرفان کی مُل
وصف اوسکا ہے وری تقریر سے
مدح اسکی ہے پرے تحریر سے

راتکو جاگی تھی یون وہ سرفراز
کہ بوقت صبح تک پڑھتی نماز
نفل پڑھتی تھی وہ رکعت چار سو
کر رکوع وسجدہ با صد نور وضو

اور کر قیوم کے آگے قیام
صبح صادق تک کھڑی رہتی مدام
یا تلک کرتی قیام اللیل کو
تھرتھرا جاتا تمام اندام جو

جب نمایان ہوتے کچھ آثار صبح
اور پیدا دیکھتی اطوار صبح
ور داعضا سے نپٹ بیتاب ہو
بیٹھتی تب سر جھکا وہ نیکخو

وقت شرق الشمس تک بے اختیار
نیند کا آنکھو مین آتا ہی خمار
بالضرورت سر کو وہ زانو پہ دہر
بند کرتی چشم کو وان بیٹھکر

پھر یکایک آنکھ گھبرا کھولتی
چشم کو تنبیہ کر یون بولتی
ای تن کاہل ہوا تو مست خواب
کیون ابھی اوڑھا ہی غفلت کا نقاب

چھوڑ بیہوشی ذرا بیدار ہو
تا بکے دیوانگی ہشیار ہو
نیند آئے تجھکو اکدن یان تلک
تو نہو بیدار روز حشر تک

کاہلی سے نفس کو وہ یون چھڑا
روز و شب یاد خدا مین تھی سدا
پوشش تن ایک کہنہ پیرہن
جون کتان رکھتی دریدہ گلبدن

الغرض وہ جب اس عالم مین مری
رحمت اللہ سے واصل ہوئی
تو ہی کرتے کا سب نے دے کفن
قبر مین رکھا چھپا وہ سیم تن

خواب مین دیکھا ایک نے پوچھا انھین
بندگی مین عمر کل گذری تھین
کیا ثمر اوسکا ملا تمکو وہان
لطف سے مجھپر کرو بالکل عیان

رابعہ بولی کہ سن اے دوستدار
کیا کہون مین تجھسے فضل کردگار
مین نے جو کی طاعت رب العباد
اجر پایا اسکا اس سے بس زیاد

میری طاعت پیش انعام خدا
ہیچ ہے شمہ نہین اوسکا ذرا
بولا پھر وہ مرد ای رحمت قریب
درگہ اللہ مین عزت نصیب

کونسا وہ کام ہے مجھکو بتا
ہووے جس کے قرب سے قرب خدا
رابعہ نے تب کہا اسکے تئین
نقش دل کچھ کہون تیرے تئین

رکھ خدا کے ذکر مین دلکو مدام
ترک کر آسودگی تن تمام
صدق دلسے لا بجا امر قدر
رکھ ہمیشہ نہی منکر کی خبر

دے ریاضت اور عبادتکو قرار
عمر پیاری بندگی مین سب گذار
سنتے ہی اسبات کے بس وہ جوان
خواب سے جاگا یکایک ناگہان

رابعہ بصری کا سن شیرین کلام
وہ رہا کنج عبادت مین مدام

تنبیہ

تو بھی دلمین سوچ اب ای بدمزاج
بندگی کرلے تجھے فرصت ہے آج
ورنہ عیش عاقبت کو کھوئیگا
نفس کی خاطر نہایت روئیگا

تو مزا ب خواب غفلت کا نہ چکھ — ہوشیار مین سدا تن منکو رکھ
گر تو کردی ہوشیاری ذکر یار — از عذابِ نزع باشی رستگار

حکایت آٹھوین صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کی

چابکِ پی تیز شبدیز قلم — ہی بمیدانِ بیان خیزان قدم
اسطرح رکھتا ہی ثابت نعل گام — جو چلے ہے سر کے بل غیر از لگام

یون روایت ہی سنو ایمہربان — تھا کوئی در زمرۂ اہل دلان
حق شناس و عالمِ علمِ قدیم — صاحبِ اسرار صفوانِ سلیم

کی جنابِ کبریا مین ایکبار — شرط اپنے دلسے اسنے استوار
یعنی ہی عالم مین جبتک زندگی — مین نہ رکھون ارض پر پہلو کبھی

جب خمارِ خواب آتا چشم پر — فرق تب زانو پہ رکھتا بیٹھکر
موند تا آنکھین پھر اپنی اسطرح — ہو وی تاریکی مین چشمہ جسطرح

اس مثل پر اور بھی اک شعر سُن — سعدی شیراز کا وہ ہی سخن
قرص خورشید در سیاہی شد — یونس اندر دہانِ ماہی شد

ہوشمین ایسہرو ہین کرتا قیام — اسطرح طاعت مین رہتا تھا مدام
چہل سال القصہ خوف و باک سے — وہ نہ ہم بستر ہوا اس خاک سے

پھر یہ دنیا سے لگا کرنے وہ نقل — سخت بیماری ہوئی مسلوب عقل
تاب و طاقت سب بدن سے چل بسی — یکسر مو بھی نہین قوت رہی

آخرش کہنے لگے سب دوستدار — بیٹھنے کا اب نہین تجھ مین قرار
اب ذرا آرام لے با صبر تو — تن پر اپنے کر نہ اتنا جبر تو

بولا وہ مردِ خدا اے کبریا — کوچ ہو جگ سے اسی صورت مرا
شرطِ خدمت تا کہ پوری ہو مری — کیونکہ فرماتے ہین حضرت مولوی

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد — بی ادب از لطف رب محروم شد
کہہ یہ اور تکیہ لگا دیوار سے — جان حوالے کر دیا دلدار کے

ہو عبادت مین ہر اکدم جانگداز — رحمتِ حق سے رہا وہ سرفراز
دیکھا اوسکو غسل دیتے وقت جو — پائے پیشانی پہ روشن سخت دو

سجدہ کرتے کرتے ہر لیل و نہار — چہرہ اوسکا تھا بنا سوراخدار

تنبیہ

رنج و غم جبتک و شادی تو نہین — شاخ راحت سر نہ رکھی بر زمین
مرد بن اس ننگ سے ہو کر کرخت — چابک رکھا نفس کے افعال سخت

دلکو اپنے نرم کر مت سنگ ہو — لعل سان صورت دکھا یکرنگ ہو
خلق جانے ہے تجھے صالح سدا — تو سراپا ہی گناہون مین بھرا

مرد ہو کر راست گر گفتار خلق — تا کرے تیرا گمان حق بار خلق
اک روایت فی المثل اب اور سُن — یہ کرے شاید تری سینے مین گُن

حکایت نوین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی

اسطرح غواص دریائے مقال — لایا اک غوطے مین یہ موتی نکال
جو امام اعظم جہان کے پیشوا — حامیِ دین پیمبر پارسا

جسکو تبلایا سراج المومنین — خاتم پیغمبران نے بالیقین
مجھ مین اتنی طاقت و جرأت کہان — جو فضیلت کو کرون انکی بیان

ایکدن جاتے تھے وہ اک راہ پر — کھیلتے تھے چند کودک وان مگر
ناگہان دیکھ انکو اپس مین کہا — ایک نے پھر ایک سے یہ ماجرا

یعنی یہ مردِ خدا مقبول رب — جاگتا ہی یادِ حق مین رات سب
یہ سخن سنکر امام نامدار — ہو گئے دلمین نہایت شرمسار

یعنی اپنا اسطرح احوال ہے	ایک شب بھی جاگنا جنجال ہے	اور یہ لڑکو نکو مجھپر نیک ظن	ذکر کرتے ہین جو ملکر یون سخن
آج سے مینے بنام کردگار	جاگنا شب کا کیا بس اختیار	یہ گمان نیک لڑکو نکا تمام	راست ہووے مجھپہ تا روز قیام
فضل سے وہ مالک ارض و فلک	بخشے میرے جرم کو لاریب و شک	بعد اسکے وہ جئے چالیس سال	سوئے اک شب بھی نہین بد کمال
اور عشا کے رکھ وضو کو تا سحر	وہ رہے قادر صلواۃ الفجر پر	راتدن رہتے عبادت مین سدا	یاد حق سے تھے نہ غافل اک ذرا

تنبیہ

ہے گمان تیرا بھی گر اللہ پر	مغفرت چاہی ہے روز حشر گر	تو یہ باتین کانین رکھ بیدرنگ	جل پتنگے کی صفت مت بن درنگ
بندگی کر جبتلک زندہ ہے تو	جان لینے آپکو بندہ ہے تو	تجھکو جس مولا نے مولا ہے کہا	بندگی کی شرط اوس سے لا بجا
گر نہین معلوم تو گندہ ہے تو	آگے مولی کے سرافگندہ ہے تو	تو ہے بندہ بندگی کو جان لے	جو کہا معبود نے پہچان لے
عبد ہے تو یاد کر معبود کو	عبدیت سے پائیگا مقصود کو	بندگی سے بہتری دلکی عیان	بندگی کر جبتلک ہے تنمین جان
لیک کل طاعت ہی پر تکیہ نکر	فضل و احسان خدا پر رکھ نظر	یاد آئی بات اور اک فی المثل	گوش جانسے سن اسے کیجو عمل

حکایت دسوین حضرت خواجہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی

جب گئے منصور عمار کرام	چھوڑا اس دنیائے فانی کا مقام	خواب مین دیکھ انکو خادم نے پکار	عرض کی یہ ای بزرگ کردگار
بعد رحلت تمکو کیا درجہ ملا	وان تمہارے ساتھ حق نے کیا کیا	یون دیا عمار نے اسکو جواب	مجھکو اوس درگاہ سے آیا خطاب
عمر بخشی تجھکو ستر سال کی	جو کیا اسمین ہمین بتلا ابھی	عرض کی مین نے کہ ای ایزد تعال	راہ مین تیری لڑا ہون چند سال
درگہ والا سے پھر آئی ندا	ایکدن تو اسپ کو اپنے دبا	جا پڑا بیساختہ ایک کھیت پر	تھا یہودیکا ہوا اوسکو ضرر
اب ہے نامقبول وہ تیرا جہاد	اور ہوا یہ فعل اوسدن ہی برباد	پھر کیا مین عرض ای پروردگار	حج کعبے کا کیا چالیس بار
بعد ازان پھر آیا حکم بینظیر	تشنہ لب نے تجھسے مانگا ماء بیر	پانی تو تو نے دیا پر دیر سے	اب نہین مقبول وہ حج ہین ترے
پھر کہا مین نے کہ یا رب العباد	ختم قرآن لف تک رکھتا ہون یاد	حکم آیا ایکدن تو سربسر	پانون لمبا کر کے بیخوف و خطر
بے ادب بیٹھا بہ نزدیک قرآن	ختم تیرے سب ہین نامقبول یان	پھر کہا مینے بدل اک آہ بھر	غم سے اپنے متصل اک آہ بھر
عمر بھر عالم مین مین صائم رہا	بندگی مین دائم و قائم رہا	حکم پھر آیا کہ جی مین یاد کر	ایکدن تھا تو جو دسترخوان پر
نان جو اور نان گندم بیگمان	تھی تری سفری پہ حاضر ایجوان	گرسنہ اک تجھسے آسائل ہوا	جو کی روٹی تو نے دی اوسکو اوٹھا
نان گندم آپ کھائی سیر ہو	نان جو سائل کو دی ہے زشت خو	اس سبب سب عمر کے روزے ترے	حضرت رزاق مین ضایع ہوے
عوض کی پھر بیٹھے ہو زار و نزار	ای خداوند نہان و آشکار	عمر کل شب کو رہا بیدار مین	بس عبادت مین تری ہشیار مین

حکم خلاق جہان پھر یون ہوا — ایک شب مسجد مین تھا جو تو گیا
بے بس و بیکس برہنہ ایک مرد — خواب کرتا تھا پڑا مسجد مین سرد

پانوٗ کی آواز سے تیرے مگر — ہو گیا بیدار آنکھین کھولکر
پھر تری خاطر مین گذرا یون خیال — مین عبادت مین خدا کی ہون کمال

جاگنے پر اپنے جو تو شاد تھا — کام تیرا وہ سبھی برباد تھا
عجز میری راہ مین ای باتمیز — ہی عبادات زمانہ سے عزیز

یہ عتاب حق سُنا جب کان دھر — سوزش دل سے گرا مین آہ بھر
ہو گیا مایوس جیمین ایکبار — اوٹھ چلا دوزخ کی جانب زار زار

پھر ہوا معبود مطلق کا خطاب — یا ملائک شیخ کو لاؤ شتاب
راہ دوزخ سے مجھے پھر لائے پھیر — روبروے حق بلا تاخیر و دیر

عرض کی مینے کہ یا رب القدیر — دوزخی ہون درد و غم کا مین اسیر
طاعت و اعمال میرے سر بسر — رد کئے تو نے نہ جا ہے بال بھر

آتش حسرت سے اپنا دل جلا — سوئے دوزخ مین چلا تھا دل جلا
پھیر لائے پھر مجھے اب کس سبب — بھید یہ کھُلتا نہین ای واعجب

یون ہوا حق سے بشارت کا خطاب — فتح اب تجھپر ہوا رحمت کا باب
گرچہ نامقبول ہی تیری نماز — فضل سے میرے ہوا تو سرفراز

مین تجھے دیتا ہون وہ اعلی مقام — نام ہے جس دار کا دار السّلام
اور بخشی تجھکو جنت عالیہ — درمیان اُسکے ہے عین جاریہ

تنبیہ

اب یہ کہتا ہون مین تجھکو امیان — سوچ لے یہ بات دلمین میری جان
بندگی کر کے نہ کچھ مغرور ہو — فضل پر خلاق کے مسرور ہو

یاد حق مین رہ ہمیشہ شادمان — ایکدم مت پھیر طاعت سے عنان
بندگی بندیکو ہے خط نجات — نکبت جاوید ہے ترک صلوات

تا توانی سر متاب از بندگی — ور دو عالم کامیاب از بندگی

حکایت گیارھوین فی المثل جوان پرہیزگار ساکن مدینہ منورہ کی

اک جوان پرہیزگار و نیکنام — ساکن شہر مدینہ تھا مدام
اور رسول اللہ کا ہمعصر تھا — باتمیز و با وقار و باحیا

خدمت حضرت مین وہ اکروز آ — سنت الاسلام کو لایا بجا
اور کہا یا مقتداے مرسلین — خاصۂ درگاہ ربّ العالمین

دلمین میری خشیت غفار ہے — اور جناب پاک مین بھی بار ہے
شہر مین کرتا ہون مزدوری مدام — سیم و زر لاتا ہون ہر اک صبح و شام

باوجود اسباب کے گھر میرے اب — رونق و برکت نہین ہے کیا سبب
یون لگے کہنے رسول پاکباز — کیا نہین کرتا ادا حق کی نماز

بولا وہ حضرت کے پیچھے روز و شب — آکے پڑھتا ہون صلوۃ فرض سب
اور بفضل حق زن و فرزند بھی — ذکر خالق سے نہین خالی کبھی

مصطفے یہ سُنکے حیرت مین رہے — دفعتہً جبرئیل آگویا ہوئے
ای رسول حق حبیب کردگار — سرور دین شافع روز شمار

یہ جوان پاک طینت نیک راہ — ہے سراسر متقی بارگاہ
ایکدن اوسکے گھر کی راہ سے — ایک میت کا گئے تابوت لے

وہ جوان بے دین و سنگین زہرہ تھا — بندگی مین عمر بھر بے بہرہ تھا
ناگہانی چھاؤن اُس تابوت کی — بس دردولت پہ اسکے آپڑی

ہی نحوست اُسکی سایہ کی اثر — یُمن برکت اوس سے بھاگی دور تر
حضرت جبرئیل سے جو کچھ سُنا — شاہ ماوحی نے وہ فرمادیا

اور کہا پانی منگا کر اے جوان | دہو تمامی خانہ اپنا بیگمان
تا کہ اوس سایہ کی شامت پلید | گم ہو تیرے گھر سے اے مرد سعید
اس جوان نے سنکے حکم رسول | جان اور دل سے کیا فوراً قبول
دہوئے کل دیوار و در یکبارگی | گھر سے اوسکے گم گئی آوارگی
پس نہین طاعت سے فائق کوئی چیز | بندگی ہی سب سے افضل العزیز
بندگی سے بہرہ مت اک آن دل | تن گیا تیرا نہ جبتک زیر گل
رنج و غم دنیا کا سب آسان ہی | درد و دکھ عقبی کا بے پایان ہی
فکر کر ہشیار ہو اسحاق اب | رہ خدا کی بندگی مین روز و شب
یاد کر کر سختی روز حساب | چشم سے اپنی بہا دریای آب
خوف محشر سے نہو اکدم جدا | سینہ بریان چشم گریان ہو سدا
حشر کا دن ہے بہت اشکال تر | ہول سے اوسکے ہمیشہ رکھ خطر
موت کو مت بھولنا اک آن تو | مونکا ہر دم بنا سامان تو
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت ہی | ہر بشر تخلیق بہر فوت ہے
باب دوم تو ہوا اتمام اب | تیسرا بھی کر بیان ارقام اب

باب تیسرا حق تعالے کے خوف و ترس کے بیان مین اس مین نو حکایتین ہین

حکایت پہلی حضرت یحیی پیغمبر علیہ السلام کی

شمع افروز شبستان سخن | محفل آرائے روایات کہن
بات کی فانوس روشن اسطرح | کر گیا سینے مین جان ہی جسطرح
حضرت یحیی پیمبر روز و شب | اسقدر رکھتے تھے دل مین خوف رب
خوف کو اونکے کرون گر مین رقم | خوف سے دو قاش ہو فرق قلم
یاد کر روز جزا وہ نامدار | درد سے روتے تھے ہر دم زار زار
اشک کا تیزاب ہو جاری سدا | گوشت رخسارونکا اونکے گلگیا
یان تلک روئے وہ شمع انجمن | دانت آتے تھے نظر گلکر دہن
ایکدن مان اونکی آ اونکے حضور | رو کے بولی ای مری آنکھونکے نور
اشک رخسارونپر بہکر روز و شب | دانت آتے ہین نظر کٹ گوشت سب
گر اجازت ہو تو دانتونکو ترے | ڈہانپ دون کچھ ہو نہ یہ کہہ جانی مری
بولے مادر سے کہ اے فرخندہ خو | گر تو چاہے ہی تو کر پوشیدہ تو
ادھر شتابی مادر جان سوختہ | تیر غم سے جسکا دل تھا دوختہ
روئی لائی اور رخونپر دہری | درد سے اس دکھ کے بے آئی مری
یاد آیا انکو جب قہر خدا | اشک کی جاری ہوئین دو نہر بدا
جوش زن بیڈہب ہوئین از خوف رب | چشم کی گنگا و جمنا بر ادب
پنبہ پیوند بہر ہو کر گے تر | گر پڑا از رخونسے نیچے بے خطر
الغرض کہدین اپنے خوف و بیم | راتدن رہتے تھے وہ غمکے ندیم
حضرت زکریا باپ اونکے رسول | وحی حق تھی جنکے اوپر پس نزول
جب سر منبر پہ ہوتے جلوہ گر | تا کرین خلقت پہ ظاہر خیر و شر
دوزخ و پل کی نکچھ کہتے تھے بات | بات دہشت کی نکرتے تیکذات
وعظ کہتے نرمی و گفتار سے | شرح کرتے خلد کی اخبار سے
یعنی یحیی اُم سنکے حال حشر کو | گوش جان کر کے ملال نشر کو
سب گنوا دیتے تھے اپنا ہوش و تاب | یاد کر محشر کا اک حرف عذاب
ایکدن زکریا پس منبر پہ جا | وعظ عالم کو کرے تھے برملا
جمع آئے لوگ سب مسجد مین تھے | بند سننے کو تمام آداب سے
ناگہان یحیی بھی تھے بیٹھے وہان | حلقہ زن ہو مردم بیمارسان
حضرت زکریا باشان و شکوہ | بولے یحیی بھی ہے تم مین ای گروہ
بولی خلقت ای رسول کردگار | آج یحیی کا نہین اسجا گذار

پر نکر باور اونھونکی قول پر
وعظ مین کھولی زبان باسوز و درد
پھاڑ کر یہ خیمۂ چرخ برین
حق نی دوزخ مین بنایا پُر خطر
اور سلامت اوس سے بچ کوئی بچا
بار غم سی ہو گئی خم جون کمان
دود بر سر نار در دل مشتعل
لوگ سب کرنے لگی شور و فغان
اور زکریّا بھی تھی آفت بسر
بیخودی کے حالمین منبر سی گر
نشترِ غم سی ہوا سینہ خراش
رخ پہ چھڑکا لا گلابِ سرد تر
پوچھا پھر زوجے نے اونکی پاس جا
بولے وہ اے جانِ من بیٹا ترا
چشم سی جاری کیا سیلاب غم
دلمین آتش آبِ دیدے سی روان
شکل دکھلا مادرِ بیمار کو
اسطرح کہہ کہ کی باصد درد و سوز
تین دن کی بعد آیا اک شبان
بول اوٹھا وہ گلّہبان یا کل کی روز
جب سنی ایسی صدائے پُر خروش
دیکھتا کیا ہون کہ ہے اک تنگ غار
سخت سرگردان ہی حیران ہے

ہر طرف خود دیکھتے تھی کر نظر
تا کری دہشت دلونمین فرد فرد
وحی حق لائے ہین جبرئیل امین
آتشی اک کوہِ غضبانی مگر
ہو کی کالی خاک وو زمین سمائے
ناوک غم کا بنا سینہ نشان
چون غبارہ شد روان بیتاب دل
غلغلہ پہونچا بسوی آسمان
موج بحرِ غم گئی سر سے گذر
فرش پر مسجد کی آئی سر سے گر
قوتِ جانکو ملی غم کی معاش
بادکش سی بادلا نے گھیر کر
یا رسول اللہ خاص کبریا
کوہ و صحرا کیطرف روتا گیا
عیش سب چھوڑا لیا اسباب غم
خاکِ غم چہرے پہ اور لب پر فغان
چشم چاہی ہے تری دیدار کو
ڈھونڈا انکو تین شب اور تین روز
پاس اونکی اوس سے پوچھا اے جوان
آئی تھی آواز اک پُر درد و سوز
درد کی دریا نی مارا دلمین جوش
کوہ کی پہلو مین پنہان گور وا
کیا بتاؤن وہ عجب انسان ہے

جب نہ یحیٰی کا وہان پایا نشان
پھر کہا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا
تمکو کہتا ہون مین اب حقکا پیام
اک شرارہ اوسکا گر آوی نکل
جب کہی زکریا نے گفتار یہ
رعدِ غرّا انکی صفت چلّاتی تھی
تلملاتے آہ بھرتے بار بار
نالہ و فریاد سے اوسدن نہار
صبر کی کشتی کا لنگر ٹوٹ کر
حیرت افزا نقش قالین کے مثال
لوگ پھر اونکو اوٹھا کر انکی گھر لائے
بیخودی آخر گئی اور حال جو
ہے کدہر یحیٰی مِرا لختِ جگر
یہ سُنا جب مادرِ جانسوز نے
اور چلی جنگل کیجانب بیدرنگ
یون کہی تھی ای مِری آرامِ جان
یاد کر تیرا رُخِ بدرِ کمال
راہ مین ملتا اگر کوئی بشر
کوئی اس صحرا مین مردِ نوحہ گر
اوسکا یہ مضمون ہی واحسرتا
عاقبت مجھسے نہین جی تھم سکا
اک جوان اوسمین پڑا روتا ہی آہ
جب سُنی مان نی یہ تقریرِ شبان

تب سرِ منبر کھڑی ہو بیگمان
رَبَّکُمْ دلسے سنو یہ گفتگو
گوش دلسے سب سنو ای خاص و عام
مشرق و مغرب تلک کل جاوی جل
ہو گئی یحیٰی کے دلکی پار یہ
چشم سی اشکِ سیہ برسائے تھے
پھونچے جنگل چھوڑ دنگل بیقرار
تھا گویا روزِ قیامت آشکار
درد کے گرداب مین ڈوبا مگر
ہو گئے اور ہوش کو آیا زوال
درد دلسی آہ کرتے گھر کو آئے
یہ بہر صورت غرض آئی بہوش
دو مجھے احوال سی اوسکے خبر
نکلے تب دلسی شرارے آہ کے
درد و غم کا مارتی سینے پہ سنگ
دل جلی مادر تجھے ڈھونڈے کہان
تن مرا گھٹ گھٹ ہوا شکلِ ہلال
پوچھتی تو اس سی یہ حالِ پسر
تو نے دیکھا ہو تو دی مجھکو خبر
کوہ غضبان مین چلونگا مین ہی گیا
جانبِ آواز مجھکو لے گیا
جانکو اپنی گویا کھوتا ہی آن
مضطرب پھونچی وہ تھی یحیٰی جہان

دیکھتی کیا ہی کہ ہو کر زار زار | سر پٹکتے ہین نبی مین پر آہ مار
سنکے یہ مان غم سی ہو بیصبر و تاب | شکل پروانہ گری اپر شتاب
پاؤن پر سر مانکے رکھ وہ نامور | چشم سے رونے لگے خون جگر
حشر کے دن کسطرح مین غم رسا | کوہ غضبانسی سلامت جاؤنگا
اسطرح روئی وہ دونون سنکر اے | جو ملائک آسمان پر تلملائے
یون اگر ہو گی یہ زاری و بکا | تو اڑے جلدی تری تنکا ہما
قصہ کوتہ کر تشفی بے شمار | لیگئی ساتھ انکو اپنے سوئی دار
مان جو اک مادر عشاق نے | لائی مہ پارہ کے اپنی سامنے
ہی قسم تجھکو ترے معبود کی | اور میرے خون جگر کے دودھ کی
بس لباس موی اب تنسی اوتار | خواب کر آسودہ ہو کر ایک بار
امر سے مادر کے وہ اک جاے پر | سو رہی پر دلمین تھا خوف و خطر
حکم رب سی آئے جبرئیل امین | اور بلایا پانون یحییٰ کا وہین
السلام اے نیر برج شرف | ہی سلام اللہ کا تیری طرف
جو مری یکدم محبت توڑ کر | دوست اوسکا بنگیا دلجوڑ کر
اور ہی اس شکل سی شب مست خواب | بھولکر سب کوہ غضبانکا عذاب
گر مرے فردوس کو تو ایکبار | دیکھ لے تا زیست رہوے بیقرار
جو مری دوزخ کو دیکھی خوابمین | خواب بیداری ہو پیچ و تابمین
آہ سن سنکر یہ باتین یک بیک | گر پڑے یحییٰ زمین پر بیدھڑک
جبہ پشمینہ کو تن مین پہن | چھوڑ گھر جنگل چلے ہو نعرہ زن
چشم تھی گویا کہ عینین الم | تھا روان خون جگر جنسے بہم
مادر دلسوز شکل آفتاب | پھر عقب فرزند کی دوڑے شتاب
گرنہ آوے گھر کو وہ نور نظر | ہر طرح دیدار تو دیکھون مگر
مہر سے مادر نہایت ڈھونڈھکر | عاقبت مغموم ہو پھر آئی گھر

اور کہتے ہین یہی درد اد ریغ | وادریغ ای کوہ غضبان وادریغ
دیکھ یحییٰ مادر مشفق کا رو | ہو گئے حیرت سے گویا دو بدو
اور کہا اے مادر دلسوز من | ہی مجھے اوسکا بڑا رنج و محن
روئی بیحد آپ اور مادر بھی روئی | فرح و تسکین صبر و طاقت دلسی کھوئی
الغرض مان انکو پھر اک طور سے | دی تسلی بولی کا ای جانی مرے
ایکدم تو درد سے آرام لے | دلکو اپنے درد و غم سے تھام لے
جب چھپا جیب فلک مین آفتاب | رخ پہ ڈالا لیل نے مشکین نقاب
اور کہا ای نور چشم مادری | بو و رنگ و بار باغ سرمدی
نوش جان فرما تو یہ نان جوین | دور کر اب درد جان نازنین
گرچہ تھے یحییٰ نپٹ زار و ملول | لیک حکم ام کیا جانسے قبول
شب گئی ہونے پر آیا اشکار | زلف شب سی چہرہ شمس النہار
جاگ اوٹھے وہ مہر جبدم خواب سے | روح اعظم نے کہا آداب سے
اور بھیجا ہے پیام اے نامدار | کسکو پایا مجھسے فائق دوستدار
کون ہے مجھ سے محب تر دوسرا | جسکی الفت پر ہوا تو دلکشا
ہی قسم اپنے جلال و جاہ کی | مجھکو اور اس عظمت درگاہ کی
زیب و زینت اوسکی کامل دیکھکر | شوق ہو وی دید کا شام و سحر
سوز سے بادل کی صورت شکار | عمر بھر روتا رہے ہو بے قرار
خاک مین غلطان تھے با درد جگر | نیم بسمل کیطرح صد آہ بھر
درد کی آتش سی جل مثل چراغ | آہ کے شعلے سی دیتے دلکو داغ
الغرض با آہ و فریاد و فغان | گم گئے بستی سی جون قالبسے جان
تا تشفی اور تسلی دیکو لاے | گھر مین یحییٰ کا قدم باہر سے لائے
گھر سے یحییٰ اپنے باہر جب ہوے | برق کی مانند نہان ہو گئے
زندگی فرزند ہی کو یاد کر | کاٹتی تھی دمبدم فریاد کر

تنبیہ

اے دل گمراہ اب تو سوچ آہ
بے خبر بنکر نہ از خود ہو تباہ

باوجود اسکے کہ تھے برحق رسولؐ
پھر بھی قہر رب سے تھے ہر دم ملول

ایکساعت بھی بدل طاعت مین تو
ہی نہین معبود کی ای ترش رو

حشر کا دھڑکا ہمیشہ دلمین رکھ
شور وحدانیت اب تو گل مین رکھ

یاد رکھے ہی کھہ تو دست آویز تو
کیونکہ وان ہوویگا عذر انگیز تو

جب کھلیگا حشر کے دن تجھپہ بھید
شاخ جان کانپیگی مثل شاخ بید

ترس حق سی خاصگان تھے بیقرار
ہر گھڑی لرزیدہ ہو سیماب وار

دیکھ حال حضرت یحیی نبیؑ
کسطرح خائف تھے وہ حق کے ولی

تو گنہگار و کثیف و بد فعال
لوٹ عصیانمین بھرا ہی بال بال

عمر کو اپنی نہ بیہوشی مین کھو
چاہیئے تجھکو کہ دور اندیش ہو

جبکہ ہو انصاف پیش ذوالجلال
تب ترا ای بیخبر د ہو ہیچ حال

کیون ہوا ہی اسطرح مدہوش خواب
بھولکر روز قیامت کا عذاب

نار دوزخسے جو چاہی ہی نجات
خوف حق سی جی جلا دن اور رات

گر تو داری خواہش دار السلام
خاص شو در بندگی عبد السلام

حکایت دوسری حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی

منشی کان سخن اور بانمیز
اسطرح لکھتا ہی یہ نقل عزیز

کیا سبب جو اسطرح لیل و نہار
آشنای بحر غم ہو زار زار

غنچۂ لب اہل دل کے ساتھ کھول
اور سخن میزان عدل حقمین تول

جان اب یہ ایعزیز دستدار
دل مرا اسواسطے ہے بیقرار

عیش کا ہوتا ہی گل روشن چراغ
شعلۂ غم جان پر دیتا ہی داغ

ابر اپنے اشک کی اک دھار ہے
برق اپنی آہ کی تلوار ہے

تو ہو تو بھی سنکے مجھ جیسا نزار
درد دل سے ناگہان اک آہ مار

بعد ازان وہ مومنونکے پیشوا
ہوگئے بیمار از حکم قضا

دیکھتے کیا ہین کہ ہی بیت حسنؒ
سر بسر تر آب سے مثل چمن

شیخ کا بولا مرید باصفا
آب سی یہ گھر نہین ہے تر ہوا

آگ جلتی دیکھ چولھے کی میان
یاد لا دوزخکی آتش بیگمان

اک حسن بصری سے بولا اہل دین
ای ولی حق امام کاملین

ایک لمحہ تمکو خوش دیکھا نہین
عیش و عشرت سے بہم پایا نہین

یون کہا اوس صاحب اسرار نے
عاشق اللہ پر انوار نے

باغ دلمین یاد دوزخکی ہوا
غنچۂ غم کے تئین کرتی ہے وا

سوز دوزخ اسطرح ہی جانگداز
جسطرح ہو خور سے یخ بے کرد از

حال دوزخ ہی مرے اوپر عیان
ہولکا اسکے کرون گر کچھ بیان

الغرض شد زار گریان روز و شب
شاد و خندان آن نبودند از تعب

ایک مرد باخدا گھر اپنے سے
آئی اونکے گھر عیادت کے لیئے

بولے یان پانی بہایا ہے مگر
ہو رہی ہی جو زمین اس شکل تر

بلکہ اب شیخ جہان عالی وقار
آفتاب آسمان افتخار

آہ کی گر صدر مین بجلی گری
چشم پر رکھتی ہین بادلکی جھڑی

تابجدی روئے وہ عالیمقام
ہوگیا جون لاؤ گل خانہ تمام

تنبیہ

ابتو تو ایصاحب سر حق شناس
پاذرا رمز سخن کو کر قیاس

تھی حسنؒ بصری اک عالم کے امام
جز رضای حق نرکھا گاہ گام

پر خدا کی خوف پر نالیدہ تھی ‏ ‏ زلزلہ سے حشر کے لرزیدہ تھی
یاد کر دوزخ کی آتش تیز تر ‏ ‏ ہر گھڑی رہتی تھے غم سی چشم تر
کیا سبب غفلت مین ہی جو تو پڑا ‏ ‏ کیا تری جی مین نہین خوفِ خدا
بے محابا منتظر کھولے دہن ‏ ‏ ہے ترا قعر جہنم لا سخن
اشک کا تیزاب لیجا باصفات ‏ ‏ تا ملی دنبل سی دوزخ کی نجات
دوست کی حب مین جگر اپنا گلا ‏ ‏ تا نہ اوس جب مین گلی تیرا گلا
نام ہے قرآن مین جسکا زمہریر ‏ ‏ سرد ہو یا ننگ کہ ہی رشک سعیر
یا الٰہی وہ امان ما را از ان ‏ ‏ چون سعیر از مہر یا شد مکان

حکایت تیسری ابوصل رحمۃ اللہ علیہ کی

خامۂ شیرین زبان روشن دماغ ‏ ‏ یون حکایت کا جلاتا ہی چراغ
جو ابو موصل ولی کبریا ‏ ‏ راز دار معرفت کانِ صفا
تھی عبادت اور ریاضت مین کمال ‏ ‏ ترس تا اک اللہ سی فی کل حال
ایکدن وہ صاحبِ دل پاکباز ‏ ‏ باحضور قلب پڑھتی تھے نماز
دلمین خوف اللہ کا جو آگیا ‏ ‏ چشم سی جاری ہوے دو چشمہا
یہ نہین سمجھو کہ اشک آب تھا ‏ ‏ آب کیا بل دلکا خونِ ناب تھا
اتفاقاً آگیا کوئی مرید ‏ ‏ اوسنے دیکھا پیر کا رونا شدید
خون دل آنکھونسی بہ آیا ہی تمام ‏ ‏ کانپتی تھین خوف سی اعضا تمام
اور اشکِ چشم پائون سی او تر ‏ ‏ خاک پر جاری ہین اشک خون تر
دیکھ خادم خونفشانی پیر کی ‏ ‏ اس نمط حیرت زدہ تھا کو کبھی
جبکہ فارغ وہ ہوی پڑھکی نماز ‏ ‏ عرض تب خادم نے کی ای پاکباز
روئوا اتنا مت برای کردگار ‏ ‏ چشم سی بہتی ہے اب لوہو کی دہار
شیخ بولی خوف سی خلاق کے ‏ ‏ رنگ خون آنسو مرے جاری ہوئے
اسطرح دہشت سی دل مجنون ہوا ‏ ‏ اشک بھی جو آب سے اب خون ہوا
آج ہی آنکھین نہین خونبار ہین ‏ ‏ ایک مدت سے یہ جیحون بار ہین
ہی جو از بس خوف رب العالمین ‏ ‏ اس سبب بہتا ہو خون اندوہ گین
قہر حق پر جبکہ کرتا ہون نگاہ ‏ ‏ دل مرا جلتا ہی جون سوکھی گیاہ
خنجر غم سی جگر صد پاش ہو ‏ ‏ پارۂ یاقوت وش نکلی ہی وو
الغرض سب عمر وہ روتے رہے ‏ ‏ تخم درد و غم بدل بوتے رہے
جب گئی دنیائی فانی سی گذر ‏ ‏ خواب مین اک شخص کو آئی نظر
پوچھا اوسنے ای ولیِ باکمال ‏ ‏ حال کیا گذرا بہ پیش ذو الجلال
بولی ہین جس شان کی شایان تھا ‏ ‏ سو وہ رتبہ مجھکو مالک نے دیا
پھر کہا اوسنے کہ ای پیر کرام ‏ ‏ واصلِ لطف خدا والا مقام
تو جہان مین عمر بھر روتا رہا ‏ ‏ اجر اوس زاریکا تجھکو کیا ملا
یون کہا جب چھوڑ الارض تنگنائے ‏ ‏ روح میری جا بسی فوق السمائے
لیگئے اوسکو تئین تب تحت عرش ‏ ‏ پہونچی ہاتھون ہاتھ وہ جب تحت عرش
پھر ہوئی یون غیب سے آواز داد ‏ ‏ جسکو سنکر ہو گئی ارواح شاد
ای مری بندی بتا دی مجھکو اب ‏ ‏ عمر بھر گریان رہا تو کیا سبب
عرض کی بندے کہ ای پروردگار ‏ ‏ خوف تھا تیرا مجھے بس بیشمار
کر گنا ہون پر مدام اپنی نظر ‏ ‏ ڈر سی روتا تھا تری شام و سحر
حضرتِ حق سی پھر آئی یون ندا ‏ ‏ ای مرے محکوم بندے باوفا
تو رہا مخلوق مین تا چہل سال ‏ ‏ جز عبادت کی نتھا تجھکو خیال
روز نامہ کل تری احوال کا ‏ ‏ میری کاتب لکھکی دیتی تھی سدا
اک گنہ بھی روز نامی کی میان ‏ ‏ عمر مین تیری نہین آیا یہان
واسطی تیری ہی جنات النعیم ‏ ‏ تو ہی دار الخلد کا دایم مقیم

تنبیه

ای دل نادان سن ابتو ذرا — کھول آنکھین کان دھر یہ ماجرا
یون گئی وہ لوگ اس عالم سی پاک — جنکے دامن پر نتھی عصیان کی خاک
باوجود اسکے بھی تھی زار ونزار — ایکدم پایا نہ آرام و قرار
حشر کو اور نشر کو کر کرکے یاد — خاک سر پر ڈالتی تھے شکل باد
خون دل آنکھو سی کرتی تھی روان — اور ترپتے آب بن جون ماہیان
تو تو دل حادث پہ اپنا باندھکر — عمر سب کرتا ہی عصیان مین بسر
دی جو دل تو اوسکو دی جو ہی قدیم — حب حادث مین نہو صلا لئیم (?)
رستگاری جزا کی فکر کر — ترس حق کا دلمین اپنی ذکر کر
خواب غفلت سی نکل اور ہو شیار — ابرہ مولا کی کردار و مدار
خرمن دل پر دما دم برق آہ — روز و شب و مکا کی (?) کر خواہش تباہ
تا ترا بخشد خدای لایزال — در ہمہ عالم نعیم بے زوال

حکایت چوتھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی

ترس حق سی کر زبانکو شق قلم — در دیچان (?) ہوگا کاغذ بہم
اسطرحسے دیکھ ای اہل بصر — عارفونکی حال سی دی ہی خبر
جو کہ تھی سفیان ثوری نامدار — پشت خم اونکی ہوئی بس یکبار
خوف سی اللہ کی کھا پیچ و تاب — اور تھا انپر ابھی عہد شباب
ایک نی پوچھا کہ ای عالی مقام — قطب عالم مقتدای خاص و عام
تم پر ایام جوانی ہے ہنوز — یون جوانی مین ہے کیون پشت کوز
بولی تھی یان اک مری استاد پیر — عالم علم الیقین روشن ضمیر
صاحب دل پاک طینت خوش خصال — عاشق اللہ باشوق کمال
ایکساعت رات مین وہ کہین — خدمت حق بن ہی خالی نہین
الغرض جب چھوڑ یہ فانی جہان — وہ ہوی راحل بملک جاودان
تب سر بالین پہ تھا موجود مین — اور اسحالت کو تھا مشہود مین
کھول آنکھین مجھسے یون رو رو (?) کہا — دیکھ ای سفیان مرا ہی حال کیا
کسطرح مجھپر تنگ آیا ہی وقت — سخت مینے آج یہ پایا ہی وقت
لطف حق کی اپنی جی مین کر کی آس (?) — خلق کو تعلیم کی برسین پچاس
ایک عالم کو بتائی راست راہ — اور عبادتکو رکھا حق کی نگاہ
باوجود اسکی مجھی اسحال مین — آج ڈالا ہی اشد جنجال مین
بولتی ہی مجھکو یون خلق خدا — تو ہی لائق ہی بس اس درگاہ کا
اور ادھر سی مجھکو اب یہ حکم ہی — ہی تو نالائق ترا ناچیز شے
تجھکو اس دربار مین ہی بار کب — عمر خود برباد کی بیکار سب
یہ کلام پیر جب آیا بگوش — پشت سی تب میری اک نکلا خروش
اسقدر آواز وہ پہونچی بلند — چڑھ گئی بام فلک تک بے کمند
ہو گئی اوسوقت سی یہ پشت خم — کوزہ ہون مین اور ہی یہ عمر کم
شمع کی مانند اوس غم سی جگر — جلگیا اس سوز مین ہی چشم تر
کیا کہون مین تجھسے اپنی غم کا حال — صورت حال ہون جیسے بدر ہلال (?)
سوچ ہی اوس درد کا دلمین ابھی — جیتے جی جانسے نہ جاویگا کبھی
الغرض وہ خوف سی حق کی مدام — زار و گریان تھی ہمیشہ لا کلام
کانپتا تھا تن برنگ شاخ بید — اسطرح انپر کھلا تھا غم کا بھید
یان تلک تھا ہو لسی (?) بسمل جگر — دم ہوا تھا بول انکا سر بسر
ہو گئے اسحال مین بیمار وہ — بیحس و طاقت ہوئے اکبار وہ
تھا وہان اک مرد ترسا جو طبیب — صاحب عقل و خرد دانش قریب

شیخ کا قارورۂ خون جگر ۔ جب گیا پیش طبیب نامور
دیکھکر اوسکو وہ بید اوستاد کار ۔ بولا اک سوز جگر سے آہ مار

اس جوانکی طبع مین جو ہی مرض ۔ یہ مرض ہرگز نہین بہر غرض
ترس حق کی ہی یہ بیماری شدید ۔ اسکو ہونیکی نہین صحت پدید

شعلہ زن ہو اندرون خوف خدا ۔ رنگ خون لخت جگر اوسکا ہوا
کیہکے اتنی بات وہ دانا طبیب ۔ خاک حسرت پر گرا رحمت نصیب

عاقبت کھا دلمین ترس کبریا ۔ وونہین وہ ترسا مسلمان ہو گیا

تنبیہ

اے مسلمانو ذرا سوچو یہان ۔ آخرت کا فکر کچھ کیجئے عیان
چھوڑ کر ترسائی ترسائی فریق ۔ خوف سے پایا مسلمانی طریق

قہر و ترس حق کا لا دلمین اثر ۔ دین و ملت سے گیا اپنے گذر
پس مسلمانو یہ ہے تمپر ضرور ۔ اب نہ رکھو ترس حق سے دلکو دور

آہ کے شعلہ سے دو دل کو جلا ۔ اور بشکل شمع دو آنسو بہا
پشت کو غمسے ہی کیجئے جون ہلال ۔ عاقبت کو ہوئے تا بدر کمال

دلمین رکھو دہشت روز حساب ۔ تا نہ دیکھو حشر مین روئے عذاب
در دل خود ترس دا اید از خدا ۔ تا کہ از عکس شما باشد ہدیٰ

حکایت پانچوین زین بن حمان رحمۃ اللہ علیہ کی

نخل پیرائے گلستان سخن ۔ پرثمر کرتا ہے یون شاخ سخن
جو کہ تھے زین ابن حمان نیک بشر ۔ اہل دل پاکیزہ طینت باخبر

ایکدن بیٹھے تھے مجلس کے میان ۔ دست بستہ لوگ تھے حاضر وہان
یک بیک آیا جو کچھ جیمین خیال ۔ یون لگے فرمانے وہ مہر جلال

شصت سنکو عمر اب پہونچی مری ۔ پڑ گئی برباد ساری زندگی (سالہ)
جو ہوئے ہین مجھسے ہر دمین گناہ ۔ کس طرح ہوونگا اونکا عذر خواہ

حال اپنا ہو گا کیا روز جزا ۔ دلمین اپنے ہے یہ اندیشہ بڑا
دونگا مین کس شکل سے اپنا حساب ۔ اور اپنے جرم کا کیونکر جواب

اسلیے یان غم سے ہون آزردہ زار ۔ جو مبادا حشر مین ہون شرمسار
پھر لگے رونے وہ سرپہ مار ہاتھ ۔ آہ سینے سے نکالے غم کے ساتھ

در غلطانکی نمط غلطان ہوے ۔ غم سے جون سیماب سرگردان ہوئے
درد کے انکی سنی آواز جب ۔ سب در و دیوار روئے آہ تب

یان تلک کرتی وہ فریاد و خروش ۔ بیخودی آئی گئی کل عقل و ہوش
یار و مشفق دیکھ سن یہ پیچ و تاب ۔ پاس اونکے دوڑ کر آئے شتاب

جا کی جب نزدیک دیکھا بھر نظر ۔ سخت دہشت پائی اونکی شکل پر
قصہ کوتہ خوف سے اللہ کے ۔ روح بھی راہی ہوئی اس جسم سے

اوڑ گیا پرواز کر مرغ جسیم ۔ یاد کر اپنا گلستان قدیم
واقعہ یہ دیکھ روئے دوستدار ۔ سینے مین بھڑکی سبھونکے غم کی نار

خواب مین دیکھا کسی نے بعد ازان ۔ اونکو اور پوچھا کہ ای فخر زمان
تونے حق کے خوف مین کی جان فدا ۔ تجھسے حق نے کیا کیا وان ماجرا

یون کہا مجھکو خدائے مہربان ۔ عالم بالا کے لایا درمیان
اور اک مخلوق سے سمجھا حساب ۔ لیک کچھ مجھپر نہین پہونچا خطاب

عرضکی مینے کہ اے پروردگار ۔ خالق ہر جز و کل دانائے کار
کیا سبب مجھپر نہین آیا خطاب ۔ اور نہ کچھ مجھسے لیا میرا حساب

یون جناب پاک سے آئی ندا ۔ ای مرے بندے ہے تو تو باوفا
تونے کام اپنا کیا جگ مین تمام ۔ کیا حساب عاقبت سے تجھکو کام

اس سے لینا ہی حساب نیک کار
ہی نہین جسکے گناہو نکا شمار
عمر غفلت مین ہوئی جسکی بسر
یان حساب اوسکی لیے ہی اور سقر

تو مری فردوس سے ہو ہمکنار
عیش کر مادام فی دار القرار

تنبیہ

ایدل اس تقریر کو اب گوش کر
خواب غفلت مین نہ سو جاگ ہر سحر
مرد ہو کر دیکھ در راہ خدا
مثل شبنم چشم کو نم رکھ سدا

یاد کر کر جرم اپنے باربار
سر پٹکتا رہ زمین پر آہ مار
عاجزی کر اور رہو ہر دم غذ خواہ
درد رکھ تا حق ترے بخشے گناہ

آب گریہ سے دھو عصیا نکا غبار
ہی نہین تلویث کو جنت مین بار
بھول مت دل سے حساب حشر کو
اور رجان عقرب عذاب نشر کو

جسکی دہشت سے خدا کے دوستان
مبتلائے درد و غم تھے جاودان
انت خف الیوم من یوم القیام
امنا ادخل غدا دار السلام

حکایت چھٹی بو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی

یون روایت ہے کہ اصحاب نبی ؐ
نام جنکا بو عبیدہ ہے ہنی رضی اللہ عنہ
دو جہانمین تھے وہ افضل کبر ملا
مغفرت کا جنکو ہی مژدہ ملا

باوجود اس درجے کے وہ پاک کیش
غم سے روتے راتدن ہو سینہ ریش
اور کہتے وادریغ اے کبریا
کیون نہین مجھکو غنم پیدا کیا

کاشکے مین گوسفند ہوتا اگر
خلق کھاتی گوشت تو میرا مگر
اور جزا کے روز مین اندوہگین
ہو کے عریان قبر سے اوٹھتا نہین

پھر نہ دیتا حق تعالیٰ کو حساب
دور رہتا مجھسے محشر کا عذاب

تنبیہ

گوش کر اب یہ دلا غفلت نہاد
آخرت کے حال کو رکھ دلمین یاد
جو کہ تھے آزاد تھا انکو بھی ڈر
بنکے قیدی کیون ہوا تو بیخطر

صاف کر رکھ یان عبادت سے حساب
ورنہ مشکل ہو گا وان دینا جواب
ہی نہین دینا حساب حشر سہل
سہل مت جان اوسکو تو اے اہل جہل

ہاتھ پانون جب تری بولین وہان
اور زشتی پر گواہی دی زبان
تا ترا گردد عیان سر خفی
منفعل باشی تو در محشر جلی

حکایت ساتوین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی

راوی شیرین زبان شکر فشان
یون بیان کرتا ہی میٹھی داستان
جو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ
عادل عصر خلافت نامور

یوم کل مجلس مین کر آخر تمام
امر و نہی حق ہی سے رکھتے تھے کام
ایک عالم کو سنا خوف عذاب
راست بتلاتے صحیح راہ صواب

راتکو بیدار رہتے تا سحر
کوچہ و بازار مین کرتے گذر
چور کو پاتے جو وہ شاہ زمن
باندھ لیتے اسکو مابین رسن

مال دزدی چور پاس ہوتا اگر
جسکا ہوتا بھیجدیتے اوسکے گھر
گر کسیکو دیکھتے وہ نیک راہ
کام بیہودہ کرے ہی خوانخواہ

تھے چھڑاتے اس سے کار ناصواب
بند کرتے اوسپہ گمراہی کا باب
ایکدن دامن اوٹھا بے اختیار
دوڑتے جاتے تھے وہ عالیوقار

دیکھ انکو اسطرح کوئی فتا
بولا اے مسند نشین مصطفےٰ ؐ
اس نمط سیماب وش ہو بیقرار
ہو شتابان زود تر کیون ایکبار

اب قدم رنجہ کیا ہی کسطرف / کس زمین کو آج بخشو گی شرف
ڈہونڈھتا پھرتا ہون وہ ہی کدہر / گر ملے لے آؤن تو اوسکو ادہر
کیا کوئی خادم نہین تھا در حضور / ہو چلے ہو ڈہونڈہنے تم اوسکو دور
خلق عالم کا کیا ہی پاسبان / تا نپاوی کوئی بھی ایذا یہان
کسطرح دونگا مین اوسکو جواب / ذرہ ذرہ جو کہ سمجھے گا حساب
الغرض جب وہ اس عالم سے گئے / وصل سے اللہ کے واصل ہوئے
اور کہا یون یا ابا اب کیا کہون / آپکی دوری سے مین بیتاب ہون
بولی یون فرزند سے ای خوش لقا / بات کرنیکی نہین فرصت ذرا
بولا وہ تم یا ابا شام و سحر / بندگی پر حق کی تھے باندہے کمر
آتش دوزخ سے تمکو کیا ہی کام / نہ فلک سے بھی ہو تم عالی مقام
جس مکان پر ہی حساب ہر بشر / لیگئے مجھکو ملایک اے پسر
نیک و بد کی شرح کر اپنی تمام / کیونکہ تھا عالم مین تو شاہانام
کیا تجھے اتنا نہ تھا ہوش خطاب / جو فلانا پل رہا ٹوٹا خراب
اور ٹوٹا اسمین گر بکر یکا گام / درد و غم سے ہو بچا بدل اوسکے تمام
بولے یون وہ عدل گستر حق پسند / گم ہو بیت المال سے اک گوسفند
پھر وہ بولا یا امیر المومنین / روشنی دیدۂ عین الیقین
بولے وہ ہی اوس خدا کا مجھکو ڈر / جس نے حاکم کر دیا مخلوق پر
ایکساعت ہون اگر مین بیخبر / تو ہی روز حشر کا مجھکو خطر
بس ضرورت ہی کہ مین وہ گوسفند / لون پکڑ بارِ نگہ کا دہر کمند
خوابمین اک رات ای اہل بصر / باپکو بیٹے نے دیکھا بھر نظر
لب مبارک کھول کیجے مجھسے بات / ہی سخن کی آرزو بعد وفات
نار دوزخ سے بچایا حق نے پر / پھر کبھی تجھسے ملونگا اے پسر
اور کیا مخلوق مین عدل اسطرح / تھا کیا نوشیروان نے جسطرح
پھر کہا حضرت عمرؓ نے اوسکو وان / تو یہ کہتا ہی ولے سن میری جان
اور کہا مجھسے جو کچھ تو نے کیا / ذرہ ذرہ اب حساب اوسکا بتا
حکم مین تیری تھے جملہ جز و کل / تھا تو نائب حضرت خیر الرسل
پل شکستہ ہو کے اک روزن جو تھا / پانون اک بکر یکا اوسمین جا پڑا
مجھکو حق نے تھا بنایا پاسبان / بیخبر تو غور سے تھا کیون وہان

تنبیہ

بس ہوا معلوم اس تقریر پر / بس حساب آخرت ہی سخت تر
عقل ہی گر فکر کر اوس روز کی / روز کیا ساعت ہی درد و سوز کی
زندگی مت جان شادی کا محل / سر پہ تیرے ہے علم تیغ اجل
دار دایم چشم گریان ای پسر / تا ہو دیدار دیتو نار سقر
مت گمان کر تو بھی اے دانش پذیر / جو نہ ہوئیگا حساب دار و گیر
کھینچتا رہ دلسے آہ دردناک / خنجر غم سے سدا رکھ سینہ چاک
گریہ و زاری ہی سے رکھ کار بار / تا ہو آلام جزا سے رستگار

حکایت آٹھوین حضرت عطائی سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی

اسطرح مشاطۂ دانائے کار / لائی ہی معشوقۂ مضمون سنوار
خوف حق سے سر جہکا چالیس سال / بار غم سے خم ہوی شکل ہلال
آنسوؤن سے آنکھ تر تھی ہر گھڑی / خرمن آرام پر بجلی پڑی
جو عطا سلمی وہ تھے روشن ضمیر / واقف عرفان ولی بے نظیر
اور نہ دیکھا گاہ سوئی آسمان / اور نہ وہ خندان ہوئے آکر وہان
جبتلک دنیا سے عقبی کو گئے / اشک جاری چشم پر اونکی رہے

مینھ برستا پایا کڑکتا رعد گر
برق خاطف شعلہ زن آئی نظر

تو تڑپتا انکا دل برمین اوچھل
کانپتا اندام سب سوکھا کی پل

بیٹھے کب وہ جو پاتی تھے قیام
مثل سدرہ ہی کھڑی حیرت مقام

دمبدم روتی تھی مانند سحاب
خوف سی دل ہوگیا سینہ مین آب

اور کہتے وادریغا واستم
خلق پر ہی جو پہونچا رنج و غم

ہی مرے اجرام کی شامت سبب
پائین سب آرام مین مرجاؤن جب

مین ہون کل عالم مین عاصی و خراب
خلق پر شومی سی ہی میری عذاب

جاتا دن ورر انکا آتا عمل
شمع کی مانند روتی غم سی جل

کہتے اپنی آپکو کرکر خطاب
ای تن کاہل تو ہی ازبس خراب

جو کہ آیا ملک ہستی مین بشر
ہی اوسی بے شبہہ دوزخ پر گذر

اور بنی آدم کو ہی حرص زیاد
بارہا آپسمین کرتی ہین فساد

دشمنی سی ہاتھ دھو ہو ہوشیار
بیخبر مت رہ کہ کل ہوویگا خوار

یادرکھ جب حشر کا دن آئیگا
تخت پر بیٹھیگا قاضی ہو خدا

اور اوسروز ہوئیگا انصاف و عدل
من و عن مٹجائیگا یہ جنگ و جدل

دیکھ کہنا مان اب بھی ہو کے چست
تو حساب اپنا ابھی کر رکھ درست

بھول جاویگا اگر فرد حساب
حق کو وان کس شکل پر دیگا جواب

گر چلیگا تو یہان راہ نکو
ہے تجھی حاصل وہان جاہ نکو

اور چلے یان تو اگرچہ زشت راہ
تو بدن تیرا جلے دوزخ مین آہ

دلکو یون سمجھاکی ہر دم آہ بھر
درد سی سب رات روتے تا سحر

اسطرح غمگین تھے وہ راتدن
عیش پر راضی نہ تھی تکلیف بن

اونکی ملنے کیلئے اکدن کوئی
شخص آیا گھر سی اپنے متقی

دیکھا اوسنے گرد انکی جائی تر
جانا ہے ماء وضو کا یہ اثر

لیک پوچھا باہر آک مرد سے
کیا سبب تر ہی مکان پاس آنکے

بولا وہ جو شیخ روئی زار زار
اشک یہ نکلے زمین پر ایکبار

یان نہین پانی بہایا ہی مگر
شیخ کی ہے اشک سی یہ جای تر

الغرض جب چھوڑ یہ ہستی خراب
رحمت رب سی ہوئی وہ کامیاب

دیکھا پھر انکو کسی نے خواب مین
عرض کی آداب سی اسباب مین

دی بتا اب ای بزرگ حق شناس
تجھسے کیسی پیش آیا رب ناس

بولی وہ ہنسکر کہ سن اے دوستدار
مجھپر اکرام خدا ہی بے شمار

فضل اور احسان کی کر کے نگاہ
لطف سی بخشی مری بالکل گناہ

پھر کہا اوس شخص نے تو عمر بھر
جو یہان رویا کیا آٹھون پہر

کیا تجھے اوسکا صلہ اوسنے ملا
دے ذرا پھر خدا مجھکو بتا

بولی وہ جو کل رہا مین سینہ ریش
مثل مرہم آج ہون بافرح و عیش

گرچہ وان روتا نہین ابر بہار
پھول کب گلشن مین ہنستا بار بار

صورت غنچہ جو تھا کل تنگدل
آج خندان ہون برنگ گل ہی کھل

تنبیہ

ای دل اب جو ہو جگر تو بھی خروش
آئی تا دریائی بخشایش کو جوش

شکل باران رہ ہمیشہ اشکناب
جو ہنسے محشر مین ہم شکل گلاب

دل مثال شمع دی اپنا جلا
قبر سے نکلیگا جون مہر جلا

عاقبت کی فکر کر اپنی مدام
مست مت بن نوشکر غفلت کا جام

وقت نزع و روز محشر کر قیاس
گور کی تنگی کا کھا جی مین ہراس

ہست بد اشکال تر روز جزا
کار آسانی بکن آن روز را

حکایت نوین حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی اخبار پیشین رازدان
یون کری ہے اِس روایت کو بیان
مالک دینار مقبول خدا
مقتدا و پیشوا و رہنما

ایکدن آئی جو قبرستان مین
دیکھی بس ہمجنس وس میدان مین
یعنی اک مردیکو زندی دی کفن
دفن کرتی تھی بصد درد و محن

جب گئی مالک وہان نزدیک تر
گور مین مردیکو دیکھا بھر نظر
پھر لگی رونے وہ غم سی زار زار
یہ چلین آنکھونسی لوہو کی دودھار

یان تلک وی الم مین ہوش کھو
گر پڑے بیتاب ہو فی الفور جو
یہ جو دیکھی حالمین ہو بے خبر
جا گری اوس گور مین اک آہ بھر

لوگ از خود رفتہ پاکر انکا حال
قبر سی باہر اونھین لائی نکال
پھر وہانسی گھر پر اونکو لے گئے
چند ساعت بیخودی مین وان رہے

بعد اسکی جسگھڑی باہوش آئے
کھول آنکھین وی بیحد تلملائے
اور کہا افسوس سب خلق خدا
مجھکو دیوانہ کہے ہے جا بجا

اور کو دک بھی ہین پتھر مارتے
ہر طرف سی لوگ ہین للکارتے
غم سی مین کرتا ہون حال اپنا تباہ
خاک سر پر ڈالتا ہون کھینچ آہ

دل یہی چاہی ہی بس اپنا مدام
اور مجھی مرکوز ہی ہر دم یہ کام
ہر گلی کوچہ مین دوڑون شکل باد
ایک عالم کو دلاؤن خوف یاد

ای مسلمانو خدا سے تم ڈرو
آتش دوزخ سی دیکھو اب بچو
مت کرو فرمان خالق سی عدول
اور قبول لو دلسی احکام رسول

جرم و عصیانسی بچو توبہ کرو
ہر زمان قہر الٰہی سے ڈرو
دمبدم آنکھونسی ہو تم اشک ریز
تا کہ ہووے سرد تمپر نار تیز

الغرض جب وقت رحلت آگیا
سختی یاری ہوئی موجود آ
خادمونسی بات یہ اوسدم کہی
ہی وصیت اس طرح تمپر مری

بعد مردن جبہ پر لکھنا مرے
ای شہنشاہ دو عالم بس ترے
بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئی خود ز عصیان ریختہ

مالک دینار آیا پر گناہ
روسیاہ و پر خطا و داد خواہ
کہہ کے یہ احوال پھر رونی لگے
وجہ سی گرد گناہ دہونی لگے

غیب سی فی الحال اک آئی ندا
جسکو سنتی تھی وہان خلق خدا
رنج عقبی سی ہوا مالک خلاص
ملک راحت پر اسی ہی اختصاص

سنکی یہ مالک ذراک وگلی اوٹھا
کھول لب کلمہ شہادت کا پڑھا
اتنے مین سوئی بلندی جا پناہ
روح نے لی قالب خاکی سی راہ

تنبیہ

جان ای دل تو بھی گر اب متصل
بلکہ جیتی جی ہی مر جانا نسی مل
تا اجل تجھکو نہ آوے تا ابد
اور نہ ماری صدر مین یہ موت بد

جانکو کر راہ جانان مین نثار
تا ملی تجھکو حیات پائدار
ترس حق کا ہی اگر تجھمین اثر
تو تو ہی تو عبد خلاق البشر

در نہین ہی خوف تیری جانمین
ہی تو شامل زمرۂ شیطانمین
جرم کا ہر دم ہو حق سے عذر خواہ
تا کرم کر حق ترے بخشے گناہ

یاد لا عصیانکو دلمین ہو خجل
چشم سی رو رو روان کر خون دل
جوش زن کر اشک دریا کی مثال
ابر کے مانند آب دل نکال

ز ہشت حق سی جو اک آنسو گرے
دلکی آئینی کو سو صیقل کرے
ایک قطرہ گر نکالے کھینچ آہ
دھوئی جاوین تو تری لاکھون گناہ

آنسوؤنسی رکھ ہرا دل کا چمن
اور نسیم باغ بن ہو نعرہ زن
تا کرے تجھپر نہ وہ آتش اثر
اور خلیل اللہ وش ہو سرد تر

اب دعا اپنی ہی یہ لیل و نہار
مستجاب اسکو تو کر پروردگار
خوف اکبر اپنا دی اے کبریا
جانمین اسحاق عاصی کی سدا

فضل سے رکھ پست اسکو شکل خاک	تاکہ ہوگرد گنا ہون سے یہ پاک	چشم اسکی اشک ریزان رکھ مدام	دے تحمل کا اوسے عالی مقام
ہے تحمل میوۂ شاخ یقین	بردبار و پرحیا ہین اہل دین	باب سویم اب یہان آخر ہوا	باب چارم دون تحمل مین سنا

باب چوتھا تحمل اور بردباری کے بیان مین اسمین دس حکایتین ہین

حکایت پہلی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی

راوی راہ روایت مستقیم	ناقل قول قدامت مستقیم	یون دکھاتا ہی کلام پرصفا	دیکھے بس آئینۂ دل کو جلا
جو امیر المومنین عادل عمرؓ	غمگسار و رہنمائے ہر بشر	تنگنائے شہر مین جاتی تھے آپ	ہر قدم اللہ دکھلاتی تھے آپ
اتفاقاً ایک مرد بے وفا	تنگ کوچے مین مقابل آگیا	لڑکھڑا کر پائے حضرت ارض سے	پشت پا پر جا پڑا اوس مرد کے
ہوگیا رنجیدہ خاطر وہ بسا	دوست اور دشمن کو غصے مین چھپا	بول اُٹھا کھا طیش دریا کی مثال	کیا ہی اندھا پھوٹی آنکھین از جلال
جو کہ اب تو راہ سیدھی ترک کر	بیخبر ہوکر گرے ہے خلق پر	بات یہ سنکر وہ مقبول خدا	کچھ نہ آزردہ ہوی دلمین ذرا
عذر خواہی سے نپٹ درپیش آئے	ہاتھ اوسکے تھام آنکھونکو لگائے	اور کہا اعمی نہین مین العزیز	ہی فراز و پست مین مجھکو تمیز
	لیک مجھسے ہوگئی جواب خطا	اوس خطا کو بخشدی بہر خدا	

تنبیہ

ایدل ہشیار مت نادان بن	دیکھ اب مت جانکر انجان بن	گر بزرگی پر بزرگونکی خیال	کیسے منصف تھے وہ مقبول جلال
ہی تجھے بھی گر بزرگی کی ہوس	ہو تحمل سے ہمیشہ ہم نفس	ہی نہین عظمت گزاف و لاف مین	ہے بزرگی حلم اور انصاف مین

حکایت دوسری حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی

اک معمالے گیا پیش علیؓ	جو کہ تھے کشف معما پر جلی	قاتل کفار نے اے گوش گیر	اسکو فرمایا جواب دلپذیر
بولا پھر کوئی میان انجمن	اسطرح یہ ہی نہین یا بو الحسن	شاہ مردان اس سخن کو کان دہر	اور نہ ہوا آزردہ خاطر بال بھر
اُسسے یون بولے کہ اے دانش نصاب	کہ اگر سمجھا ہے تو بہتر جواب	وہ جوان جو نہین سمجھا تھا کہا	فہم کر اسکو علی مرتضےؓ
دلسے اسکو کر پذیرا و پسند	بولے ہی صد آفرین اے ہوشمند	بات تیری ہی سراسر باصواب	برمحل مین نے جانا تھا جواب

تنبیہ

دیکھ اے غافل یہان ب غور کر	تھے بزرگان جہان کس طور پر	تجھکو اتنا کہہ کہان انصاف ہے	جو بزرگی مین تجھے یہ لاف ہے
جب ہو حلم و رفق مین تو استوار	تو بزرگی ہی تجھے نیکو شعار	صبر کر گر کچھ تجھے پہونچے ضرر	لطف سے رکھ دوست دشمن پر نظر
	خلق اکبر دار بر خلق خدا	تا ترا اخلاق کل بخشد خطا	

حکایت تیسری حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی

راوی اخبار باصدق و صفا
کار فرمائے رقم ایسے ہوا
جو رسول اللہ کے تھے نور عین
صاحب اعجاز بازوی حسین

آفتاب آسمان کبریا
ماہ نوجون ابروے شیر خدا
سرور عالم امام دادگر
حضرت خاتونؓ جنت کے جگر

خاص خاصان خاصۂ رب الجلیل
خادمی کرتے تھے جنکی جبرئیلؑ
تھے وہ سبط مصطفےؐ حضرت حسنؓ
افتخار بندگان ذوالمنن

دشمنوں کی ظلم سے دلچور تھے
پر خدا کے شکر مین مسرور تھے
یون روایت ہی بہم ہو مفسدین
ظالمان پرغرور و فاسدین

ذات کامل پر جفا کرنے لگے
شاہ والا سے دغا کرنے لگے
در طعام سید عالی تبار
زہر قاتل کر دیا شامل پنج بار

ظالمان قوم نے بار ششم
ترک کر داب نبیؐ وای ستم
جب دیا زہر ہلاہل کو چلا
ابن پیغمبر کا دل ٹکڑے ہوا

سم قاتل کا یکایک ہوا اثر
پارہ پارہ ہو گیا کٹ کٹ جگر
یکصد و ہفتاد پارہ لا کلام
دل جگر ٹکڑے ہوا انکا تمام

بیقراری سے نپٹ شاہ جہان
آہ کرتے تھے بشدت پرفغان
ٹوٹتے تھے دُرِ غلطان کی مثال
لیک جز شکر الٰہی تھا نہ قال

جب ہوئی ذات گرامی جان ملب
غل مچایا بین اہل البیت تب
پھر حسینؓ ابن علی ہو بیقرار
پاس آئے بھائی کی زار و نزار

دردسر ور و نہایت تلملائے
اشک غم بہ بہ کی رخسار و نپر لائے
دیکھ یون بولے حسنؑ چھائی لگا
اے مری بھائی تو تھارہ گیا

پھر لگے کہنے حسینؓ رہنما
اے گل باغ بہار مصطفےٰ
گر تجھے قاتل سے ہی اپنے خبر
تو مجھے اس بھید سے آگاہ کر

مقتدائی ما امام پاک خو
سنکے چھوٹے بھائی سی یہ گفتگو
یون لگے فرمانے ای بھائی مرے
بات یہ بھائی ہی اب جبین ترے

یعنی اُس نے اخی کا انتقام
پوچھکر اسوقت مجھسے اوسکا نام
ای مرے بھائی پیاری مہربان
تجھسے مین کیونکر کرون اُسکو عیان

جانتا ہون جسکو قاتل یا اخی
گر نہ ہووے وہ تو ہونا منصفی
اور اگر وہ ہی جسے جانون ہون نہین
زہر کے دینی سی بچانون ہون نہین

تو کیا ہینے اوسی تفویض رب
منتقم اعلیٰ ہی وہ والا سبب
چاہیئے ہمکو تحمل کا مقام
سلسلہ اپنا شہادت ہی مدام

بلکہ روز حشر مین پروردگار
مجھکو جنت بخشے گا خلد پائدار
آج مجھکو زہر ہے جسنے دیا
کل اوسی بخشائی کی نزدیک خدا

لطف سی اپنی پکڑ کر اوسکا ہاتھ
جاؤنگا جنت مین لیکر اوسکو ساتھ

تنبیہ

دیکھ ای بدخلق حال اپنا قدیم
تھے وہ کیسے صاحب خلق عظیم
جو ہین صبر و تحمل کا شعار
لطف سی دشمن کے بھی تھے دوستدار

تو بھی اب لائق ہی دلکو نرم کر
سنکے یہ احوال جی مین شرم کر
جو کہ نادر دین کے ارکان تھے
صابر و شاکر وہ عالی شان تھے

دوست دشمن سے تجھے جبتک ہے فرق
بحر مکر و زرق مین تبتک ہو غرق
حلم اور برداشت مین رہ اے فلان
تا ملے تجھکو بزرگی کا مکان

جب تحمل مین بزرگ دین سمائے
تب جناب حق مین وہ مقبول آئے

حکایت چوتھی حضرت امام حسین رضی التعالی عنہ کی

راوی شکر لسان شیرین بیان　　یون قلم کرتا ہی کاغذ پر روان
شمع افروز شبستان رسولؐ　　روشنی دیدہ بی بی بتولؓ
واقف اسرار و سر منجلی　　صاحب باطن حسینؓ بن علیؓ
باجلال وجاہ وہ حضرت امام　　جاتے تھے اک راہ پر والا مقام
چار سو ہمراہ اصحاب کرام　　باادب چلتے تھے ہر دم گام گام
ناگہان اوس راہ مین کوئی عرب　　ملگیا وہ تھا نہایت بی ادب
بولا اوس سے کوئی یار نامور　　یہ حسینؓ بن علیؓ ہی خوش سیر
اوس عرب نے آشہ عالی کی پاس　　ہاتھ ڈالا گودمین ہو بی ہراس
کیا ابو طالب کا پوتا ہی تو ہی　　بولی حضرت جو کہی ہی ہون وہی
باپ تیرا ظالم و خونریز تھا　　فتنہ گروہ اور فساد انگیز تھا
ہی خلف تو ایسی خلق آزار کا　　ظالم و مردم کش و خونخوار کا
بولی اس سے ای دیوانے بدمقال　　وی دماغ بیہدہ باطل خیال
اسطرح سے کر کے تو ترک ادب　　ہم سخن ہوتا ہی اسدم کیا سبب
رعب اور دہشت کی یون باتین سنا　　پھر یہ چاہا دیجئے اسکو سزا
کر تبسم شکل غنچہ مسکرائے　　یعنی ہوش اوس شخص کے گم کردہ پائے
پھر کہا نرمی سے اوسکو ای جوان　　گر تجھے حاجت ہی کچھ تو کر بیان
کر عیان تا مین کرون اسکو ادا　　اور نہ غفلت کو ذرا رکھون روا
گر تو آیا گھر مین کر چور سے جنگ　　چل ملا دون تجھکو اس سے کیون ہی تنگ
کہہ تو مجھسے تا حکیم حاذق بلا　　خوب دلواؤن تجھے بہتر دوا
اور کہا رورو کی ای جان رسولؐ　　سبزی سیراب بستان بتولؓ
بالیقین ہو تم گل باغ نبیؐ　　ہے بزرگی آپکو زیبا سبھی
اسطرح کہہ کر وہ رویا زار زار　　اور رکھا سر پائی شہ پر آہ مار

جو امامت کے فرازکے تھے سوار　　سبز ان باغ ولایت کی بہار
نیر افلاک اعجاز علےؓ　　بدر اوج چرخ شاہ لا فتے
جنکے ماتم سے خمیدہ ہی ہلال　　اور رخ چرخ برین ہی غمسے لال
نقش پاسے اونکے جون برگ سمن　　کل زمین پاتی تھی تشریف چمن
پرضیا پرتو سے تھے یارہ زمین وہ　　صورت مہ جلوہ گر تارو زمین وہ
پوچھنے پھر نام حضرت کا لگا　　کون ہی یہ شخص ایسی شان کا
رونق باغ شہ غالب ہی یہ　　لالہ گلزار ابو طالب ہی یہ
بے ادب ہوکر بسانا ارجمند　　یون پکارا پھر باواز بلند
بولا پھر گستاخ ہو وہ بے ادب　　واحسینا مینے جانا تجھکو اب
باندھکر مردم کشی اوپر کمر　　ظالمی سے تھا جہانمین مشتہر
عبدرحمانؓ اور عبداللہؓ کو　　غصہ آیا دونون حق آگاہ کو
ہے نواسہ یہ رسولؐ اللہ کا　　اور بیٹا شیر عزو جاہ کا
ڈر خدا سے دلمین ای بدمزاج　　ہی یہ سبط مصطفیٰؐ عالم مین آج
لیک شاہ اولیا والا تبار　　سنکے اوس تقریر کو بس ایکبار
خاطر عالم پہ کچھ لائے نہ بار　　ہو مقام صبر اوپر بردبار
یا تجھے پہونچا ہو کچھ مجھسے ضرر　　یا ہو کچھ قرض اور نہ ہو مجھکو خبر
رنج پہونچا ہو اگر مجھسے تجھے　　تو بھی پہونچا رنج مجھکو آپ سے
یا تجھے خشکی ہوئی اندر دماغ　　بجھ گیا جو عقل کا تیری چراغ
کر کے اونسے ایسی یہ تقریر گوش　　ہو تعجب مین گنوایا فہم و ہوش
تھا نہ مین اسبات سے اصلا خبر　　جو تحمل آپ مین ہی اسقدر
میری بد لوحی پہ مت کیجئے نگاہ　　بخشو اپنے لطف سے میرا گناہ
شاہ عالم نے اوٹھا پھر اوسکا سر　　صدر اعلیٰ ہی لگایا بی خطر

اور کہا ہم ہین تحمل کے پہاڑ	استقامت کا دھرا ہی گام گاڑ	ریح آصف کوہ پر ہر چند آئے	پر نہین ممکن کہ اک پتھر ہلائے

تنبیہ

آہ ای غافل تجھے ہے کیا خبر	کیا تو سمجھا ہوش ہے تیرا کدھر	گر بزرگی پر بزرگونکی خیال	تھے تحمل مین وہ بس مثلِ جبال
تو تو تنکے کیطرح ہے خام پارے	بادِ آہستہ بھی آ تجھکو گرائے	بادکش ہو کر رہی جب بُردبار	پائی تو تب جنت اعلیٰ مین بار
بُردباری خوب ہی مرغوب ہے	عارفونکو یہ روش مرغوب ہے	گر کرے تجھسے بُرائی بھی کوئی	بالعوض نیکی ہی تو کر اُس سے بھی
ہے بھلائی کا نہ ہے حسن ثمر	سعد پھل کب لائی زشتی کا شجر	دوست پر تو ہر کوئی ہی مہربان	ہو تو دشمن پر بھی بخشش کنان
	مہر بر اعدا بزرگان کردہ اند	عفو جرم بیوقوفان کردہ اند	

حکایت پانچوین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی اخبار اخیار جہان	یون بیان کرتا ہی دلکش داستان	ابن ثابت بو حنیفہ مقتدا	تھے جو اک عالم کے جگ مین پیشوا
علم کی جنکے جہان مین ہے جھلک	بلکہ پہونچی یہ چمک ہے تا فلک	ایکدن وہ معدنِ علم و شرف	گام زن تھے ایک کوچے کی طرف
راہ مین اک شخص نے نزدیک آ	انکے مارا ایک طمانچہ بے خطا	ضرب سے جسکے امام المتقین	شکل خامہ سر جھکا بیٹھے وہین
پر نہ دیکھا اُسکو چشم قہر سے	بلکہ شفقت کی نظر کرتے رہے	اور کہا اس مرد کو اب بیخطا	تو نے کیون مجھپر کیا جور و جفا
ہون قوی تر تجھسے اب اسدم مین	مار سکتا ہون تجھے ہر طور مین	پر کر اپنی وضع پر مین نے نظر	مار نہ تیرے کی اب درگذر
پاس حاکم کے بھی میری آن ہے	حرمت و تعلیم و عز و شان ہے	گر ہون اوس سے جا کے مین فریادرس	کھود ڈالے وہ تری بنیاد بس
فعل یہ ہرگز نہین مجھکو پسند	تجھکو پہونچاؤن کسی صورت گزند	گر کرون ایک آہ مین وقت سحر	بارگاہ حق مین بس فریاد کر
تو سزا اوسکی تجھے دیوے خدا	تو نے ظلم اسوقت جو مجھپر کیا	اسطرح کا بھی نہین مجھکو خیال	ہو وُہ مین مخلوق مین کیون بدسگال
باجود ان سبکے جب روز جزا	منصف کل خلق ہوگا کبریا	گر کرون مین نالہ و شور و فغان	ظلم ناحق کا ترے رب سے بیان
حق تعالیٰ تو رہ انصاف سے	ڈالدے نار جہنم مین تجھے	پر نہ لاؤنگا پس بیداد مین	جور تیرے آج کا کل یاد مین
ہر طرح سے ایعزیز دوستدار	ہی نہین جز مہر اپنا بد شعار	بلکہ روز حشر مین پیش خدا	بخشوا کے تیرے سب جرم و خطا
لطف کر اپنا بہت اوپر ترے	ساتھ لیجاؤنگا جنت مین تجھے	باب جنت مین نہ رکھونگا قدم	جبتلک ہوگا نہ تو مجھسے بہم
	یاد کر تجھ سے بچاؤنگا عذاب	کیونکہ حاصل ہی مجھی تجھ سے ثواب	

تنبیہ

ایدل اب تو بھی پکڑ ایسا طریق	زیردستون پر ہمیشہ رہ شفیق	جو کوئی تجھپر کرے ظلم و ستم	تو کرا اوسپر رحم سے لطف و کرم

بدسے بدکرنا تو ادنیٰ ہی عمل ‖ بدسی نیکی کرکہ اعلیٰ ہے عمل
رنج سہنے سے نہ لا کچھ جی مین درد ‖ بلکہ ہو جا شاد خاطر بنکے مرد
رکھ تحمل مین کلید دل نہان ‖ تجھپہ ہو مکشوف تا باب امان
کرب این عالم البسا آسان ہست ‖ سختی آن دور بی پایان ہست

حکایت چھٹی ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

باغبانِ نخلبندِ ذکر گل ‖ یون سخن کے باغ کی چنتا ہی گل
ایک شخص ادہم سی بولا کر سوال ‖ ای گلستانِ ولایت کی نہال
تجھکو راہِ ایزدی مین کوئی روز ‖ عیش دل حاصل ہوا ای دردسوز
بولی اکدن تھا مین کشتی پر سوار ‖ پایا اپنے دلکو اوسجا پر قرار
یعنی تھا اوقت بیٹھا ناؤ مین ‖ تھا سفر کیو اسطے دل ناؤ مین
تن مرا اوس عہد مین تھا بس حقیر ‖ درمیان موہنان تھا جسم پیر
اہل کشتی دیکھکر صورت مری ‖ کرتے تھے ہر دم نہایت خندگی
مسخرا تھا ایک کشتی مین سوار ‖ پاس میری دوڑ آتا بار بار
کھینچتا میرے پکڑ کر موے سر ‖ مارتا منہ پر طمانچہ بے خطر
مسخری پن سے ہنسے تھا ہر گھڑی ‖ مین نہ دیکھا تھا اوسی ہر گز کبھی
ناگہان اوسوقت دریا جوش کھا ‖ موج زن ازبس ہوا حد سی سوا
تا بحدی موج کے گرداب مین ‖ غرق ہونی پر تھی کشتی آب مین
بولا پھر ملاح یون اوسدم پکار ‖ مرد اک پانی مین پھینکو ایکبار
لوگ سب ملاح سی سنکر یہ بات ‖ اگری مجھپر یکایک بدصفات
سر مرا اور پانون آپس مین جکڑ ‖ ڈالنا چاہی تھے پانی مین پکڑ
موج سی خفنے کہا ہو مہربان ‖ پائی کشتی غرق ہونیسے امان
ہوگئی موقوف جھٹ پٹ غمکی باد ‖ اور ہوئی حاصل مجھے دلکی مراد
یعنی ہی الصبر مفتاح الفرج ‖ غرق ہونیسی بچا مین بے ہرج
دوسرا اور ایکدن تھا مین نڈھال ‖ ناتوانی تھی مری اوپر کمال
تھے تھکتی ضعف سی ہر جا قدم ‖ اور لرزان تھا بدن ہر ایکدم
گام زن گھرسی ہوا مین بیقصور ‖ کیونکہ اگیا تھا مجھے جانا ضرور
وہ مکانِ مدعا جو دور تھا ‖ ریگ بیارہ مین نہ رستہ چل سکا
ایک مسجد مین بہت تھا اژدہام ‖ فرش سنجابی بچھاتی تھے غلام
مین گیا مسجد مین جب پر اضطراب ‖ ایکجا پر جا پڑا افسردہ کار
لوگ سب آئے مرے اوپر سنبھل ‖ اور کہا جا جلد مسجد سے نکل
تیری لایق ہی نہین یہ جائے پاک ‖ ہی سراسر تو غلیظ آلودہ خاک
پر نہ تھی طاقت مری تنمین ذرا ‖ جو وہانسے اوٹھکے مین چلتا چلا
عاقبت پانون پکڑ اینچا مجھے ‖ پیٹ کی بل سی گھسیٹ کھینچا مجھے
پشت رگڑونسے تمامی چھلگئی ‖ زخمہائے تازہ آسا کھل گئی
سیڑھیان سنگین تھین مسجد کی برون ‖ مجھکو اونپر سے ڈھکیلا سرنگون
شکل بسمل گر پڑا غلطان ہو ‖ زیر زینہ سر بسر بیجان ہو
پھٹگیا سر تن ہوا زخمونسی چور ‖ اور تنور تن سی تھا خونکا فور
‖ صبر کر دلمین مین بولا ہو کی شاد
خوب تھا گر سیڑھیان ہوتین زیاد ‖

تنبیہ

ای فلان رکھ رنجکی بنت آرزو ‖ ہی تجھے گر رازِ حق کی جستجو
درد کا تجھمین نہین جبتک اثر ‖ راہ خاص الخاص سے ہی بیخبر
نفس سرکش ہی تری دلبر قوی ‖ کب کری تو خاصگانکی پیروی
سرکشی نفس ایدل توڑ ڈال ‖ ہو کے متحمل برائے ذوالجلال

تاہو تو مقبول درگاہ خدا — اور تجھے بخشے جناب کبریا

حکایت ساتوین ایک مرد باکمال کی کہ نزدیک بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے آیا تھا

نقل کرتے ہین کوئی بسطام مین — تھا معبد ہر سحر اور شام مین
زہد سی فارغ نتھا وہ ایکدم — تھی عبادت ختم اوس پر بالکرم
بایزید نامور کے پاس آ — بیٹھتا تھا وہ مؤدب ہو سدا
الغرض اکدن جو آیا وہ جوان — بایزید حق کی خدمت مین بجان
عرض کی اے مومنونکے مقتدا — ہادی برحق حبیب کبریا
زہد مین گذری مجھے اب سال بیس — بندگی سے حق کی ہون ہر دم انیس
رات سب طاعت مین کرتا ہون بسر — یوم سارا کاٹتا ہون صوم پر
نامہ اسرار سنتا ہون مدام — آپکی فرمان پر رکھتا ہون گام
باوجود اسکے نہین کشف ہے مجھے — کچھ نظر آتا نہین انوار سے
سنکے اوسکی گفتگو شیخ زمان — بولے گرچہ تین سو سال ای جوان
اسطرح سے تو رہیگا روزہ دار — شب کو بھی جاگیگا ہوکر بیقرار
کشف کا تجھپر نہوا اصلا ظہور — اور بناوے دل ترا نور حضور
بولا وہ ہے کیا سبب ای رہنما — جو نہو مکشوف اسرار خدا
بولے پھر اسطرح شیخ حق شناس — اے اسیر بند نفس بد قیاس
دل پہ تیری نفس سرکش کا حجاب — ہے پڑا کیونکر عیان وہ آفتاب
بولا پھر یون زاہد نیکو سیر — کچھ علاج اوسکا بتادے باخبر
شیخ بولے ایک ہے اعلیٰ علاج — لیک تو شاید نمانی اوسکو آج
عرض کی اوسنے بدل ہے وہ قبول — حکم عالی سے نہین ہرگز عدول
شیخ بولے جامہا تن سے نکال — اور بدن مین پیرہن کمل کا ڈال
تو بڑا اک ٹاٹ کا سلوا کے سب — اوسکو لٹکا کے گلے مین اپنے اب
جس محلے مین تری توقیر ہے — حرمت و تعظیم و عز و توقیر ہے
ننگ اور ناموس کو کھوکر تمام — بیٹھ جا کر اوسطرف برراہ عام
کو دکان شہر کو ایسے پکار — جو مجھے وحشی سمجھ ہون سنگبار
اک تمر دے ایک پتھر مار جو — دو کوئی پھینکے تو دے بدلا اوسکو دو
شہر مین بھی پھر اسی صورت سے پھر — کر تحمل مار کھا کر اور گزر
نرم ہو تا یہ ترا نفس لئیم — ہے علاج ایسا اگر تو ہے سقیم

تنبیہ

اے فلان اب تو بھی دل سے بیدرنگ — دے اوٹھا یہ پردۂ ناموس و ننگ
تجھسے گر اکبال بھی بیزار ہے — زہد تیرا سر بسر بیکار ہے
پست ہو کر تحمل شکل خاک — تا تجھے تجھمین نہان سر پاک
دے جھکا یہ فرق نفس پر غرور — تب تو ہو خاص خدا و محو نور
وصل اصلی جز تحمل ہے نہین — فصل فرعی جز تحمل ہے نہین
ہے بزرگونکا تحمل کار بار — حلم در فرق و صبر کا شیرین ہے بار
کن تحمل اختیار ای دُر کان — گر ضیا خواہی ز انوار امان

حکایت آٹھوین حضرت عام حق گزین رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل کرتے ہین کہ عام حق گزین — ہے لقب جنکا امام العارفین
اکدن مجلس مین تھے وہ جلوہ گر — آگیا اک شخص سفلہ بد گہر
بولا ہے ظاہر مین تو یہ پارسا — لیک باطن مین ہے با مکر و دغا
گرچہ ہے یہ ظاہرا پرہیزگار — ہے ولیکن باطنا برگشتہ کار

سنکے عامر نے کہا یا کبریا	جرم بخشا راز دار ار ازقا	تجھپہ ہی روشن نہان و آشکار	ہی نہین پوشیدہ تجھ سی کوئی کار
اگر ہے مجھمین جو کہی ہی یہ جوان	زور عصیان بکر وافک بیکران	بخش اپنے لطف سی اے کارساز	کیونکہ ہی تیری صفت عاجز نواز
منت والحاح سے یہ کہکے بات	باحضور دل لگے پڑھنے صلوات	اسطرح بردشت کر گر ہے تو مرد	بلکہ مردِ معنوی و اہل درد
بے تحمل جو کوئی ہے بد مزاج	اوسکو نیکی سے نہین بہرہ ہی کاج	بردباری شیوۂ انسان ہے	بے تحمل شرزۂ شیطان ہے
پیشواؤ نکو تحمل تھا بہم	کرتے تھے ہر آن غصے کو عدم	تو ہم این کل خشم و شہوت را بزن	مرد ہستی نیستی ہم شکل زن

حکایت نوین حضرت عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ کی

ناقلِ آثار اسرارِ بشر	یون قلم ان ہے رخ قرطاس پر	جو بن عوف ایک عبداللہ تھے	پاک و عالی قدر و حق آگاہ تھے
پرتحمل اور ریاضت مین تھے طاق	بلکہ کل عالم مین تھی اہل وفاق	وضع انکی تھی بزرگی ماہ و سال	تھے عجائب شخص و حسن کمال
کوئی شاگرد انکا یا کوئی بشر	کام ناشایستہ کرتا کچھ اگر	ہو خفا کہتے اوسی اوسدم وہان	بارک اللہ علیک ابن فلان
یعنی برکت رب کرے تجھپر زیاد	فضل سے اپنی رکھے رب تجھکو شاد	اس سخن کو سنکے جملہ خادمان	غصۂ حضرتکو سمجھے تھے عیان
شیخ کے گھر تھا جو اک خاصہ شتر	رکھتے تھے اوسپر وہ شفقت کی نظر	اکر سواری اس جمل پر بجمال	حج ادا کرتے تھی جا ہر ایکسال
خادم شیخ اوسپہ اکدن ہو سوار	لے گیا پانی پلانے خام کار	اتفاقاً راہ مین چوب درخت	اوس شترکے آلگی دیدہ مین سخت
پھٹگیا دیدہ ہوا فی الفور کور	خوف سی خادم کا دل کرتا تھا شور	جب وہ لایا اونٹ اودھر سے ادھر	بولے سب خادم یہ حالت دیکھکر
آج خواجہ پر بہت ہو درد و غم	کرنظر عین اہل عین ستم	اس شتر پر تھے نہایت مہربان	تھا عزیز اونکو برنگ جسم و جان
شیخ نے جسوقت یہ قصہ سنا	باتاسف ونٹ کی نزدیک جا	بولے خادم کے تئین والا تمیز	بارک اللہ باین کار عزیز
یعنی برکت دی تجھے پروردگا	ہو وی تو دونون جہانمین رستگار	پھر کہا شاہد رہو لوگو تمام	جو مرا ہے زرخریدہ یہ غلام
اسکو اپ اسدم کیا آزاد مین	دل بجان اس سے ہوا دلشاد مین	کہ کے اسصورت وہ مرد پاکباز	روبرو حق کے لگے کرنے نیاز

تنبیہ

ایدل آزردہ خو تنگ چشم	دور کر دل سے تمامی جنگ و خشم	جب تحمل مین رہی تو دردپا	تب کرے تجھپر تلطف کبریا
ہے تحمل مین بزرگی بیگمان	بردباری رکھ ہمیشہ و دجان	جسکے دلمین ہی تحمل کی سرشت	آب و گل مین ہی تحمل کی سرشت
اسکی خاطر ہی خوشا باغ جنان	جوئے خوش جاری ہین جسکے درمیان	حلم مین رہ راتدن اے خوشخصال	تا کرے مولی تجھے مرد کمال
تھے جو مردان خدا پاکیزہ کیش	ہر طرح سے تھے وہ دایم سینہ ریش	پر تحمل باش تو ہم ہر زمان	تا رہائی یابی از غم جاودان

حکایت دسوین ایک مرد صاحب دل رحمۃ اللہ علیہ کی

خامۂ راوی کری ہی یون رقم
تھا کوئی اہل ہمم صاحب کرم

زشت رویان جہان جس سے مدام
نقد بدخلقی لیا کرتے تھے دام

چون شب دیجور روئی بیفروغ
تہا سیاہی مین نہان رنگ دروغ

شکل رونی تھی نہ وہ گاہی ہنسا
پر غضب ہوتا ہمیشہ بخطا

صاف گم جاتا جو جاتا کام کو
صبح گر جاتا تو آتا شام کو

کام کا سن نام وہ گم کردہ ننگ
باندہتا جھٹ پٹ کمر از بہر جنگ

بلکہ تھا جلسہ کنان نزانو کی بل
ہو بہو بیٹھی تھا شکل سگ سنبھل

اس صفت کے بندۂ بدکار سے
بدمزاج و ظالم خونخوار سے

رنج سہتے تھے تحمل مین مدام
بردباری سی رہی ہر صبح و شام

دیکھتے گر قہر کی کر اک نظر
تو مثال خس وہ جلتا بد گہر

اس غلام بی ادب سے بارہا
تا بکے کھینچیگا تو جور و جفا

نے جمال اوسکو نہ دانش نی ادب
دکھ اوٹھانا کچھ نہین پھر کیا سبب

اسکے بدلے کچھ بھی گر دیوی کوئی
دی اوسی ہر گز نہ رکھ ای متقی

گرچہ یہ خادم ہی ناخوش طبع لیک
اس سی مینی پائی ہی اب خوی نیک

گر اوٹھاؤن اسکی مین جور و جفا
سہہ سکون تو ظلم پھر ایک کا

خلق اوسکا شہرۂ آفاق تھا
لیک خادم اوسکا بداخلاق تھا

نے کھلی چین جبین اوسکی کبھی
عیب زشتی تھی عیان اوسمین سبھی

دانت اوسکی ناگ آسا رشک زہر
دائما رخ سوختہ رہتا بقہر

روبرو مولی کے کرتا مسخری
بادر و دیوار دیتا ابتری

چاہ مین لے ڈالتا وہ گھر کی چیز
راہ مین کانٹے بچھاتا بے تمیز

کھانا گر لاتا کبھی تیار کر
بیٹھتا دھر پانون دسترخوان پر

پیاس سی مولی جو ہوتا جان بلب
تو وہ پھر دیتا تھا پانی لا کے کب

وہ ولی حق بزرگ پارسا
دفع کر غصہ نہوتی تھے خفا

سخت کی اوس سے نہ گاہی قیل و قال
اور نہ کین باتین کبھی آنکھین نکال

ایکدن کہنی لگا اک دوستدار
ای بزرگ نامدار و نیک کار

یہ غلام زشت رو ہی بدمزاج
کیا تجھی حاصل ہی اس سے فرح آج

مین ابھی اک خادم نیکو خصال
کرتا ہون حاضر اسی تو بیچ ڈال

اس سخن کو سنکے وہ احسن صفات
ہنسکے بولا کای محب نیکذات

جور اسکا ہون اوٹھاتا اسلیئے
جو امان پاؤن غرور نفس سے

جو خدا مجھپر کرے فضل و کرم
تو نہین کچھ جور سے ہی اسکے غم

تنبیہ

ای میان پر نخوت و عجب و غرور
کیون بنا تو آہ اس دولت سے دور

تو غرور مین ہی کیون مرد دغل
صاف ہو کر رہ جہانمین بیخلل

تو بزرگونکی نہین چلتا ہی چال
حیف صد افسوس بدتر ہی حال

زندگی تک کر تحمل اختیار
تا ہو تو دو نو جہانمین بختیار

دانہ جب مٹی مین ہووی پائمال
پھر بلندی پائی بانیکو نہال

ابر سے قطرہ گری جب سرنگون
تو مکان پاوی صدف کے اندرون

تو بھی اس صورت سے ہو جا پست تر
تا بنے دریای عرفانکا گہر

عارفان جو اسطرح تھی بردبار
تو ہوی باللہ خاص کردگار

نفس تیرا راہزن ہی بدلگام
دست اعدا پر ہی تیرا انتظام

راہ پر آ چھوڑ دی سب مکر و زور
دور کر غل تا نہو تو حق سے دور

حلم سے پایا بزرگون نے یہ نام
حلم سے عارف کو ہی تسکین تمام

جبتلک پستی نہ لی کب ہو بلند
بوجھ اس نکتے کو اب ای ہوشمند

پھر نکلتے ہی ہو در شاہوار
اور پاتا ہی جگہ گوش نگار

تھی تحمل مین بزرگان جہان
ہی تحمل کا عجب عالی مکان

اگر تحمل تو بھی ای والاتبار تا تجھے بخشے بزرگی کردگار
اور گریبان بدی کرتنے چاک خاک ہوجا جیتے جی تا ہووے پاک
جہد کر اِس نفس کی گردنکو توڑ دست سی یہ دامن نیکی نہ چھوڑ
خوب گر مُلکِ تحمل مین قیام تا تجھے دیوے خدا عز اکرام
اعتماد خلق بالکل چھوڑ دے جز خدا ہر ایک سے منھ موڑ دے
حق کی اوپر رکھ توکل کی نظر سونپ اپنا کام کل خلاق پر
تا ترا بخشد خدای ذوالجلال بعد مردن در جزا دار الجلال
باب چارم تو ہوا پورا بیان باب پنجم کی لکھون اب خوبیان

باب پانچوان توکل اور توقع کے بیان مین اسمین گیارہ حکایتین ہین

حکایت پہلی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

بلبل باغ روایاتِ کہن کہتے کرتا ہی با شیرین سخن
یعنی مرغ داستان ہی اسطرح نغمہ سنج داستان ہی اسطرح
جو امیر المومنین عالی مقام جانشین مسند خیر الانام
ایکدن عہدِ خلافت مین عمرؓ راتکو لشکر مین پھرتے تھے مگر
یعنی لیتے فوج کا تھے امتحان کیونکہ رہتی تھی مہم انکو عیان
آئے پھر دو شخص لشکر سے برون ایکصورت نیک سیرت خوش درون
ہو بہو دونون کی اک تصویر تھی نقشبندی صانع تقدیر تھی
دیکھکر حضرت عمر نے انکو وان یون کیا ارشاد ای واحد نشان
کیا تم آپسمین یہ دونون بھائی ہو اک شباہت پر ہو تم ظاہر مین دو
ایک نے حضرت کو یون پاسخ دیا باپ اور بیٹے ہین ہم ای پیشوا
ہی ہمارا ایک قصہ بس عجیب عرض کرتے ہین سنو گر ای حبیب
یہ پسر جب پردۂ ظلمت مین تھا مین رسولِ حق کی تب خدمت مین تھا
وہ چلی اسوقت از حکم قضا لشکر کفار پر بہرِ غزا
کوچ فرمایا پیمبر نے شتاب مستعد تھا مین بہمراہ رکاب
باہر آیا بیت سے پھر جسگھڑی سر رکھا سجدے مین اور کر عاجزی
حضرت خلّاق مین کی التجا ای خداوندِ کُل عالم کبریا
رحم مادر مین ہی بچے کا قرار سونپتا ہون تجھکو ای پروردگار
رکھیو اس بچے پہ تو اپنی نگاہ بیکسی مین ہی تو ہی سبکو پناہ
الغرض کفار پر ہو فتحیاب آئے پیغمبر مدینے مین شتاب
مین جو اپنے گھر مین آیا شادمان انتقال زوجہ پایا بیگمان
پھر کیا رو رو بہت افسوس غم اور نہ رکھا گھر سے باہر نت قدم
آخرش کر فکر بعد از چند روز قبر پر زن کی چلا مین سینہ سوز
تربتِ زن کو جو دیکھا بھر نگاہ تو جھلک پائی برنگِ مہر و ماہ
جا مجاور پاس پھر پوچھا نشان نور ہی اس گور پر کب سے عیان
بولا وہ جسدن سے تیری پاک زن دفن زیر خاک ہی پہنے کفن
قبر کا اُسدن سے ہو کر صدر چاک چرخ پر چڑھتا ہی رخشان نور پاک
سنکے یہ باتین ہوا دل بیقرار قبر کا تعویذ کھولا ایک بار
قدرت اللہ یہ دیکھی عجب ہی زبان جسکی بیان سے لال اب
یعنی زن جسدم مع برج حمل گردش افلاک سے تھی بے محل
اوسکی بطحائے بدن پر بیحجاب برج جیسے عیان تھا ماہتاب
زن تو تھی مردہ پہ زندہ تھا پسر ہاتھ رکھ کھیلتا تھا وہان پر
اگرچہ اوس زن مین نتھی روح روان تھا مگر شیر اسکی پستانسے روان
اور وہ بچہ ماکی رکھ چھاتی پہ دو شیر پیتا ہے ہلا کر جیبھ کو
دیکھ یہ مجھپر پڑا اک سوز و درد دل جلا نکلی جگر سے آہ سرد

پھر حضور حضرت ذی عیب سے	یون ندا پہونچی مجھے اک غیب سے	لے امانت اپنی وہ تو اے جوان	جو ہمین سونپی تھی باقصد توجان
سونپتا مادر کو بھی اسکی اگر	ہمکو تو اوسکو بھی پاتا بے ضرر	لیک سونپا تھا ہمین فرزند کو	ساتھ لیجا اپنی اس دلبند کو
کہ یہ قصہ حضرت فاروق سے	بولا پھر اس اصدق و مصدوق سے	وہ پسر ہے جو کہ میری ساتھ ہے	سونپنا اللہ کو یون ہاتھ ہے
	دوجہان مین ہی نہین اسکو خطر	جو مسافر ہی سبیل اللہ پر	

تنبیہ

تو بھی اے دل غور کر اس حال کو	اور جی مین سوچ اس احوال کو	حق تعالیٰ پر توکل رکھ سدا	حافظ اکبر ہی خلقت کا خدا
عارفان اللہ پر کر کر نظر	سونپتے ہین کام اپنا سربسر	تو ہوا ہی کس لئے گم کردہ راہ	چھوڑ کر اللہ کو شام و پگاہ
مانگتا ہی کیون موئونسی منتین	اسپہ حق سی چاہتا ہی جنتین	مانگ اوس سی جو ہی حی لا یموت	غیر آن نہ بر زبان مُہر سکوت
دیکھ تو کیسا ہی وہ قادر قدیر	بطن مین بچے کا جب کر دی خمیر	شیر لاوی زن کی تب پستان مین	قوت و قوت جس سے ہو انسان مین
ایسی رازق کو بھلا کیون چھوڑ کر	تو بھٹکتا ہے مدام ابد ہر او دہر	باش بر رزاقی او شادمان	تا ترا خود بخشد آن دار الامان

حکایت دوسری حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی بالا البصر روشن ضمیر	یون ضیا بخشِ سخن ہی دلپذیر	جو کہ تھی تیرِ ہدایت کی ہدف	عارفِ حق گوہرِ بحرِ شرف
اور حبیب عجمی تھے وہ والا لقب	قرۃ العینین انسان نسب	بستی بصری مین وہ اک راہ پر	جھونپڑی باندھی تھی برگِ گاہ پر
یعنی اک خانہ بنایا گھاس کا	تھا جدِ ہر خلقِ خدا کا راستا	گھر اگرچہ پست تر تھا خاک پر	فخر رکھتا تھا مگر افلاک پر
بیٹھ اس بیت شرف مین روز و شب	جان و دل سی تھے وہ محوِ ذکرِ رب	پوستین اک پاس تھا اونکے مدام	کرتے تھے پوشش اوسیکو صبح و شام
ناگہان اک روز ہو گھر سی بدر	دہوپ مین بیٹھے تھے وہ نیکو سیر	پھر وضو کرنے گئے وہ پاکباز	ایک پانی پر کہ تھا چشمہ دراز
پوستین تن سی گرا چھوڑا اوسی	یعنی رستے پر رہا تنہا کہین	شیخ حسن بصری امام المتقین	اتفاقاً آمدہ بر پوستین
پوستین پایا پڑا بی پاسبان	تھا نہ وان کوئی نگہبانِ انس و جان	شیخ نے اسکو اوٹھا اکسو دھرا	اور رہی آپ اوسجگہ قایم بپا
آئے پھر جسدم حبیب نامور	پوستین اسجا نہین آیا نظر	یون لگی کہنے وہ صاحب خوش لقا	پوستین میرا یہانسے کیا ہوا
شیخ حسن بصری نی فرمایا وہان	کسکو سونپا تھا رکھا تھا کس مکان	پھر حبیب عجمی ولی عالی وقار	بولا سن ای پیشوائی روزگار
اسکو سونپا جسنے لا تجھکو یہان	یک بیک اسکا بنایا پاسبان	تا دل و جانسی نگہبانی کرے	اوسکی مالک پر تن آسانی کرے

تنبیہ

اب تجھی کہتا ہون مین ای اہل ہوش	مان میری بات اور رکھ اسپہ گوش	اعتماد اللہ پر آسان جان	سہل یہ سرمایۂ احسان مان

رکھ یقین اللہ پر اے ہوشیار — اور تمام اپنا اوسیکو سونپ کار
تا چھٹے تو پنجۂ ابلیس سے — اور اوسکی شکل پر تلبیس سے

سونپنا ہر کام حق پر ہے ضرور — ہے نگہبانِ قوی ربّ صبور
جو حفاظت مین ہو حق کی ایکدم — دونون عالم مین نہین کچھ اوسکو غم

تو بدل در امر حق محفوظ باش — در نگہبانی او محفوظ باش

حکایت تیسری ایک عرب متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی

گنج بردار روایاتِ زمن — نامہ پرداز حکایاتِ سخن
مثل صرافان عالم خوش عیار — یون زر گفتار پرکھے ہی کار

جو در بیت الحرم مین اک عرب — اونٹ سے آیا فرو با صد ادب
زور سے پھر باندھکر پاے شتر — کی دعا اے خالق جن و بشر

تو ہی بہتر ہے نگہبان جمل — جملہ عالم سے مرے رب عز و جل
اعتماد خاص سے یون کہکر صاف — پانؤن مسجد مین رکھا بی اختلاف

باہر آیا جب ادا کر کے نماز — اونٹ کو اسوقت پر پایا نہ باز
جو نہ دیکھا اونٹ تو ہو بیقرار — بولا آجذبے مین اے پروردگار

مین گیا تفویض کر تجھکو مگر — لیگیا تجھسے بھی کوئی چھین کر
مال میرا دی مجھے یا کبریا — تو امین ہی اب امانت کر عطا

ایک ساعت بعد دیکھا ناگہان — اونٹ کو اک شخص لاتا ہی وہان
اور سیدہا ہاتھ بھی اوسکا کٹا — ایک رسی سے گلے مین ہی بندھا

دست چپ مین بتھام اشتر کی مہار — ڈھونڈہتا ہی اونٹ کی جای قرار
اس عرب نے دیکھ اوسکو ناگہان — یون کہا ہی اونٹ میرا ای فلان

پھر عرب نے اوس سے پوچھا ای فتا — ہاتھ تیرا کیون کٹا ہی سچ بتا
کون ہی تو لیگیا تھا کیون شتر — حال سے اپنی مجھے آگاہ کر

بولا اعرابی ہون مین مرد غریب — خوار و مفلس بینوا و بی نصیب
اونٹ کو تیری ضرورت کے سبب — سارقی سے لیگیا تھا کھول اب

کوہ کی گھاٹی مین جسدم مین گیا — تو سوار اک ناگہان پیدا ہوا
برق تابان کی طرح چمکا شتاب — بلکہ تابش مین بشکل آفتاب

آیا میری سمت کو گھوڑا اوٹھا — اور پکارا اسطرح سے جوش کھا
ای رذیل بے تمیز ناسپاس — ہی کہان جاتا شتر لی ہی اس

دل مرا اوس بانگ سے ازرہ باک — ہو گیا ابلیس آسا ہولناک
بولا پھر مجھکو سوار ارجمند — داہنا کر دست اپنا اب بلند

ہاتھ اوٹھایا مینی اوسنی بیدریغ — کاٹ ڈالا آہ بایک ضرب تیغ
اور کہا مجھسے شتابی یہ شتر — مسجد اعلیٰ کے لیجا باب پر

وان کھڑا ہی اسکا مالک اوسکو دے — عجز کیجو پاک ہو گا جرم سے
کہ کے اتنی بات مجھسے بر ملا — اور گیا سوے فلک مثل ہوا

حال پر اپنے ہی اب مجھکو ندم — کیونکہ ہے ید یمین میرا قلم

تنبیہ

سوچ اب اے بندۂ پروردگار — کسطرح محفوظ ہین پرہیزگار
گر تجھے آوے توکل بر خدا — تو نہ تو ہووے کسی در کا گدا

کوئی شئی ایسی نہ من فوق السما — حق نے کی تخلیق تا تحت الثریٰ
رزق کا ضامن نہین ہے جسکا رب — کس لئے گھبراتا ہے پھر کہہ تو اب

شعر مولانائی رومی پر ہہین — دیکھ تو ہے کافی اکبر یہین
کارساز ما بفکر کار ما — فکر ما در کار ما آزار ما

حکایت چوتھی ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

خامۂ راوی اخبار سلف ہی رقم کرتا روایت پر شرف
ایک نی اک روز ادہم سی کہا اک خراسانین یگانہ آپکا
ترک کریہ دار فانی لاثبات خانۂ عقبی کو پہونچا پا وفات
مال و زر اوسکا رہا یان بیشمار پر کوئی وارث نہین ہے ارث دار
تو ہی مالک اوسکا ہی ای مقتدا کون اقربا اس سے بہتر ہے سوا
یہ سخن سن اوس سے شیخ نامور کوچ فرماتے ادہر کو بے خطر
ایک نابینا پرندہ راہ مین بیٹھا دیکھا جانسے ندہ راہ مین
ایک مینڈک لیکی کیڑا در دہان کودتا آیا پرندی تک عیان
پھر وہ چلایا بہت غوغا مچا مرغ نے معلوم کر اپنی غذا
پس وہین کھولا دہن بے قیل و قال غوک نے کیڑا دیا پھر اوسمین ڈال
دیکھ ابراہیم اس احوال کو دلمین سمجھے خوب اپنے حال کو
یعنی مرغ ناتوان کو بھی خدا پالتا ہی دیکھ روزی یون سدا
پھر خراسانکو بھلا کیون جاؤن مین رزق تو اس شکل ہر جا پاؤن مین
اسطرح کی دیکھ فال ارجمند شہر مین پھر آئے پھر وہ حق پسند
اور وضو کرنیکو پہونچے چاہ پر ڈول ڈالا اوسکے اندر تو لکر
ڈول حق کے حکم سی بھر جائے اب بھر کے لایا آپ مین دُر ہای ناب
بولے ادہم آہ جای آب اب کیاکرون یہ ڈہونا یاب اب
آب ہی بہر وضو درکار ہے درو مروارید سی بان عار ہے
اسطرح سے کہہ کی شیخ نامور چھوڑ کر وہ بیر بھاگے دور تر

تنبیہ

دیکھ تو اب ای حریص نابکار کیون کری ہی جمع مال و زر ہزار
یون خداوند زمین و آسمان ہی ہر اک جاندار کو روزی رسان
کونسا ہی آفرینش مین وہ جی جسکو روزی یہ نہین دیتا اجی
دیکھ عیان قرآن مین اسکی خبر رزق ہی ہر ایک کا اللہ پر

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

تو عبث حیران و سرگردان ہے فکر روزی مین تری رحمان ہے
وہ توکل پر خدا کے بالیقین ہی اگر تو نیک نام و اہل دین
دین احمد پر اگر ہے استوار تو بزرگونکی روش کر اختیار
ہو توکل کبریا پر گر تجھے تو گہر دین کان بحر و بر تجھے
ای توکل کن خدارا بر خدا تا بہ بخشد حق ترا ملک غنا

حکایت پانچوین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

کشتی اقدام ملاح بیان یون کری ہی بحر کاغذ پر روان
ایکدن اگر حواریون نے بندگان حضرت بیچون نے
یہ کیا عیسیٰ پیمبر سے سوال ای رسول درگہ ایزد تعال
کونسی قوت سے آب بحر پر تو قدم رکھکر چلے ہے بیخطر
ورنہین ہوتا ہے تر تیرا قدم کفش پا کی پشت بھی ہووے نہ نم
سن مسیحا نے کہا یا اہل دین ہے مری قوت مجھے حق الیقین
گر توکل مین خدا کی ذات پر پانؤن دھر دریا پہ کرتا ہون گذر
بولے پھر وہ لوگ سن ای پیشوا مطلع انوار اسرار خدا

ہی ہمین بھی تو ترا اسلام دین — حقبہ یہ کہتی ہین بھروسہ بالیقین
ہی یقین بھی وسپہ گرو لیسا گمان — تو چلو دریا پہ کیا ہے بیم جان
کیونکہ ڈرتے ہین مبادا آب مین — غرق ہووین موجۂ گرداب مین
موجۂ دریا سی ہووے جسکو ڈر — ہی نہین وہ بالیقین اللہ پر
ہی توکل مین تمہاری بس قصور — جو نکر سکتے ہو دریا سے عبور
بولی ابن مریم نیکو سیر — جو توکل ہی مجھے اللہ پر
قوم نے پھر یون کہا ای نور پاک — موج دریا سی یہ دل ہی ہولناک
پھر مسیحا نے کہا حق سے ڈرو — خوف مت دریا کے پانیسے کرو
جو ڈرے اللہ سی وہ بیدرنگ — روئی دریا پر چلی شکل نہنگ

تنبیہ

ای مسلمانو خدا سے اب ڈرو — پھر نہ خلق رب سے غیر رب ڈرو
جو کہ ہی خلاق کا محکوم اب — اوسکی تابعدار ہی مخلوق سب
گر نہین تجھکو توکل کا مقام — پھر کہان تو اور کہان ایسا مقام
چون خلیل اللہ باشد نار برد — شکل لالہ گردد آن گلزار سرد
جو خدا کے حکم پر لرزان ہے — بحر و بر اوسکی تئین یکسان ہے
جسکا بحر خوف مین ڈوبی درون — کر سکی پھر موج اوسکو غرق کیون
حق تعالی پر ہو گر تیری نظر — آگ مین جاوی نہین تو بھی خطر

حکایت چھٹی حضرت شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی اخبار حال سابقان — یون رقم کرتا ہی سر راز دان
جب لگا بازار سب جلنے وہان — اہل دوکان چھوڑ کر بھاگے مکان
دو غلام خوبصورت خوش لقا — ایک دوکان مین رہی پھنس بے خطا
دیکھکر یہ اونکا عالم لوگ سب — ہاتھ ململ بولی ہے افسوس اب
جو کوئی انکی تئین لاوے نکال — الف دینار اوسکو دون نقد مال
جو اونھین جا آتش سوزان سی لائے — اور زر موعود کو موجود پائے
دیکھے دو لڑکی محیط نار مین — گھر گئے ہین وہ اوس اشرار مین
آگ مین جلنے ندے دو طفل کو — لا برون انکو پکڑ جو ہو سو ہو
کرکے اپنی جیب و دامان اسطور کا — کس کمر مضبوط اور دامن اوٹھا
اور چلی آہستہ یون وہ نیکدم — فرش گل پر جیسے رکھتے ہین قدم
حکم رب سے وہین باہر نکل آئے — لوگ حیران ہو تعجب مین سمائے
صاحب دوکان آیا شیخ پاس — اور کیا خلاق کا شکر و سپاس
ایک بستی مین کسی دوکان پر — لگ اوٹھی آتش یکایک سخت تر
مچگیا اک شور و غل بستی کے بیچ — رچ گیا رنگ زلزل ہستی کے بیچ
جب ہوئی چارو طرف آتش تیز — تب لگے رونے وہ لڑکے خیز خیز
مالک دوکان یون کہتا بار بار — اور بولا مبدم رو رو پکار
دیکھتے تھے لوگ بالکل بھر نظر — پر نتھی قدرت کسی مین اسقدر
شیخ حسن نوری پھر آئے حال مین — آ پھنسے وس سمت دن جنجال مین
بولے یہ دلسے کہ ہمت کر ذرا — اور توکل کرکے چل بہر خدا
تا تجھے روز جزا جواد رب — نار دوزخ سے کرے آزاد رب
پھر خدا کے خلق کا لی نام پاک — آگ مین پہونچے وہ بیبیم و باک
تھی جہان لڑکی وہان تا بیدرنگ — پہونچے اور انکو پکڑ کر بیدرنگ
جبکہ دیکھا اونکو سب نے کر نظر — موی تن تک بھی نہ پایا کچھ اثر
عجز آگے شیخ کے از بس کیا — شیخ نے پھر اوسکو اس صورت کہا

عجز اوس مالک کے آگے کر مدام ۔ جسنے آتش سے بچائے یہ غلام
اور مرا مقصد ہی خوشنودی رب ۔ بار احسان اب کہون مین تجھپہ کب
بولا پھر وہ شخص اے عالی وقار ۔ وہ تو لے جو مینے بولے ہین ہزار
محض ہے وہ اس سبب سے کل شرف ۔ جو نہین ہی میل دنیا کی طرف
ہو طمع گر مجھکو بھی سکی مثال ۔ آگ مین تو جاؤن کیا ہی یہ مجال
جو رضامندی ہی مولی کی مجھے ۔ تو ہر اک شئے سے ہی بیباکی مجھے
جو کیا مینے پسندیدہ ہی کار ۔ ہی فقط وہ سب رضائے کردگار
تیرے اوپر کچھ مرا احسان نہین ۔ ہی مرا محسن وہ رب العالمین
شیخ نے فرمایا حق نے یہ کمال ۔ جو مجھے بخشا ہی با حسن جمال
اگر رکھون مین سیم و زر سے دوستی ۔ تو نہ رکھے دوست حق مجھکو کبھی
آتش سوزان مجھے دیوے جلا ۔ جون پتنگے کے جلا و دست و پا
لکھ کے اتنی بات وہ شیرین کلام ۔ جون ہوا اونسے اوڑی عالیمقام

تنبیہ

سوچ تو اے مرد ناہنجار اب ۔ تجھسے پورا ہو کسی کا کار کب
تو کہان اس کام کا پاوے کمال ۔ ہی تجھے اوسبا تکا ملنا محال
حب زر ہی نقش جسکے قلب پر ۔ ہی نگاہ دوست سے وہ بیخبر
تو نہ رکھ مردار دنیا کی طلب ۔ رہ ہمیشہ طالب دیدار رب
تا دہد ایزد ترا عالی مقام
کام خاص اپنا نہ کر سکتا ہی تو ۔ عام کو پھر تجھسے کیا ہو آرزو
جو کری پامال مال و جاہ کو ۔ پاوے وہ فی الحال ہر دلخواہ کو
گر تجھے خواہش ہی ایسی یفعلان ۔ جو ملے تجھکو مقام راستان
دہر تیقن کا توکل مین قدم ۔ حق کی رہ فرمائین ہر ایک دم
بلکہ بخشد از جنان دار السلام

حکایت ساتوین حضرت شیخ خداداں شیر سوار رحمۃ اللہ علیہ کی

کلک نقاش سخن کشاف راز ۔ تختۂ کاغذ کو یون دی ہی طراز
یعنی پشت شیر کو گھوڑا بنا ۔ اور جسم سانپ کا کوڑا بنا
بولا اونسے ایک مرد پارسا ۔ سچ بتا اے سالک راہ خدا
باگھ کا ہی باک ہر انسان مین ۔ ناک کی ہے زہرناک ورکانین
بولی پھر وہ صاحب عقل و تمیز ۔ جان لے یہ بات بیشک ایعزیز
گر بجالاوے تو فرمان خدا ۔ حکم سے تیرے نہین کوئی جدا
حکم سے خالق کے تو مت موںھ کو پھیر ۔ ہون ترے محکوم پیل و مار و شیر
نیست او را در دو عالم خوف و بیم
جو خداداں تھی بزرگ نامدار ۔ اک درندی پر ہوا کرتے سوار
پھرتے وہ خوش ہو ہر و برزن کے بیچ ۔ ایکدن دیکھا انکو دو دشمن کے بیچ
کیا کیا کہ تونے افسون کبیر ۔ دو عدو ہین جو تری فرمان پذیر
یہ عدو ایسے ترے محکوم اب ۔ ہو گئے کیسے ترے محکوم اب
جو رکھے گردن خدا کے حکم پر ۔ پھر نہ پھیری اوس سے گردن بحر و بر
ہر گزندہ سخت جون سجیل ہے ۔ بلکہ اعلی تر سبھو نسے فیل ہے
خالق کل پر توکل ہی جسے ۔ رازق کل پر توسل ہی جسے
ہست آن وارث بجنات النعیم

حکایت آٹھوین حضرت عامر بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی

نخل آرایان گلزار کہن ۔ اسطرح چنتا ہی اثمار سخن
ابن بو سفیان ہوا جب جاگیر ۔ یعنی ملک شام و کوفی کا امیر

تو ہو کچھ ناراض ابن قیس سے
اک مصلی وان بنا پاک و لطیف
جبکہ گذرا روز آیا وقت شب
یہ مکانِ بیم و پُر اندیشہ ہے
بولا زاہد تو رہی کیونکر یہان
اوٹھ مری حجرے مین چل اب بیدرنگ
عامرؓ دانائے شیر کردگار
پھر کہا زاہد نے جد و جہد سے
با توکل عامرِ پاکیزہ دین
شیخ عامر مقتدا و سرفراز
نصف شب گذری تو زاہد کھولدر
ہم ہمہ کر شیر غرّان ہر طرف
اور لگا پہلو سے پہلو کوئی شیر
الغرض فارغ ہو با شغل نماز
گر ہو حاجت تو کرو مجھسے بیان
شیخ سے یہ بات سُنکر بالضرور
اور رکھا سر شیخ کے اقدام پر
کر عیان مجھپر یہ بالکل اپنا حال
حاکم کوفے نی مجھ پہ کر غضب
سُن یہ ترسا زاہد نیکو سرشت
پاک ہی لاریب تیرا کردگار
مجھکو اپنے دین پر آزاد کر
شیخ نے اوسکو مشرف کر بدین

شہر سے باہر نکالا رنج دے
با ادب پڑھتے تھے قرآن شریف
باہر آیا زاہد اپنے گھر سے تب
اور درندو نکا یہ کوہ بیشہ ہے
یان گذر کرتے ہین شیران ژیان
تا نہوی تجھپہ جای زیست تنگ
عاجز عیسی بولی سُن اے ہوشیار
پر نہ عامرؓ اوسکی حجرے مین گئے
تھی ادھر حق پر رکھی عین الیقین
با حضور دل تھی مشغول نماز
دیکھتا تھا شیخ کو کر کر نظر
حلقہ زن تھی اوس مکان پر صف بصف
شیخ پاس آکر کھڑا ہوتا دلیر
پھیر دو جانب سلامِ با نیاز
بی سبب کرتے ہو کیون شور و فغان
بھاگے ساری شیر اونسے دور دور
عرض کی پھر ایجوان با ہنر
کون ہی تو اس صفت صاحب کمال
شہر سے باہر نکالا با تعب
ہو گیا جھٹ طالبِ راہ بہشت
دین و آئین ہی ترا کل استوار
مین ضلالت مین پھنسا ہون سربسر
کفر کے گھر سے نکالا بالیقین

چڑھ گئے عامرؓ بیک کوہ بلند
زاہد ترسا بھی اک اوس کوہ پر
بولا اونسے ایجوان خوش لقا
بولی عامر ہون نہین اک عبدِ خدا
تیرگی شب مین آ کرتے ہین شور
شبکو میری گھر مین رہ آکر سدا
دین تیرا دوسرا میرا دگر
عاقبت ترسا در حجری کو بند
پردۂ ظلمات مین جب یوم نور
ہر طرف سے شیر آئے بے شمار
عامرؓ مقبول با عجز و نیاز
سجدیمین رکھتے تھے عامر سر کو جب
جب رکوع فرماتے نزد شیر تھے
بولی شیرونسے وہ شاہِ باشرف
جاؤ یانسے سوی غار کوہسار
زاہد ترسانی دیکھا جب یہ حال
ہی تجھی سوگند اوسکی ایجوان
شیخ بولی اوس سے ای فرخندہ پے
بہر طاعت آگیا فوق جبل
شیخ سی بولا کہ اے والا گہر
عرض کر آئین اپنا مجھپہ سب
کر مجھے ارشاد اپنا دین حق
اور در ایمانمین داخل کیا

تھا جہان کوئی نہ مرد بہرہ مند
تھا مقیم حجرۂ فوق الحجر
کون ہی آیا کہانسے یان بتا
عاجز و عاصی غریب و بینوا
دیکھکر اونکو ہو چشم ہوش کور
دنکو کرتا ہی جہان یاد خدا
بیخذر ہو کیون رہو نہین تیری گھر
کر کے بیٹھا اپنے گھر نار حمبند
چھپ گیا اور چھا گیا شب کا ظہور
شیخ کے ایدھر اودھر باندھی حصار
تھی مصلے پر ادا کرتے نماز
سر ملی تھا شیر آتلو ونسے تب
تو ہٹاتی شیخ اونکو ہاتھ سے
کیون کھڑی ہو باندھ تم ہر سمت صف
یا کرو مقصود اپنا آشکار
باہر آیا گھر سی تب وہ نیکفال
تو جسے کہتا ہی خلاق جہان
عامر بن قیس میرا نام ہے
تا نہ کچھ آوی مری جی مین خلل
تو عجب عالم مین ہی بالا قدر
کفر کی ملت سی ہی دلتنگ اب
[illegible] مجھے اسلا[illegible] حق کا سبق
پھر رہ اللہ سے واصل کیا

ہو گیا وہ مقبل درگاہ رب
کھل گئے اسرار وحدت و سبب

تنبیہ

اب ہوا معلوم مردان خدا
حق پہ رکھتے ہین توکل یون سدا

اور تو عاقل ہو کے غافل کیون ہے پر
ہے طریق راستی سے بے خبر

ہین خیال پست تیرے تجھمین نہان
ہمت عالی ہے گم نام و نشان

کچھ توکل کا نہین تجھ مین پتا
پھر ہو کیون تیرے خدا تجھکو بتا

تو نہین رکھتا خدا پر اعتماد
پر ترا ابلیس پر ہے اعتقاد

دام مین دشمن کی اب تو قید ہے
بس گرفتار کمند کید ہے

توڑ یہ پھندا لگا ید الیقین
رکھ توکل ہے یہی حبل المتین

عروۃ الوثقی ہے یہ رستہ پکڑ
ہے رسن مضبوط ہاتھ اسمین جکڑ

ہے توکل گر تجھے اللہ پر
شیر اک مخلوق ہے کیا اوس سے ڈر

بر توکل باش شو بی ترس و باک
ور ہمہ خلقت مکن بیم ہلاک

زانکہ آن پروردگار کائنات
خود ترا دارد نگہ بہر نجات

حکایت نوین حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی

جوہری ہے جو سخن کے کان کا
یون پروتا ہے یہ گوہر بے بہا

ایکدن سفیان ثوری نیکدم
ساتھ لی شیبان راعی کو ہم

پاپیادہ وہ ہوے صحرا نورد
سوی ابراہیم ادہم پاک مرد

ناگہان جنگلمین آیا تند شیر
روبرو انکی قوی ہیکل دلیر

دیکھا جب سفیان ثوری نے اوسے
حضرت شیبان سے یون کہنے لگی

شیر آتا ہے ادہر کو بیدھڑک
مصلحت چلنا نہین اب اوس تلک

خوف اسکو کچھ نہین اس آئین
پھاڑ ڈالیگا ہمین میدانمین

بولی پھر شیبان راعی نامور
جمع رکھ خاطر نکر دلمین خطر

شیر بھی ہے ایک کلب ذو الجلال
ممکنات حقمین شیرونکی مثال

طاقت و قدرت نہین سمین ذرا
جو ہمین مارے بجز حکم خدا

یون کہا اور جھٹ دہر آگے قدم
شیر کے نزدیک پہونچے بے الم

کانکو اوسکی پکڑ وہ حق شناس
کھینچ لائے جلد تر سفیانکی پاس

دم ہلاتا شیر جون پروردہ سگ
ساتھ آیا دوڑتا انکے الگ

بولی پھر سفیان ثوری کر عجب
یہ اسد عاجز ہوا یون کیا سبب

پھر کہا شیبان نے سن اے نامدار
یان کسی شی سے نہین اوسکو قرار

جو وہان نسبت خدا سے ہے رکھے
اور وہ منسوب ہے اللہ سے

آشنا دریائے عرفان کا ہے جو
موج طوفان سے نہ کیون وہ پار ہو

بحر عرفان پر ہے گر تو آشنا
موجۂ طغیان تو ہے بیم کیا

گر نہین تو آشنا عرفان سے
تو ہے بچنا سخت ہر طوفان سے

جسکو مالک سے نہین اپنے سلوک
تھوک دیوین اسپہ مفلس اور ملوک

جو خدا کے امر کو لاوے بجا
اوسکی تابع ہو سبھی خلق خدا

جو توکل مین رکھے پا استوار
حق تعالی دے اوسے کل اقتدار

بولی پھر گر چاہو مین اس شیر پر
جاؤن لیتی کے درون اب بار دیر

تنبیہ

ہے توکل شیر اور ہر شی پہ یون
غالب اے عاقل سمجھ غافل ہے کیون

تو کہان اور یہ دوائے بد مزاج
ہین تری اسقام جملہ لا علاج

گر تجھے مخلوق کا ہی دلمین ڈر	تو توکل ہی کہان خلاق پر	توڑ دلسی خوف وحشت ایکبار	خلق کا اور رکھ خدا پر اعتبار
دہر قدم محکم مدام اور مستقیم	رہ بدل ملک توکل مین قدیم	جای تو گردد مکان دلستان	بعد رفتن بوستان دلستان

حکایت دسوین براہیم خواص نامی رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی دربان باب بیت الاسرار	یون سخن پر ہی کلید لسے بار	جو براہیم خواص نام جو	ایک جنگل مین گئے وہ نیک رو
آدم اسود اور تھا ہمراہ ایک	پہونچے اک صحرا مین پھر دونون وہ نیک	تھا جو اوس جنگل مین سانپونکا مقام	اسلیے تھا وادی حیات نام (حیات: سانپ ۱۲)
بلکہ سانپونکی ہمیشہ خوف سے	راہ چلتے آدمی اودہر نتھے	شیخ سے اسوقت اسود نے کہا	اے امام خلق مقبول خدا
بیشۂ ماران ہی یہ دشت خراب	یانسے گذر و جلد تر چلکر شتاب	تا نہ یوین آکے ایذا ہمکو مار	یہ سراپا موذیان ہین زہردار
شیخ نے یہ بات جب اوس سے سنی	شب کے رہنے کی وہان تدبیر کی	یعنی اس صحرا مین وہ والا قدر	ڈالکر بیٹھے مصلی خاک پر
اسودِ دانا رفاقت کو نہ چھوڑ	حق کی اوپر موںھ توکل سے نہ موڑ	ساتھ ہی شیخ زمانکے ہو بہم	ہوگیا صحرا نشین بخوف و غم
جب ہوئی تاریکی شب آشکار	تب ہوئی سانپونکی آمد بیشمار	فوج فوج آئی نکل اکناف سے	موج موج آئی او بل اطراف سے
شیخ کی چارونطرف سے کر گذر	آپڑی ہر سمت حلقہ مار کر	کانپنے اسود لگا مانند بید	ہوگیا جینے سے جی مین نا امید
صورت سیماب ہو کر بیقرار	یاد کرتا دلمین حق کو باربار	یاد حق سے سانپ بھاگی شکل باد	پھر ہوا اسود نہایت دلمین شاد
شیخ ساری رات جاگی با نیاز	صبح صادق تک رہے پڑہتی نماز	جب ہوا خورشید روشن شرق سے	منزل مقصود کیجانب چلے
جھاڑنے اسود مصلی جب لگا	تین کالے ناگ نکلی پھن اوٹھا	تب کہا اسود نے ہین یہ کینہ ور	ہی تعجب جو نہ پہونچا یا ضرر
شیخ بولی عمر بھر در ملک رب	آج تک ایسی نہ پائی خوب شب	جو حضور حق ہوا اللہ سے	اجکی شب وہ نتھا گاہی مجھے

تنبیہ

اسطرح اسحاق تو بھی صبح و شام	بندگی کر رب اکبر کی مدام	جسکی ہی درگاہ خالق پر نگاہ	ہی اوسی آفات خلقت سی پناہ
ہی نہین جسکی تئین صدق و یقین	وہ نہین داخل میان اہل دین	حق نہین ہی جز توکل ای میان	رکھ توکل مین قدم ہر ایک آن
خوف حق سی کانپتا رہ شکل بید	تا ملے سر خدا کا تجھکو بھید	وسوسی کو غیر کے دلسے نکال	رکھ خدا کے ڈر سی ترسان بالبال
بندگی خلاق کی کر بالدوام	غیر کے وسواس کا اب توڑ دام	گر تجھی ہی بند ہونیکی ہوس	تو قدم دہر دوستی کے پھندے مین پھنس
	پای در زنجیر پیش دوستان	به که با بیگانگان در بوستان	

حکایت گیارہوین حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی

باغبان شاخ پُر بار سخن	سبز یون کرتا ہے گلزار سخن	جو حبیب عجمی امام سرفراز	ایک دن مسجد مین پڑھتے تھے نماز

ناگہاں ابلیس سرکش پُر دغل ۔ اژدہائے تند کی صورت بدل
اندرون مسجد آیا ہولناک ۔ دیکھ لوگ اوسکو لگی ہونے ہلاک

بیخطر تھے شیخ مشغول نماز ۔ اور نہ لائی دلمیں کچھ سوز و گداز
اژدہا ابلیس اندھی کی مثال ۔ شیخ کے دامن سے لپٹا بیہمال

پر نہ شیخ اپنے مکانسے ٹک ہلے ۔ تھا تصور دلکا خاص اللہ سے
کچھ نہ لائی وہم سے خاطر پہ بار ۔ تھے مصلے پر کھڑے بس استوار

جب نہ دہشت نے کیا اونپر اثر ۔ سانپ ملعون بھاگا دامن چھوڑکر
شیخ نے اوسجا بے باخوف و رجا ۔ کی نماز حق سبھی سالم ادا

جسگھڑی ایدھر اودھر پھیر اسلام ۔ لوگ بولے اونسے اے عالیمقام
کیا قوی دل سخت ہی تو نیک مرد ۔ جو نہ لایا سانپ کا کچھ دلمیں درد

شیخ بولے تھا میں اوسدم بالضرور ۔ دست بستہ حق تعالی کے حضور
جی میں آئی میری از بس ننگ و عار ۔ جو کھڑا ہو روبروے کردگار

خوف لاؤں دلمیں اک مخلوق کا ۔ بھولکر ڈر رازق مرزوق کا

تنبیہ

کر توکل حق پہ تو بھی ای فلان ۔ تا ملے تجھکو صداقت کا مکان
ڈر خدا سے اور خدا پر رکھ نظر ۔ جو ڈرا حق سے وہ ہی اہل بصر

نقل

نقل ہی جو بو تراب خوش لقا ۔ لولوی دریای وحدت بی بہا
اتفاقاً ایک شب جنگل کے بیچ ۔ جاتی تھی تنہا نہ تھو دنگل کے بیچ

اسطرح تاریکی شب تھی عیان ۔ تھی نہاں جسمیں زمین و آسمان
راہ میں ایک شخص آیا شکل کوہ ۔ ہوش جسکو دیکھکر ہوئی ستوہ

قامت اسکا جوں منار سربلند ۔ پھیلے جسپر سے نگاہوں کا کمند
شیخ ایسی شکل اوسکی دیکھکر ۔ جھجکے اور لائے بدل خوف و خطر

بولی پھر یوں اوسپہ کرکے اک نگاہ ۔ آدمی ہی یا ہی تو دیو سیاہ
بولا وہ اب تو بھی راز دلکو کھول ۔ کفر میں ہی یا با ایمان راست بول

شیخ بولے ہوں مسلمان العزیز ۔ حق و باطل کی خدا نے دی تمیز
بولا وہ مومن بدون خوف رب ۔ غیر خالق خلق سے ڈرتا ہی کب

جو کہ سمجھے قدرت لاریب کو ۔ جانتا ہی کیا جوان غیب کو
گوش کرکے بات شیخ حق شناس ۔ دلسے کھو بیٹھے سبھی خوف و ہراس

تنبیہ

خوف کرنا حق کی ہی فرزانگی ۔ غیر سے ڈرنا نہیں مردانگی
گر مسلمان ہی تو ڈر معبود سے ۔ خوف مت کر مقبل و مردود سے

چھوڑ نامردی تمام اور مرد ہو ۔ صورت عیسی بالکل سرد ہو
ترس مخلوقات سے رکھ دل قوی ۔ خوف میں خلاق کے دل ہل قوی

رب اعلی پر توکل کر مدام ۔ دوستان حق کا تا پاوے مقام
جب توکل پر رہی تو برقرار ۔ عیب پوشی کو بھی پھر کر اختیار

باب پنجم یعنی اب اتمام ہے ۔ اور ششم ہوتا یہاں ارقام ہے

باب چھٹا عیب پوشی کے بیان میں اسمیں نو حکایتیں ہیں

حکایت پہلی حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی

طوطی ملیح لسان افصح بیان
ناطق اسرار سر عارفان
شکر اور مصری کی صورت کر نبات
لب سے یون کر لائی با تو پر نبات
جو ولی راز دان حاتم اصم
ابر نیسان در دریائے کرم
ایکدن حجرہ مین تھے تنہا مگر
خلق سے غافل خدا سے باخبر
ناگہان اک پیرزن آکر وہان
شیخ کی آگی ہوئی قائم بجان
اور شرائط بھی ادب کے لا بجا
عرض مطلب کو لگی کرنے ادا
کر رہی تھی حال اپنا آشکار
گوز اک صادر ہوا بے اختیار
پھر خجالت دلمین لاکر ایکبار
پیرزن اوسدم ہوئی بس شرمسار
شیخ نے سن سب شروع و ابتدا
عیب پوشی کرکے اوس سے یون کہا
بات کر ای زن بلند اس آن اب
کسلئے سنتے نہین کچھ کان اب
تک بلند ایسی وہ بولی پیرزن
شیخ بولی ٹالکر وہ بھی سخن
کر سخن مجھ سے بآواز بلند
ہین سماعت سے یہ میری کان بند
پھر بلند ایسی پکاری پیرزال
بولی پھر بھی اوس سے شیخ باکمال
افتحی صوتک جمیعًا یا عجوز
کھول اب آواز اپنی ای عجوز
سنکے ایسی بات اونسے پیرزن
بادل شادان ہوئی آواز زن
شیخ پھر اوس سے ہوئے گرم جواب
اور دیا اوسکو جواب باصواب
پیرزن خرم ہوئی جبین کمال
یعنی عیب اپنا رہا پوشیدہ حال
شیخ کی گھر سے گئی خوشحال ہو
خجلت و شرم و ندامت دل سے کھو
اور جئی عالم مین برسین پندرہ
بعد اسکے یعنی سال پنج و دہ
شیخ پھر سنتے تھے آہستہ بات
پیرزن جبتک رہی جگمین حیات
کوئی کچھ کہتا تو کہتی آپ کچھ
گوش کرکے شکل رہتی آپ کچھ
تا نہوا ایسا کہ کوئی شخص آ
پیرزن سے جا کہے یہ ماجرا
جو نہین حاتم کی کانو مین سے ہل
پست تقریرین سنے ہی بے خلل
جب عجوزہ نے وہان پائی وفات
شیخ پھر سننے لگے ہولی بھی بات

تنبیہ

ایدل اب تو بھی یہان نادان بن
سن کلام عیب کو انجان بن
جسطرح سے تھا بزرگونکا رواج
اوسطرح رہ لانہ غفلت پر مزاج
شرمساری پیرزنکی دور کر
آپ بوڑھی ہوگئے احسن سیر
کب تجھے یون داب ہے ای بے ادب
عیب بین خلق ہے تو روز و شب
عیب جوئی چھوڑ خلقت کی تمام
نکتہ چین خلق حق ہے بدمقام
عیب جوئی سے ہوا ابلیس خوار
کیا ملا جز لعنت پروردگار
عیب جوئی ترک کر اہل طریق
عیب پوشی کی رہی ہر دم رفیق
عیب ڈہکنا خلق کا کر اختیار
عیب تیرا تا ڈہکے آمرزگار
ڈھونڈا اپنا عیب بلکہ رات دن
آپ سے ہر شخص کو بہتر ہی گن
دل شکن اصلا نتھے اہل الیقین
جان عرش اللہ قلوب المومنین

حکایت دوسری حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی

راوی اخبار اسرار نہان
یون کری ہے نقل فاخر کو بیان
جو رسول اللہ کی تھی نور عین
مرتضی کی پور بازوی حسین
پیشوای خلق شاہ دین حسن
حضرت زہرا کے شمع انجمن
صحن مین مسجد کے باصد آب و تاب
ایکدن بیٹھی تھی رشک آفتاب
اور سب حاضر تھے مردان عرب
آپکی خدمت مین اوسدم باادب
اک جوان کرنے نماز حق ادا
اوسگھڑی مسجد مین آ داخل ہوا
جب وضو کرنے لگا وہ بے خبر
شاہ عالم کی پڑی اوسپر نظر
اور وضو وہ اوسکا بے ترکیب تھا
فاسد و ابطال و لاترتیب تھا

دیکھکر اوسکی طہارت کو امام ، دلمین سمجھی ہی بڑا مشکل مقام
گر کہون جائز نہین ہی یہ وضو ، تو خجل ہو جاوے سبکے روبرو
اور چپ ہو جاؤن تو اسکی نماز ، ہو نہین سکتی کسی صورت جواز
پھر منگا پانی وہ شاہ نامدار ، یون لگی یارونسے کہنے آشکار
مین وضو کرتا ہون دیکھو با تمام ، ہی وضو میرا ادا یا نا تمام
جب کیا کامل وضوی حق پسند ، یار بولے سب با آواز بلند
ہی بجا تیرا وضو اے رہنما ، یون ہی ترتیب طہارت ہی بجا
تھا وہ مومن بھی حضور شاہ دین ، اور وضو دیکھا کیا بالکل وہین
جیمین سمجھا اپنے وہ مرد خدا ، یہ وضو میرا نہین ہرگز روا
پھر وضو پورا کیا بار دگر ، اور نماز حق ادا کی خوب تر

تنبیہ

سوچ تو ای مرد احمق دل شکن ، کسطرح احسن تھی تدبیر حسن
کیا ہی تھی پسند امام پاکباز ، غیر اوسکی اوپر کھولا نہ راز
رہنما ہو اسطرح تدبیر سے ، اوسکو رکھا مستتر تقریر سے
تو ہر اک کے عیب کو کرتا ہی فاش ، عیب کو اپنی نہین کرتا تلاش
اصلمین تو ہی نہین ناپاک خاک ، دوسرونکی عیب کیون کرتا ہی چاک
خلق عالم کا نکر عیب آشکار ، پردہ در سے نیک تر ہی پردہ دار
عیب خود بین عیب دیگر را مبین ، تا ندرد پردہ ات رب برین

حکایت تیسری حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل کے دریا کا غواص کہن ، یون حکایی ہی درخاص سخن
جو ولایت کے چمن کے تھے بہار ، بایزید خوش گہر والا تبار
ایک دن مسجد مین آ عجز و نیاز ، کر رہی تھے نیک تر شغل نماز
فرضونکی چاہا جماعت ہووے اب ، اور تکبیر اقامت ہووی اب
جا پڑی اونکی نظر پھر ناگہان ، اک جوان پر تھا گل آلودہ عیان
وہ جوان بھی شیخ کو تھا دیکھتا ، چھوڑ اقامت شیخ جھٹ آیا اس جا
کانمین کچھ اس سے کہہ راز نہان ، آئی پھر اپنی جگہ پر بعد ازان
وہ جوان باہر گیا صف چھوڑ پھر ، شیخ بیٹھے اوس جوانکے منتظر
ایکساعت بعد وہ آیا شتاب ، اور اقامت کی تئین لایا خطاب
کر جماعت سے نماز حق ادا ، آدمی ہر ایک باہر کو گیا
ایک نے اوس شخص سے پوچھی وہ بات ، شیخ نے فرمائی تھی جو پر صفات
بولا وہ صحرا مین مین اس روزگار ، رہ مین آیا تھا چلا ای ہوشیار
ہو گیا وقت نماز اک جای پر ، پر نہ پایا مینے پانی کا اثر
کر تیمم پھر زمین پر لا علاج ، کی ادا اوسجا صلوۃ اللہ آج
یہان وضو کرنا گیا مین بھول اب ، اور نہ یاد آیا تیمم کا سبب
شیخ نے فرمایا میرے پاس آ ، اس مکانپر ہے تیمم نا روا
کانمین میرے کہا اسواسطے ، کوئی واقف ہو نہ کار خام سے
بیوقوفی سی جو تھا مین تشنہ کام ، تو پلایا مجھکو دانائی کا جام

تنبیہ

ہی دل نادان رکھ اب جیکو نرم ، دیکھ یہ حال بزرگان کر تو شرم
ہی سراسر عیب مین تو بے ہنر ، عیب بینی غیر کی کب ہی ہنر
عیب اپنا دیکھ سرتا پا تمام ، جان اپنی کو برا سب سے مدام
گر نہ دیکھی عیب اپنا تو کبھی ، تو عبث ہے تجھسے نیکی ای اخی

ڈہو غبار عیب تن سی پاک ہو / پست تر سب سے مثال خاک ہو
آپ ہی کو جملہ عالم سی خراب / جان ہر دم ہی یہی راہ صواب

دور کن از روی خود خودرائی را / تا ترا خود در جہان بخشد خدا

حکایت چوتھی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

ہی روایت اسطرح ای نیکبخت / مصر مین اکوقت آیا قحط سخت
کل زمین یابس ہوئی اکبارگی / خلق پر بیبس ہوئی آوارگی

ساری عالم مین یہ بھڑکی نار جوع / دلمین بھیکر چلا وٹھا جو خار جوع
لوگ بالکل متفق ہوا اکبار / اک بلندی پر گئی جرہ سوگوار

اور کی خواہش اوٹھا دست دعا / آب باران کی بدرگاہ خدا
اوس مکان پر گریہ ہای خلق سے / آبکی جا اشک کے نالے بہے

ایکنے جاکر کہا ذوالنون کو / شاہد اسرار کے مفتون کو
ای ولی اللہ مقبول کریم / شہر کا عالم ہی غم سی دل دونیم

جزد موع العین کے پانی نہائی / تو دعا کرتا کہ ماء النعیم آئے
مصر مین اب یوسف ثانی ہی تو / حق تعالیٰ کا بڑا جانی ہی تو

شیخ اتنی بات ہی سننے کی سنگ / مصر سی مدین کو پہونچے بیدرنگ
مصر سی ذوالنون بھاگی جبکہ دو / معصرات حق نی کی فوراً فور

خلق نے اوس درد سی پائی نجات / پس ہلاکت کی رہی باقی حیات
یہ ہوا مشہور جب مدین کے بیچ / شیخ آئی اپنے تب مسکن کے بیچ

آب سے اپنی ہی بستی مین شتاب / ایک نی پوچھا کہ ای عالیجناب
تھی یہ کیا حکمت گیا جو تو نکل / گم گیا عالم سی سختی کا خلل

ابر برسا خوب خاک مصر پر / کوہ و صحرا کل ہوی پانی سی تر
بولے یون ذوالنون مصری لیفلان / میری جانمین تھی یہ حکمت نہان

ہی سنا مین نے بحکم استوار / گر ہو بستی مین کوئی بدروزگار
شومی زشتی سی اوسکے سر بسر / رنج پاتے ہین وہان جن و بشر

مین جو دیکھا مصر مین کر کے خیال / تو نپایا پرگنہ اپنی مثال
عاصی مجرم گنہگار ابد / آپ سا کوئی نظر آیا نہ بد

بھاگا بستی چھوڑ کر مین سینہ چاک / تا نہو خلقت مرے باعث ہلاک
اب کیا خالق نے عالم پر کرم / عام ہی کیا اوسکا یہ ہمپر کرم

تنبیہ

دیکھ تو تو بھی یہان ای بوالہوس / ہمنفس کیون نفس کا بنتا ہی بس
آپکو ہر دم سمجھ سب سے برا / پائے تا اسرار عرفان خدا

جان اپنی جان ہی کو بیوقار / گر تو چاہی ہے بزرگی پائدار
ورنہین رسم بزرگانکر قبول / کیا فضیلت پھر تجھے ای بو الفضول

مجلس عرفان تھی جنکو وجوب / خار و خس کو اپسے سمجھے تھے خوب
تو نہ دانی نفس خود را بدرنگ / زین سبب در کاملیت ہست تنگ

حکایت پانچوین ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی

عارف حق ایک بزرگ باتمیز / پاک صورت مصر عزت کے عزیز
آگے دریا سے بخشکی کر سفر / روم کے پھر شہر مین پایا گذر

اک مشایخ روم مین تھی خوش ضمیر / اونکی خدمت مین ہوی یہ جا اسیر
جان و دلسے جہد کرکے پاک کیشر / اوس مشایخ کی رہی ہر آن پیش

ایکدن بولے وہ پیر پر کمال / صحن حجرہ صاف کر ای خوش خصال
سنکے اتنی بات وہ نیکو نہاد / اوڑ گئے والنسے لشکل گرد باد

بولے سب آپسمین خادم اور پیر	یہ فقیر اصلا نہین خدمت پذیر	پاتی ہین خدمت سے عظمت اہل دین	حرمت خدمت سے یہ واقف نہین
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	بی ادب از لطف رب محروم شد	دوسری دن وہ بزرگ نامور	اُونکی خادم کو کہین آئے نظر
بولا وہ اُونکی تئین کرکے نگاہ	تونے ایسا کیون کیا کار تباہ	ہی بزرگی فعل خدمت مین مگر	عزت ملت سے ہے تو بے خبر
روکی پھر وہ اہل دل با درد و سوز	بولے سن ای دوستدار دلفروز	وان نتھا کچھ خار و خس خاشاک و خاک	گرد سے بھی صاف تھی وہ جائے پاک
وہیان مینے جب کیا تو بیحساب	مین ہی تھا آلودہ دامن اور خراب	دور رکھتا آپ ہی کو پیشتر	صحن حجرہ سے ملا شیہین ثمر
	لیکر بھاگا اپنی مین ناپاک جان	تانجس ہووے نہ وہ طاہر مکان	

تنبیہ

مقبلونکی اسطرح تھی خوب خو	خوش پسندیکو نہ سمجھے خوش کبھو	جو کوئی ہی اس جہانمین خودپسند	مرتبہ اوسکا وہان ہو کب بلند
خودپسندی سیرت شیطان ہے	پست مندی صورت عرفان ہے	آپکو کہتر سمجھ سب سے عیان	تا ملے تجھکو مکان مہتران
آپ سی مخلوق حق کو جان نیک	دیکھ مت چشم بدی سی جان ایک	جو کہ تھی برج شرف کے آفتاب	تھی سمجھتے آپکو سب سے خراب
	توچرا خود را بہ پنداری حسن	دور کن از شاخ خود این زشت ظن	

حکایت چھٹی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی

بولتا ہی اسطرح دانائے راز	جو ولی اللہ جُنید پاک باز	تھے چلے جاتے بصحرا ایک بار	ایک سگ دیکھا وہان بیمار و خوار
ناتوان و زار و بیمار و ضعیف	لاغر و مجروح تن از بس نحیف	شکل گم تھا صورت روباہ پیر	ہو گیا کم زور پنجہ شیر گیر
شیخ جب پہونچے سگ لاچار پاس	جیمین کھا اپنی بہت خوف و ہراس	کھولکر توشہ پھر اپنا لا کلام	کلب کے آگے رکھا خاصہ طعام
شیخ کا طیب طعام بے ریا	پیٹ بھر کتے نے وہ کھائی غذا	کہتے ہین اسدم جنید باصفا	کہتے تھے آنکھونسے یون آنسو بہا
خوب ہی یہ سگ ویا مین خوب ہون	یہ محب ہے یا کہ مین محبوب ہون	گرچہ ہون مین آج عالم مین یہان	دیکھنے مین پاکتر اس سے عیان
پر نہین معلوم کچھ باطن کا حال	کون ہی احسن سیر اور بدسگال	گر رہے ایمان اپنا برقرار	اور گنہ بخشے مری آمرزگار
پھر تو اس کتے سے بہتر ہوئی مین	ورنہ اپنی حال وپر روؤن مین	کیونکہ کتے کے تئین بازشت نام	بعد مرنکی نہین دوزخ مقام

تنبیہ

بس طریق راستان ہی راست یون	غیر اسکی سب ہے ناچیز و زبون	رازداران حق و مردان راہ	آپ پر کرتے نہ تھے افضل نگاہ
عجز مین کل عمر کو کرتے تھے صرف	کبر کا لب پر نہین لاتی تھے حرف	گر بزرگی کی تجھے بھی ہی طلب	لے بزرگونکا طریق باادب
کر غروری کے سیہ سر کو قلم	دہر بفوج عاجزان روشن علم	جان منت ہرگز کسیکو بدگہر	کسپہ سر سے سر نہان کی خبر

پردہ دار عالم ظاہر بباش | عیب جوی خلقت باطن مباش

حکایت ساتوین حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی

شیخ حسن بصری امام المتقین | خاتم دست ولایت کے نگین
اتفاقاً وہ مہ گیتی فروز | ایک ندی پر گئے تھے ایک روز
ایک زن کے ساتھ نزدمین آب | بیٹھا تھا بیفکر غم سے بیحجاب
فاش و ظاہر اسطرح اسود شعار | بوسہ دیتا روی زن پر بار بار
شرع کی ترغیب دی پھر انکو یون | اس صفت سے پاک ہو یہ شخص کیون
نے اسے شرع پیمبر کا ہی پاس | نے ہی بدنامی عالم پہ ہراس
شیخ یہ کہتے تھے جسمین ناگہان | ایک کشتی آب پر آئی روان
روبرو آ انکے ہوگیا پست | قدرت حق سے گئی فوراً شکست
جبکہ حبشی نے یہ دیکھا ماجرا | ثوب حلہ پھینکا پانی مین گھسا
دھر لیے گردن پہ دو ہاتھون چار | جلد نکلا کاٹکر پانی کی دہار
تو تو مجھسے بھی ہی ہمت مین قوی | پاک تن اور سپہ معنوی
ایک ڈوبے ہی اسے جاکر نکال | کیونکہ ہی تو نیک مرد باکمال
پھر وہ حبشی بندۂ پروردگار | بولا انسے اے ولی نامدار
آزمایش تھی تری اس شکل پر | تو نہین واقف ہی شرب اہل تر
عین ظاہر ہی تری روشن بصر | ستر باطن پر نہین رکھے نظر
اور شراب عاجز لیے مست ہو | ظاہر و باطنمین بالکل پست ہو
اور سمجھے مجکو یون تنبیہ ہے | حقکی جانب سے جہانمین پے بپے
مجکو بھی اب بحر غفلت سے نکال | تا نہ ڈوبون موج کثرتمین کمال
بولا یہ وہ مرد کامل باصفا | ای حسن حق تجکو دی نور ضیا
پھر کسی پر شیخ نے سب عمر بھر | کی نہین ہرگز حقارت کی نظر
تا بجدے ایکدن اسے بارہا | راہ مین اک کلب کو دیکھا کھڑا
جس کسیکے وجہ پر کرتے نظر | آپ سے اسکو سمجھتے خوب تر
ایک زنگی سر بسر جون شب سیاہ | جسکی صورتکا بیان ہووے نہ آہ
اور رکھا تھا جام و شیشہ اسکے پاس | پیتا تھا بھر بھر پیالہ بے ہراس
دیکھ حسن نے اسکو دلمین یون کہا | یہ جوان بھی پاک ہی مجھسے سوا
جو کہ ہستی مین عیان پیتا ہے مے | اور زن بھی ایک بیٹھی ساتھ ہے
خوف خالق کا نہین اور شرم خلق | کسطرح یہ مجھسے پہنے فوق دلق
سات مرد اسپر تھے بیٹھے بیقرار | مضطر و ناچار اور پر اضطرار
غرق وہ کشتی ہوئی اکبارگی | ان جوانونپر پڑی آوارگی
زور آور اور قوی ہیکل جوان | تھا یہ پہونچا پیرتا انکے وہان
پھر حسن بصریکو فرمایا خطاب | اٹھ تری باری ہی اب جلدی شتاب
چھ جوانونکو اٹھا لایا ہون مین | موج کے ہاتھون چھڑا لایا ہون مین
شیخ یہ سنکر ہوئے بس منفعل | دلمین اپنے تھے پشیمان و خجل
زن مری مادر ہی اور شیشہ مین آب | یہ پیالہ ہی نہین جام شراب
اب ہوئی تحقیق یہ میرے تئین | کچھ تری چشم درون بینا نہین
شیخ نے زنگی کا سنکر یہ سخن | پیچ کھایا سر بسر مثل رسن
چاہا اس سے عذر نادانستگی | یعنی بخشش مانگی طرز شرت کی
پھر کہا رو رو کے با عجز و نیاز | ای بزرگ و عارف حق پاکباز
جون نکالا چھ تنونکو آب سے | کھینچ یون مجکو بھی اس گرداب سے
ظلمت غفلت مین تیرہ دیدہ دور | دیدۂ باطن مین ہو عرفانکا نور
آپکو سب سے سمجھتے تھے خراب | گرچہ تھے سب سے بڑے عالیجناب
بولے وہ اے خالق عجز و نیاز | بے خرد درماندگانکے کارساز

از پئے این سگ مراد لشاکن	ز آتش دوزخ کنون آزاد کن	شیخ سے بولا کوئی ای نیکنام	ہی یہ سگ بہتر و یا تو خوش کلام
شیخ بولے گر خدا روز جزا	میری فضل و لطف سے بخشی خطا	تو تو اس کتے سے پھر بہتر ہو نہین	ورنہ نہین اس کلب سے کہتر ہو نہین
گر مجھے بخشے مرا رب الودود	کھولکر دروازہ احسان و جود	تو بحق عزت پروردگار	کلب سے افضل ہو نہین یہ ورشمار

تنبیہ

یہ سمجھ ہے کب تجھے ای بدمزاج	خود پسندیکا رکھی ہی سر پہ تاج	چھوڑ یہ رستہ نہین اسلوب ہے	یہ طریقہ سبکو نامرغوب ہے
جب کرے تو دل سے ترک افتخار	تب ملی تجھکو بزرگی آشکار	سرفرازیکا شجر کر پائمال	ہو فروتن سبز تر ہی کیا نہال
	سگ صفت درگاہ حق مین کر نیاز	تا نوازے تجھکو وہ عاجز نواز	

حکایت آٹھوین ایک مرد عارف رحمۃ اللہ علیہ کی

کوئی عارف گنج اسرار قدیم	ایک ویرانیکے اندر تھا مقیم	ناگہان اک راہرو آیا ادھر	مسکن عارف سے تھا روشن جو بر
بانگ سگ اس شخص کے آئی بگوش	جیسے کرتا ہی سگ عاجز خروش	ہو کھڑا دیکھا کہ ہی کتا کہان	راس و چپ اسکا نہ کچھ پایا نشان
پھر چلا آواز آتی تھی جدہر	حجرۂ عارف کی آیا پیش در	پیش و پس ادھر ادھر دیکھا بغور	وان بجز عارف نظر آیا نہ اور
ظاہر عارف پر نکر اسبات کو	سرنگون والسے چلا وہ نیکخو	عارف حق گوش کر آواز پا	بول اوٹھا تو کون ہی حجرہ مین آ
جب گیا حجرہ مین وہ عارف کے پاس	بولا عارف اس سے سن ای کم حواس	جو سنی آواز سگ تو نے یہان	صورت سگ ہے مری صورت فغان
کوئی کتے سے نہین ہے اند ذلیل	جلگین بد آواز ہی یہ شکل پیل	کلب کے مانند مین کرتا ہون شور	آئی شاید بجز بخشایش کو زور
	حق کرے مجھپر کرم کی نت نظر	اور عصیان محو کر دے سر بسر	

تنبیہ

خود پسندی چھوڑ ای بد روزگار	جان بی وقر مین حاصل ہو وقار	جو نہ سمجھے عظمت اپنی ای بشر	تو وہی مقبول خالق ہی بشر
قرب ہی جسکو خدای پاک سے	آپکو جانی ہے کمتر خاک سے	نیز تو پندار خود را کمترین	تا ترا داند خدا بالاترین

حکایت نوین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہی جو بن سنور کر بایزیدؒ	باہر آئے گھر سے اپنے روز عید	ٹوکری بھر ایک نے رستے کی وار	پردۂ دیوار سے پھینکا غبار
ذرہ بھر جبین ملالت وہ نہ لائے	شکر کر دست دعا اوپر اوٹھائے	اور کہا تن مین تو لائق سوز نار	ہے فقط یہ مجھپہ فضل کردگار
	جو کہ ڈالی خاک میرے جسم پر	خاک سے بھی ہی یہ تن ناپاک تر	

تنبیہ

اسطرح تھی عجز کُن اہل کمال	کیون نہون پھر خاصگان ذوالجلال	ہی بزرگی تو تری ناموس ننگ	سچ سخن بھی سنگ تو ہوتا ہی تنگ
باہر آ غفلت سی اب ای پُرغرور	تن سی دُھو یہ گرد غفلت اور نغور	اصل تیری ایک قطرہ ہی خراب	سوچ اُسکو اور کر نخوت کو آب
ترک کر سب دلسے یہ کبر و منی	صبر کی رکھ شیشۂ دل پر انی	ہی بنا اس خاک پر تیرا مقام	مغز ہی افلاک پر رکھتا دوام
	چھوڑ دی بیہودگی ای ناشناس	پند میری کان دھر کر کر قیاس	

حکایت دسوین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی

جعفر صادق امام دوجہان	آفتاب تارک ہفت آسمان	بر سر مجلس تھے بیٹھے ایک روز	بولی یون یارو نسے ماہ دلفروز
شرط باندھین آؤ سب ملکر یہان	جس گھڑی روز قیامت ہو عیان	جو کوئی پہلے بفضل کردگار	آتش دوزخ سے ہووے رستگار
وہ کرے سبکی شفاعت برملا	عجز و زاری کر بدرگاہ خدا	بولی سب یون یار یا ابن رسول	روشنئ دیدۂ حضرت بتول
کیا وسیلہ تجھکو اپنا چاہیئے	آسرا ہم سب کو تیرا چاہیئے	جد ترا عالی نسب سردار دین	ہی قیامت مین شفیع المذنبین
جب تجھی ایسا وسیلہ ہو عظیم	کیا ہی پھر روز جزا کا خوف و بیم	جعفر صادق نے یون اُنسی کہا	اے محبان خدا سوچو ذرا
مین گنہ کرتا رہا شام و سحر	ڈر ہی مجھکو اپنے ہر افعال پر	کسطرح مین موںہ دکھلا روز جزا	جد کو اپنی جاکی دان دکھلاؤنگا
	جد سے مجھکو شرم دامن گیر ہے	کیونکہ حق کی بس یہی تقصیر ہے	

تنبیہ

دیکھ تو انصاف سے اسحاق پر	گرہی اچھی بات کا خواہان پر	کیسے خائف تھے خدا کی دوستان	عاجز ہین کر نہان اعلی مکان
خواہشونکو نفس کی یکبارگی	دلسے باہر پھینک دے آوارگی	آپ ہی کہہ جانے زائد پُرگناہ	اور پر ڈالی نہ گاہے بدنگاہ
نیک سے ہر ایک کو جانے تھے وہ	بندۂ ستار پہچانے تھے وہ	جبکہ عاجز ہو قبولا یہ مقام	تو ہوئے مقبول خلاق انام
مجرم اکبر ہے تو تو ای فلان	تو کہان اور یہ مراتب ہی کہان	خودپسندیکا تری دلپر ہی بار	اور ترا مغرور ہے بیحد و مار
ہی تری جبین بہت مکرو ریا	دور کر سبکو بزرگی پاوے تا	خواہش دل ہی اگر تجھکو یہی	ہمرہ نیکان تو ہووے جنتی
آپکو تو جان ہر ایک سے حقیر	اور سمجھ دلمین بہت مسکین فقیر	آپکو مت بوجھ اک خس کے مثال	بلکہ بنجا شکل خاک پائمال
دلپہ اپنے عاجزیکو دے قرار	عاجزونکا ہی خدا آمرزگار	عاجزی سے جبین پُرتسکین ہو	پڑھ کے قول شاہ تو مسکین ہو

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسٰکِیْنَ ؕ

خاک کی صورت ہوا جو پست تر	وہ ہوا مقبول خلاق البشر	پیشوا اُنکی تو کر کے پیروی	زہد و تقوی مین جو ہین یہ قوی
	باب اب آخر ہوا یہ چھٹا	ساتوین کا یان لکھو ہین ماجرا	

باب ساتوان زہد و تقویٰ کے بیان مین اسمین سترہ حکایتین ہین

حکایت پہلی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

راوی اخبار سرِّ ما سلف
جو کہ تھے تختِ خلافت کے امیر
کر کے حاکم ایک کو اک خلق پر
کر مراحل طے ہوئے نزدیک جب
دیکھتے کیا ہین کہ ہے ناقہ سوار
ناظمِ کشور ہمارا ہے کہان
بات یہ خادم سے سنکر لوگ سب
وہ امیر اپنے شتر سے آ تلے
ہین یہ سمجھا دلمین اپنے بیٹھا
لوگ بولے ہمنے تو سجدہ کیا
جب سنا یہ قول جملہ ناصواب
بس ہین دانائے زمان حضرت عمرؓ
خلق احمق ہے سراپا یہ تمام
اسطرح کہا او شتر والنسے پھرا
اور کہا اے ناظمِ دینِ رسول
اور لکھا اس ولایت کو عیان
پھر کبھی کیجیو نہ تم ایسا عمل
اور پروانہ بھی انکو لکھدیا
باہر آنے کا نہ ہرگز نام لو
شہر مین جب دین کے آئے تھم
اور اوتارا اک محل مین انھین

کاشف اسرار ربِّ باشرف
اور شہ تختِ امامت کے وزیر
ہاتھ مین فرمان دے بھیجا ادہر
یہ خبر سن پیش آئے لوگ سب
اور غلام اک ساتھ ہی پکڑے مہار
دی بتا اسکا ہمین نام و نشان
چھوڑ گھوڑے ہو پیادہ برادب
خاک پر سجدے کی صورت گر پڑے
سجدۂ شکرانہ تم لائے بجا
اسلیئے تو ہے ہمارا پیشوا
تر ہوئے یہ خوف سے آب آب
پر نتھا مجکو گمان ایسا مگر
حاکمی کرنا مجھے یان ہے حرام
حضرت فاروق کی خدمت مین آ
انہین عہدہ خدا کیا قبول
یعنی سمجھو ہن نہ مانا اے مومنان
اس سبب سے ہی اسلام مین غلغلہ
وہ امیر اس شہر کے نزدیک آ
اور لگام اسپ شوکت تھام لو
تو تمامی محتشم ہو کر بہم
دست بستہ ہر گھڑی خدمت گرین

یون سناتا ہے کلام آبدار
حضرت عادل عمر عالیجناب
وہ رئیس اک اونٹ پر ہو کر سوار
شہر سے باہر نکل دو کوس آئے
جھٹ غلام پاک رو کے پاس جا
بولا وہ خادم تمہارا تو امیر
خاک پر جھککر لگے کرنے سجود
پھر کہا انسے بدل کر کے عجب
اس سبب مینے بھی رکھا خاک پر
تو ہمارا آج ہو آیا امیر
دلسے بولے کی تری خاطر بہت
ہو خدا اُن دے مجھے بھیجا یہان
اور کہا گر یان کرو تمین سروری
لا رکھا خط جناب مقتدا
حضرت عادل عمر شاہ زمن
کفر کی کیون رسم تم لائے بجا
بعد ازان وہ مرد انصاری نشان
بھیجنے ایسے لگے پہلے پیام
ہم ہی آتے ہین نہ تم یان آؤ اب
پاپیادہ آگے اونسے آملے
آن پہونچا جسگھڑی وقت طعام

گلشن دانش ہو جس سے پر بہار
عدل سے جنکے ہے عالم کامیاب
پہونچا بلدی جلدی سے سو اندیار
شرط استقبال کو ہمراہ لائے
عرض یہ سبنے ادا کی لا فتا
ہے یہی ہو جاؤ سب فرمان پذیر
کار عبدیت کیے بالکل نمود
تمنے جو سجدہ کیا ہے کیا سبب
فرق اپنا دو مجھے اس سے خبر
ہم تری ہین ہرطرح فرمان پذیر
جو تجھے دی اس امارت پر سکت
ہے یہانکی قوم سب سجدہ کنان
دین مین ہوئے مری تو بتری
آگے اور احوال جو کچھ تھا کہا
مسکرائے سنکے یہ اسکا سخن
اور کو سجدہ نہین ہے جز خدا
اس ولایت کیطرف بھیجے شتاب
یعنی تم بستی ہی مین ٹھہرو تمام
آپکو تکلیف مت فرماؤ اب
اور جاؤ مین بس مودب ہو چلے
خوانچے بھر لائے نعمت سے تمام

صاف ستھرا سامنے سفرہ بچھا
پُر حلاوت حلوۂ بادام تھے
باسنو انسے ہاتھ اپنے کھینچکر
عدل اور انصاف سے کر حاکمی
گر نہین ہم فاکہہ نوشی کرین
لذت فانی ہی یہ کھانا تمام
دین کی نعمت کو دنیا کی عوض
کہکے اتنا اور امیری ترک کر
حضرت عادل امیر المومنین
مین ہی آپ تنہا حکومت مین کرون
الغرض کر مشورت پھر بعد ازان
لوگ باہر بہر استقبال آئے
معتقد ہو پاس آبیٹھے سبھی
پیشکش جو کچھ کرو سو کر حساب
کہتی ہین وہ جبتلک اسجا رہے
حضرت عادل عمرؓ نے العزیز
کر مقرر ایک جائے دلکشا
یہ سلیمان وان ہی پھر چند سال
بانٹتے وہ بے نواؤنکو تمام
بیچ اسکو قوت کرتے دائما
غیر اسکے اور کچھ رکھا نہ پیش
کافرونپر پا ظفر اور لوٹ کر
ذبح کر پھر بکریان وہ نیکنام

رکھین نعمتہائے نذر شہنشہا
جو طراوت چشم کو مادام تھے
ہدگر رو سے بہت کر کر نظر
ملک خالق مین کرین فرمان دہی
حکم حاکم پر فراموشی کرین
ڈہونڈیے وہ رزق ہی جسکو قیام
ہاتھ سی کھونا ہی کار بد غرض
عود کر پھر آئے وہ پیش عمرؓ
سنکے یہ انسے ہوئے اندوہگین
ایک تن کس کس ولایتمین یہ کھون
اور ہی اک شخص کو بھیجا وہان
اور امیر اپنے کو اس بلدہ مین لائے
لای چارہ اونٹکے کھانیکو بھی
دو مجھی مین جبتلک ہون کامیاب
کچھ کسیکا بھی نہین کھایا کیے
بھیجے یہ اس شہر مین وہ الامیر
وان سلیمان کے تئین ساکن کیا
عدل اور انصاف نے پایا کمال
کھینچتے ذات اپنی پر فاقہ مدام
یاد حق مین کاٹتے صبح و مسا
اوڑہتے دلکو وہی وہ نیک کیش
بانٹتے مال غنیمت کو مگر
گوشت مسکینونکو دیتے تھے مدام

میوہ ہا گوناگون اور رنگ رنگ
دیکھکر یہ نعمتین دونون امیر
اور کہا آئے ہتی یان ہم اسلیے
ہم نہین آئے ہین بہر این طعام
لطف حق سے یکبیک پیدا ہو وہان
اصل مین جسکو نہین پایندگی
پھر کہا تم سب کرو یہ بات گوش
لا رکھا فرمان انکے رو برو
اور فرمایا کہ اے نیکو شعار
سب اگر پکڑو کنارا اسطرح
وہ جوان انکی ہو پھر اک اونٹ پر
شرط خدمت جو کہ تھی سب کر ادا
بولی دیکھ انکو امیر با شرف
رازق مطلق پہ ہی میری نظر
بعد اسکے جب ہوا پورا وہ سال
پیش آئے لوگ سب تعظیم سے
صدق جانسے جانکر اپنا امیر
سالیانہ تھا جو انکا پیشتر
خلق کی احکام سے پاکر فراغ
پاس تھی موئے شتر کی ایک گلیم
راتکو بھی وہ بچھاتے تھے تلے
جو کہ حصہ اپنا ملتا تھا وہان
پوست سب چسپید کر رکھتے بنا

جوع کی خواہش ہو جنکو بیدرنگ
جسمین غیرت کھانے مشکل اسیر
جو ہمین خوشنودی رازق ملے
نشہ غفلت ہو جس سی صبح و شام
رزقہای خلد سے مردود ہون
ہے طلب مین اسکی ضایع زندگی
ہم نہین دنیا کی بدلے دین فروش
اور کہا حال گذشتہ ہو کچھ
یون کیا تمنے طریقہ اختیار
ہووے تو اسلام سالم کسطرح
پہونچا اسجا تب ہوئی سبکو خبر
پھر فروکش اسکو اک گھر مین کیا
اونٹ کو میری نہ دیجو یون علف
خالق برحق پہ ہی اپنی نظر
تو سلیمانکو کیا اودھر روان
انکو لائے عزت و تکریم سے
راتدن انکے ہوئے خدمتگذار
پانچہزار ای دو سو دینار زر
ہاتھ سے زنبیل بنتے جون ایاغ
وہ بھی تو نقشہ نہ تھی اور تھی قدیم
آدھی ادھر آدھی تھی ادھر کھینچے
بیچ اسکو مول لاتے بکریان
غازیان جنگ کو کرتے عطا

تاکہ وہ اپنی فراش اوپر کرین
اتفاقاً ایکدن وہ پُر شرف
تھا تلاشی اب ملے ایسا بشر
لیچلا گھر کیطرف خوشحال ہو
دیکھ بولا دلمین یہ سردار دین
کیا سبب تو اپنی کشور کا امیر
دلمین اپنی سمجھا یہ حاکم ہے آہ
دست بستہ ہو کی پھر پیش امیر
آپسے مجھکو شناسائی نتھی
گرچہ بے ادبی یہ کی اب آپسے
تا کسی عبد خدا پر جبر کر
بولا پھر وہ اے امیر پاک دل
بخش مجھکو دلکو میری شاد کر
یعنی اپنی عمر بھر ہرگز کبھی
کہتے ہین بعد اسکے وہ جبتک جیا
حیف سی روتی تھے ہر دم زار زار
آپکا نزدیک ہی وقت وفات
جو مجھی روز قیامت آشکار
حبِّ دنیائے دنی کو توڑ دے
اور بھی یہ دستونکو واسطے
خلق خاک حرص مین آلودہ ہے
یہ مرا حجرہ مرصّع ہے تمام
مصطفیٰ کی دور ہو وُن یدسے

اور نماز خالق اکبر پڑھین
آئی بیرون گھر سی رستے کیطرف
گھر کو جاؤن سر پہ جسکی بوجھ دھر
کوشش مزدور کا جنجال ہو
سے کدہر جاتا اوٹھا کر پوستین
پوستین سر پر کے دھر ہی جون امیر
کل ولایت اپنی کا پشت و پناہ
جملہ تن لرزان ہوا مشکل اسیر
نام سے واللہ آگاہی نتھی
لیک اپنی لطف سی تو بخشدے
پوستین لیجائے اوسکی سر پہ دھر
بد عمل پر اپنی ہون مین اب خجل
اور مجھے اس بند سے آزاد کر
تو نہ کیجیو پیشۂ ایذا رسی
عہد و پیمانکو نہین ناقص کیا
مضطرب تھے ہاتھ دو زانو پہ مار
جس سے تم روتی ہو یون وہ کیا ہے بات
دیکھنا چاہی بفضل کردگار
دوستی سی اوسکی مونھ کو موڑ دے
مفخر بطحا و طیبہ کہہ گئے
بے کدورت تم کر دیہ راہ طے
مال دنیا ہی کا ہی انبار تمام
شکل شیر چشمۂ خورشید سے

الغرض یون زہد و تقویٰ سے مدام
پوستین ذی مول کوئی تند خو
یہ امیر اُسکے گئے نزدیک جب
بوجھ لیکر کچھ چلے تھے راہ دور
پھر کہا نزدیک آکر السلام
بار تھا جس شخص کا وہ بد خصال
ششدر و مضطر رہا ہو شرمسار
اور کیا عرض ای امیر حق شناس
اس سی کچھ اصلا نتھی مجھکو خبر
بولی پھر مشرف سلیمان ای فلان
مین نے آکر بوجھ وہ سر پر لیا
پوستین کو فرق سی اپنے اوتار
بولی پھر اُسکو سلیمان اسطرح
بولا وہ ای حاکم حکم رسولؐ
اک برس کامل ہوا جب بے خلل
دیکھ یون حُضّار مجلس نے کہا
بولی وہ اے دوستو مین ہون ملول
اور مرکے دیدار سے مسرور ہو
بلکہ ترسان اس سے رہوی یون سدا
صاف دنیا سے کرو ایسا سفر
اس سبب روتا ہون اب مین بار بار
خوف ہی جو حشر مین کل نندہ ہو
جب نہ دکھلائین نبی روشن جمال

ناظر ایمان تھی وہ عالی مقام
ڈھونڈھتا تھا ہر طرف مزدور کو
پوستین وہ سر پہ رکھکر انکی تب
کوئی مرد آشنا آیا حضور
اصلح اللہ علیک ای نیکنام
اسطرح سُن اوس جو انکی قیل و قال
صورت تصویر حیرت سی دو چار
گلشنِ عزت کی گلکے پاک باس
جو امیر شہر تھا ہی سب ہے ادہر
تو تجسس مین بہت تھا اس زمان
تا نپاوی تجھسے ایذا کوئی آ
در گذر میری خطا سی ایکبار
شرط کر مجھسے کہو مین جسطرح
جو کہو ہی جان و دلسی سب قبول
تو سلیمانکو ملا وقت اجل
ایسے کیون گریان ہو تم ای رہنما
اسلئے فرما گئے حضرت رسولؐ
مغفرت کے تاج سے پُر نور ہو
خلق آتش سی ڈرکے ہی جون سدا
مین نی اسجا سی کیا جیسا سفر
اور ہی اس درد سی دل بیقرار
پیش پیغمبر یہ دل شرمندہ ہو
قد مرا سر ہو لچک کر با کمان

کہہ کی اسصورت سلیمان باصفا ۔ شان سجدہ مین گئے بہر خدا ۔ مرغ جان تنکی قفس کو توڑ کر ۔ اوڑ کی جا بیٹھا بالشاخ بر ثمر
بولی وہ کلمہ شہادت کا پکار ۔ یعنے ہے معبود حق پروردگار ۔ چھپگیا ذرہ بنور آفتاب ۔ ملگیا قطرہ بہ بحر بے حساب
جب گئی پر کوچ وہ والا مقام ۔ خلق نے حجرہ وہان دیکھا تمام ۔ پایا باسن ایک اور لوٹا کہن ۔ جس سے کرتی تھی وضو وہ پاک تن
یعنی باسن بادلی کی شکل کا ۔ تھا گلی یا ہیزمی بہر غذا ۔ پوستین پشت شتر کا زین پوش ۔ ایک تھا اور ایک کمل کہنہ گوش
اور نہ کچھ اسجا ملا اسکے سوا ۔ گھر مین اونکے یہ اثاث البیت تھا

تنبیہ

دیکھ آنکھین کھول اے ہوشمند ۔ پیشوا اونے کیا تھا کیا پسند ۔ حب دنیا تو بھی دلسے صاف توڑ ۔ جمع مت کر مال مت اسباب جوڑ
آج کھالی اور نکر کچھ کل کا دھیان ۔ رزق ہے خالق پہ تیرا بیگمان ۔ صرف کر راہ خدا مین جان و مال ۔ کیونکہ راہ حق مین بہتر شی نکال
فی سبیل اللہ کچھ دیوے جو تو ۔ لن تنالوا البر حتے تنفقوا ۔ شرم کر اب جھین میری بات سن ۔ بات یہ ہر بات پر رکھتی ہے گن
دہر سلوک عارفانکو پائدار ۔ کر نہ دل دنیا ہی دونکا پاسدار ۔ جھاڑ گرد حرص بن مرد کمال ۔ دیکھ پھر آئینۂ دلمین جمال
جبتلک تو آز آلودہ رہے ۔ تو بلاشک ہیچ بیہودہ سہے ۔ مرد ہو کر کام مردونکی صفت ۔ ورنہ پچتائیگا تو آخر بہت
ذکر مولی سے ہو اکدم الگ ۔ فکر سوز مرگ مین ہردم سلگ ۔ زہد و تقوی مین ہمیشہ روز و شب ۔ کاٹ تا تجھکو ملی عرفان رب
دور کر سب بیسی اب حرص و ہوس ۔ ماسوی اللہ کل فانی جان بس ۔ فقر و فاقہ کھینچتے تھے عارفان ۔ آشکارا و نہان جاودان
وصل حق کی ہے اگر کچھ تجھکو چاہ ۔ پیروی کر تو بزرگونکی پناہ ۔ عیش باقی کو اگر چاہے ہے تو ۔ عشرت فانی کی مت کر جستجو
عشرت فانی ہمہ برباد ہست ۔ عیش باقی در جزا آباد ہست

حکایت دوسری عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی

یون کہی ہے راوی والا تمیز ۔ جو عمر تھی ایک بن عبد العزیز ۔ شاہ وہ جبتک تھی مخلوق پر ۔ پہنے کپڑے قیمتی شام و سحر
نوع نوع پوشاک تن شکل بہار ۔ جون شگوفہ سر پہ تاج روزگار ۔ اور سوار اسپ تازی ہو سدا ۔ خادمونکے ساتھ پھرتا جابجا
پادشاہی سے ہوا جب کامگار ۔ عدل و انصاف نے پایا قرار ۔ جامہا اور اسپ ہای خوشخرام ۔ راہ مولی پر لٹائی سب تمام
زینت اپنے تن پہ درویشی بجی ۔ سیر ہونیسے لیے فاقہ کشی ۔ لذت سابق سے بالکل ہاتھ دھو ۔ طاعت حق پر رکھا دل شست و شو
یان تلک جو ایکدن وہ حق شعار ۔ خطبہ خوانی مین تھی منبر پر سوار ۔ جسم پر اونکی تھا بس موٹا لباس ۔ خلق نے اوسپر کیا جسدم قیاس
سہ درم کا مول سب پوشاک تھی ۔ اور کچھ افزون نتھا اس سے ذری ۔ تین کپڑے پاؤن مین تھی تا بسر ۔ جبہ و دستار دبٹکا در کمر
لوگون نی پھر عرض کی یون بانیاز ۔ ای ولی اللہ شاہ سرفراز ۔ سلطنت پہلے نہین تھی تجھکو کیا ۔ عیش مین لیے پہنا تھا جو تو دائما

پہنے تھا وہ جامہ دیبائے صاف
عشرت جمشید پر مارے تھا لاف
مرکب تازی پہ چڑھ کر ہر زمان
تھا شکار افگن بصحرا شادمان

آج بھی تو ہے جہان گیر کبیر
گام سے تیرے شرف پاوے سریر
کیا سبب ہے اے جی تو اے حق شناس
تن پہ پہنے ہے فقیرانہ لباس

خرمی سے ایک یک یون دن گذر
کھینچتا ہے رنج کیون آٹھون پہر
صاحب عرفان شاہ خوش سیر
شکر افشان یون ہوئے لب کھولکر

حرص مین آدمی ہر روز و شب
دمبدم افزون رکھتا ہے طلب
اولا تھا اسطرح معمور مین
شاہ کی خدمت مین تھا دستور مین

آرزو تھی بادشاہی کی مجھے
التجا ظل الٰہی کی مجھے
سلطنت تھی جب ملی مجکو تمام
دل نے چاہا اس سے بھی برتر مقام

سوچکر مینے یہ اندیشہ کیا
سلطنت سے کیا ہے بالا مرتبا
کچھ نا پایا مینے شاہی مین زیاد
زینت فردوس لیکن آئی یاد

جانشین دل ہوئی پھر یہ ہوس
ہے شہنشاہی سے بہتر خلد بس
جائے جنت ہے ہمیشہ بر قرار
ملک دنیا کا نہین کچھ اعتبار

آج اسکا جو ہے دن سو کل نہین
بلکہ ہر دم مین دوام اک پل نہین
ہیچ ہے دنیا کا سارا ملک و مال
ہے زوال آخر ہو گیا ہے کمال

سبز تر ہے ہر گھڑی باغ بہشت
ہے درخت عالم فانی یہ زشت
جسکی الفت کو ہے ہر پل مین زوال
جی لگانا اس سے ہے فاسد خیال

بلبل جان اس چمن کا ہو ندیم
باغ گیتی سے اڑے اکدن سلیم
تھا مجھی معلوم جو وہ بلغ ہے
لالہ آسا دید دیا داغ ہے

حق نہ وہ گلشن کرے اسکو عطا
جو رہے آرام و عشرت مین سدا
کھائے جو دنیا کا کھانا یہ دوام
رحمت حق سے نہو وہ شاد کام

جو رہے تازی ہی پر خوش ہو سوار
جنت الفردوس مین کب پاوے بار
چھوڑکر اس عیش فانی کا خیال
جنت الماوی کا دل چاہے ہے مال

رنج جو جا پر کیا ہے اختیار
فرحت جنت کا ہوئی تو خواستگار
بے مشقت کے نہین حاصل خدا
درد مین پنہان ہے یہان اصل دوا

تنبیہ

روز و شب تو طالب آرام ہے
حقکے ملنے سے تجھے کیا کام ہے
یہ خیال خام کر دلسے برون
شدت رنج و الم مین ہو فزون

عیش جان و دوستی ذو الجلال
جمع ہونا دوکا ہے کیا محال
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون
این خیالست و محالست و جنون

حکایت تیسری حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی

یون روایت ہے اے سن اے عزیز
خوب کر دلمین بہت فکر و تمیز
رابعہ بصری چراغ بزم دین
تھی جو عشق اللہ مین روشن جبین

ناگہان وہ نیک دل کو وقت پر
ڈال پنجے رنج مین جان و جگر
سات دن صائم رہی اور سات رات
آب سے بھی کھولنے کی نا بات

بیل سب طاعت ہی مین کرتی تمام
یوم کل رہتی بنیات صیام
ساتوین شب آئی تو بیخواب ہو
سو گئی سیماب سان بیتاب ہو

مضطر و لرزان ہوئے ارکان ہوش
اڑ گئے اوسان بیخبر دو نوش
ایک روز بھی رکھنے کی نہ تاب
پائی تھین یون ہوئی پر اضطراب

نفس نے ازبسکہ ہوا فریاد گو
یعنی کبتک مین سہون بیداد کو
ناگہان ایسے مین کوئی آگیا
اور کھانا لاکے کچھ آگے رکھا

اور کہا حق نے کیا تجھپر کرم
شکر مین اسکو قبول اے محترم
رابعہ بصری نے سن اسکا کلام
ہاتھ مین پاس لیا کھانیکا تھام

کھانا رکھ گھر مین گئی بیرون در
تا جلا لاوے چراغ نور ور

اور تناول پھر کری خاصہ طعام
روشنی مین بیٹھ وہ شیرین کلام

جب سراج پُر نور کو لائی جلا
تو نپایا گھر مین وان کھانا ذرا

یعنی کوئی کھا گیا اگر سبھی
گربہ یا سگ یا مویشی اور ہی

پھر چلی کوزہ اُٹھا کر آب پاس
تا کری افطار صوم پر ہراس

آب لائی تک بجھایا یا چراغ
بس جلایا دلمین حیرتکا چراغ

اور لگی پانیسے روزہ کھولنے
چاہا کوزہ پکڑی وہ دو ہو بھے

ہاتھ سی کوزہ چھٹا ٹوٹا تمام
آہ بھر وہ رہگئی جب تشنہ کام

کھینچ تو اک آہ دلسے یون کہا
کیا کرم یہ مجھپہ ہی لے کبریا

یون ہوا سُرم خطاب ذو الجلال
پردہ ہای غیب سے بے قیل و قال

ہی تری ای رابعہ جی مین اگر
شوق راحت آرزوی سیم و زر

تو مین بخشون آشکار اور نہان
عیش و عشرت نعمت عالم عیان

لیکن اپنے نور سے رکھونگا دُور
معرفت سی کچھ نہ پاویگی سُرور

ایک کو ان دو سی کر تو اختیار
دو نون مقصد سی نہو عہدہ برآر

رابعہؓ بولی کہ ای مولا مرے
توبہ ہی اسباب سے آگے ترے

اب لاؤنگی کبھی یا ذو المنن
مین زبان پر اپنے شکوہ کا سخن

تو نہو مجھسے بری ای پاک رب
ہر طلب سے خوب ہے تیری طلب

تیری ہی حُب مین رکھون اپنی لگو جوڑ
مجھسے تو اب رشتۂ الفت نہ توڑ

کہکے اتنا جھٹ بیابانکو چلی
چھوڑ بستی خانہ ویران ہو چلی

ہو گئی صحرا نشین دوستدار
بندگی مین وان رہی لیل و نہار

خلق سے یکبارگی ہو کر جدا
لو لگا بیٹھی الگ پیش خدا

تنبیہ

سیکھ اس زن سے تو لا مردانگی
ہے یہی مردانگی فرزانگی

ہمت زن دیکھ اب ای بدشعور
کیون پڑا ہی تو رہ مولا سے دور

لذت دنیا سے جو مسرور ہے
وہ خدا کے وصل سے بس دور ہے

سب تعلق توڑ کر یکبارگی
کر جمال اللہ کی نظارگی

گر بزرگونکی چلے تو راہ اب
تو ہو بیشک لایق درگاہ رب

واصلین حق کا تھا طاعت طعام
اور یہی تھا راحت عیش منام

دوستی حق مین ہو کر استوار
ازرہ نفس کو رکھتے تھے خوار

نفس کی خواہش اگر لاوے نمود
نام یاد دی شکل سگ عاصی نمود

التجای نفس را برباد کن
ذالہی آلاہی خالق یاد کن

حکایت چوتھی مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہی جو مالک دینار دین
خازن گنجینۂ علم یقین

بستی بصرہ مین رہتے تھے مدام
زہد و تقوی مین گذرتی صبح و شام

بسکہ تھو اُس ملک مین خرمے مزید
خلق کھاتی دائما نو و جدید

یہ ہی اس شہر مین چالیس سال
پر نہ لائے اک تمر او پر مجال

نفس کی خواہش اگرچہ تھی مدام
پر کیا اُسکو نہ گاہی شاد کام

لوگ کھاتی بیٹھ وان دی اُم تمر
شیخ کہتے اسطرح اُس نفسی مکر

دیکھو اے لوگو ذرا میرا شکم
کچھ گھٹا ہی یا ہوا ہی کچھ بھی کم

تم جو کھاتے ہو ہمیشہ خرما
کونسا رتبہ تمھین افضل ملا

جبکہ گذری اسطرح سن اربعین
تو ہوا زاری کنان نفس کمین

روز و شب کرنی لگا شور و فغان
عارف کامل تھے وہ سُن پہچان

پھر کہا ای نفس طینت سنبھل کیا تجھے پیدا ہوا اسدم خلل
سنگدلمین ہوؤن جب ہوؤ تو شاد اب نہ دکھلاؤن تجھکو شکل مراد
حدسی گذری حرمت حلت نفس اور آئی شدتِ ذلت نفس
نفس پر اپنی نظر کر لطف سے اور کھانیکو تمر کچھ اوسکو دے
کھا ابھی خرمے منگا کر بیحساب صبر کی مطلق نہین اسمین تاب
اور اگر چاہی ہے تو خرما ابھی تو قبول اک قول یہ میرا ابھی
ایک ہفتہ کچھ نکھا روزہ نکھول پھر کھلاؤن تجھکو خرمے لیکے مول
رات سب طاعتمین رہتا صبح تک یوم بالکل صوم مین لیتا جھجک
مول لائی شوق سی خرمائے تر اور پایا ایک مسجد مین گذر
ایک لڑکا کھیلتا تھا اون کھڑا دیکھ چلّایا انھین اور یون کہا
ہاتھ پر خرمے لئے مسجد مین اب نوش کرنا چاہی ہے یہ بی ادب
تاکرے مسجد سی بیرون مار مار یعنی مشرک کا نہین اسجا قرار
فرق کو پھر شیخ کی رکھ پاؤن پر عفو تقصیر اپنا چاہا بیشتر
شیخ بولی اس سخن سے ہی عجب طفل نے جو یون کہا ہی کیا سبب
اور سبھو نکا ہی یہ معمولِ قدیم روزہ دار روز رہتے ہین مقیم
رہتی ہین جو یہان جہودی بدسیر روزہ داری سی ہین جملہ بیخبر
یہ پسر سمجھا کوئی اونکے بغیر دنکو کھاتا ہی نہین یا ہو دلیر
تو کرم سی بخش ہے نادان یہ عقل کے معنی سی ہی انجان یہ
آگ بھڑکی سینۂ سوزان مین جل اوٹھا شعلۂ دل آیا نین
طفل سی صادر نہین ہے یہ سخن ہے سخن آموز اوستاد کہن
نفس کی خواہش سے ہو کر تنگدل مستعد کھانیکو تھا مین مضمحل
نام میرا رکھ جہود اکبار گی اس صفت سے سی دلکو دی آوارگی
اب مجھی اے والی بیت الحرم ہی تری درگاہ عزت کی قسم

جو عبادتمین مجھے ہارج ہوا زاوئی سے صبر کے خارج ہوا
الغرض اسطور کہکر صبح وشام نفس کو دیتی نہ خرمے کا طعام
یون ہوئی آواز ہاتف اس زمان دیکھ اب ای مالکِ دینار ہان
آرزو کو اب نہ کر اُسکے تباہ دی اسے خرما کرم کی کر نگاہ
جبکہ ہاتف سی یہ کی گفتار گوش نفس سے بولی خموش ای خام ہوش
آج سی لے سات دِن تک باقیام بندگی کر شبکو دنمین رکھو صیام
نفس نے یہ بات کی فوراً قبول رنج کھینچا سات دن تک ہو ملول
ایک ہفتہ یون رکھی روزی شمار روز ہشتم باہر آدہ عہد دار
تاکہ کھاوین بیٹھکر وان وہ کھجور اور حاصل نفس کو ہوئے سرور
آشتابی ای پدر جو یک جہود دفع کر اپنا سبھی نقصان و سود
باپ اُسکا سنکے ایسا ماجرا ہاتھ مین لی چوب آیا دوڑتا
دیکھ کر وہ مالکؒ دینار کو شرم گین حد سے ہوا مردنکو
اور کہا معذور رکھ ای حق پسند بسکہ بی ادبی سی ہونہین مستمند
بولا اونسی وہ جوان خوش مقام یہ محلہ مومنون کا ہے تمام
دنکو کھاتی ہی نہین کھانا کبھی کو دکان و پیر مرد و زن سبھی
راتدن کھاتے ہین وہ انعام شما حق پرستی سی رہی ہین بےخلش
محض نادانی سی جیمین کر قیاس تجھکو جانا ہی جہود ای حق شناس
مالکِ دینار نے سنکر یہ حال آہ کھینچی ایک پھر دلسی نکال
جیمین جانا یہ زبان غیب ہے نغمہ ساز طفل وہ بی عیب ہے
پھر کہا ای خالق کل جن وانس اور بردار وجود جملہ جنس
اور کچھ کھایا ابھی اصلا نتھا جسپہ یہ الزام پایا برملا
اور اگر خرمی کو مین کھاتا ذرا نام کا فرصاف تو رکھتا مرا
مین نہ کھاؤنگا کبھی طعام تمر بلکہ نام اسکا نہ لونگا عمر بھر

تنبیہ

ای اسیر بطن تو تو بیحساب
دیکھکر ہر چیز کھاتا پیچ و تاب

چھوڑ اس حرص و ہوائی نفس کو
غیر حق ہر شی سے اپنے ہاتھ دھو

جان خطوات الشیاطین حظ جان
ہین خطوات ولی کل فظ جان

انبیاؤ اولیاء کی پیروی
کر اگر تجھمین ہے خوف اخروی

پیٹ بھرمت کھا مثال بیل تو
فاقہ کش ہو کر قیام اللیل تو

تا ہو مقبول در رب النہار
اور ہو مسدود تجھپر باب نار

نعمتین خوش کھائی در باغ نعیم
دور ہو وین تجھ سے ہاے جحیم

اور نصیب ہووی تجھے دیدار رب
روز و شب دیکھا کرے انوار رب

ایسی بات و تنکا اگر خواہان ہی تو
ہو کی دانا پھر بنا نادان ہی تو

حق پرستی چھوڑ کر مشرک بنا
کیون کری ہی خانۂ مہلک بنا

چھوڑ شرک و بدعت و فعل حرام
دو جہانمین حق سے لی عالیمقام

ورنہ ہو مغضوب بے نیا دار ہی
دو نون عالم مین بقول مولوی

اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین
لعنت اللہ علیہم اجمعین

حکایت پانچوین رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی

ہی روایت رابعہؒ پر ایک روز
غلبۂ سردی ہوا با درد و سوز

ہاتھ مین اک شخص کے دیکر درم
اسطرح کہنے لگی وہ محترم

یعنی اب جای جوان نیک سعید
ایک کمل لا مرے خاطر خرید

دست مین لیکر درم وہ پاکدل
یون لگا کہنے کہ سن ای مستقل

لاؤن مین کمل سفید اب یا سیاہ
رابعہ نے یہ سن اور ایک آہ

ہاتھ سے اوسکی درم پھر جلد لے
پھینکدے اسکی حوض تھا جو سامنے

اور کہا افسوس ای صاحب مرے
کیون ہی ایسی گفتگو پہلی ہی سے

جو کلیم ہو مطلب ہی یا سفید
کیا منگاؤن کملی اب مین نا امید

منتشر ہون روز و شب لیل و نہار
پر نہین کھلتا ہے ستر کردگار

مین سفیدی کے نہ لائق نا بکار
اور سیاہی پر نہین کچھ اختیار

ہے یہی بہتر کہ سب کو چھوڑ کر
جانب حق مونھ کو بیٹھون موڑ کر

باد ٹھنڈی ہی مجھے سہنا بھلا
کالی کملی سر پہ ہے کالی بلا

تنبیہ

دیکھ ای غافل ذرا آنکھون کو کھول
دین کے بدلے نہ لی دنیا کو مول

دین کی ارکان مقبولان رب
زہد مین تھی اسطرح مشغول سب

تو ہوا ہی اتنا کیون راحت رسان
نفس کو نادان نہ بن ای نکتہ دان

اسطرح ہوای فلان حال تجھے
یہ بزرگی کلان واصل تجھے

ترک کر عشرت تمام اکبارگی
نفس کو دے دکھ دکھا آوارگی

شمع شادی کو بجھادی یکبیک
عشق کا پروانہ بنجا بید ھڑک

کر مشبک تن کو پنجرے کی مثال
طوطی عرفان کا تا دیکھے جمال

کیا ہو گر تن پروری پر رکھ نظر
جسم کو فربہ کرے تو سر بسر

کچھ نہو حاصل تجھے اے خامکار
گو رکے کیڑے ہون ترا جسم خوار

گر ترا باید دلی فارغ ز رنج
از رضیات جمع کن بسیار گنج

روایت چھٹی خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی

نغمہ پرداز سخن دانائے راز
تار گویائی کو یون دیتا ہی ساز

جو حسن بصری امام حق شناس
گذرے اک قصائی کی دوکان پاس

گوشت اچھا تھا رکھا دوکان پر
شیخ کی شاید پڑی اُسپر نظر

بول اُٹھا قصاب تب یون شیخ کو
گوشت چکنا ہی بہت کچھ مول لو

شیخ نے پھر یون کہا اے بیخبر
پاس میری کچھ نہین ہی سیم و زر

بولا پھر قصاب اے مرد زکی
قرض دیتا ہون تجھے مین لے ابھی

شیخ نے اُسکی تئین پھر یون کہا
دام لینے سے نہین لینا بھلا

قرض دیتا ہی مجھے کیون ایجوان
قرضہ اسسے مین چاہون جان امان

کیا ہی خوب اسحال مین شعر اک دا
مصلح الدین شیخ سعدی نے کہا

تمنّائے گوشت مُردن بہ
زتقاضائے زشت قصابان

الغرض قصاب بولا پھر وہین
لیویگا کیا تجھمین کچھ ہمت نہین

گوشت دے اسکے کھلانیسے مدام
پوست اندر گوشت بڑھتا ہی تمام

شیخ بولے کر مہائے گور کو
اتنا میر گوشت کیا کافی نہو

بس ہے اتنا حرص کر کیا کرون
لی زیادہ گوشت گھبراتا پھرون

تنبیہ

ہمت مردان کرون کیونکر بیان
شرح مین اُسکی ہی نت قاصر زبان

جو کوئی کھانے ہی کا خواہان ہوا
زہد اسپر تھا کٹھن آسان نہ تھا

دیکھ اب کہتا ہون تجھسے بار بار
گوش دلسے سُن اسے اور ہوشدار

توپھنسا ہی نفس کی پھندے مین کیون
مرغ ایمان کر شکستہ بال یون

مکر نفس شوم سے باہر نکل
کیون ہوا ہی بیحیا و پُر دغل

توڑدے تن منکی آسایش تمام
تا نہووے نفس امین شاد کام

نفس کی شادی سے تو غافل نہو
گوشمالی دے ہمیشہ نفس کو

غافلی مین ہائے صد افسوس ہے
روح رہ فردوس سے مایوس ہے

گر بجا ہی روح را عیش جنان
عیش دنیا را مجو اے میہمان

حکایت ساتوین حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی

عارف رحمان اویس نامور
وصف مین جنکی ہی گم فہم بشر

گر کمند عقل بام چرخ سے
جست کر اک آن ہی مین جا لگے

اسقدر ہر مدرک کو امکان کہان
پاوے جو انکی فضیلت کا مکان

کہتے ہین جو تین روز و شب ذرا
کچھ نہین کھایا انھون نے مطلقا

فاقے مین گذری جب اُنپر تین روز
بھوک سے مضطر ہوے وہ دلفروز

جب نہ پائی جانمین تاب و توان
جانب صحرا ہوے جلدی روان

تا کہ چڑھکر بر سر کوہ بلند
گھانس کو اُسپر چرین مثل چرند

دشت مین القصہ جب پایا گذر
خاکپر دینار اک آیا نظر

پھیر منہ اِس سمت سے وہ باشرف
کاٹکر رستہ چلے بیچ اکطرف

کیونکہ عارف کو نہین ہی آرزو
زر کی دیکھا طالب زر زرد رو

جسگھڑی وہ اہل عرفان حق شناس
سختی و محنت سے آئے کوہ پاس

یک بیک جب کوہ پر ڈالی نظر
ایک بکری دیکھی فرق کوہ پر

نان اک منہ مین لیے وہ گرم تر
کوہ سے آہستہ تر آئی اُتر

جب اُتر آئی وہ بکری کوہ کل
شیخ کے پاس آگئی بی شور و غل

جیمین سمجھے اسطرح وہ پاک خو
چھین لائی ہی کسی سے نان کو

غیر کی روٹی ہی کھانی کب حلال
ہی مرا روزی رسان وہ ذو الجلال

اُسکے اتنا اور اُس سے موہنہ پھرا
کھولکر آنکھین نہ دیکھا واہ وا

حق نے دکھلائی یہ پھر قدرت وہین
جسکو پہونچے دانش دانا نہین

یعنی حیوانکو سکھائی بیخلاف
پر فصاحت سربسر تقریر صاف

بولی یون وہ گوسفند باتمیز
شیخ سے اے مصر عرفان کے عزیز

روزی یہ آئی تجھے از کردگار	منھ نہ موڑ اس سے تو اب اے ہوشیار	بخشش حق ہے ذکر اے باادب	ہے یہ بالکل تیری اوپر فضل رب
جب سنا بکر نے اس تقریر کو	عارف باللہ لے نان نکو	دیکھ بکری انکو روٹی فضل کی	حکم سے اللہ کے غائب ہوئی

تنبیہ

ای میاں یون ہی خدا روزی رسان	پردۂ غفلت مین ہے تو کیون نہان	دیکھ کہنا مان لے او باہر آ	ورنہ آخر کو بہت پچھتائیگا
فہم بد مین مبتلا ہے راتدن	گمرہی مین تو پڑا ہے راتدن	پالتا ہے تن کو راحت سے مدام	چاہیے ہر دم مے عشق کا جام
چھوڑ دے آرام جان اے بدخیال	دیکھ لے جاجان جانانکا جمال	زہد سے اور جہد سے مت ہو جدا	سعی و کوشش سے ملے وصل خدا
دور کر حرص و ہوائے نفس کو	درد دے درد شفائے نفس کو	تا شوی در درگہ داور خلیل	من یابی در دو عالم ذلیل

حکایت آٹھوین مرد عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی

لائی ہین راوی کہ تھا کوئی فقیر	مفلس و بیچارہ ناچار و حقیر	رنج پوشش اور غم فاقہ کشی	راتدن گھر مین تھی اسکی ناخوشی
عورت اس سے جنگ کرتی صبح و شام	تنگدل رہتا تھا مرد دین مدام	ایکدن پھر جنگ زن سے ہوئی تنگ	باہر آیا گھر سے اپنے بید رنگ
رہتے تھے استادہ مزدوران جہان	پوچھتا ہر اک سے آیا اس مکان	ملکے مزدور وہین تھا مضطر کھڑا	فکر مزدوری مین بس ششدر کھڑا
طالب مزدور آئے پھر وہان	لیگئے سبکو ادہر اودہر عیان	پر پسند آیا نہ انکو وہ فقیر	کیونکہ بالکل منحنی تھا اور حقیر
مرد مفلس جب ہوا یون ناپسند	آہ سے دلکو جلایا جون سپند	اور کہا افسوس ای رب جہان	گھر سے مزدوری کو مین آیا یہان
پر نہ مزدوری مین اب مجکو لیا	تیری اک بندہ نے یارب العلا	سہ سکون فاقہ کشی ہر طور مین	جنگ عورت سے کرون غور مین
خالی ہاتھون گھر مین جاؤن کسطرح	غصۂ زن کو مٹاؤن کسطرح	یہ کہا اور پھر چلا یہ بیدرنگ	بیشۂ ویرانکی جانب ہوکے تنگ
جب گیا جنگل مین پہنچ احسن سیر	چشمۂ آب ایک صاف آیا نظر	پہونچا اسکی پاس جب پاک رو	پاک نیت سے کیا اسمین وضو
پھر مصلے پر وہان ہوکر کھڑا	بندگی حق مین جان و دل لگا	یہ رہا پڑھتا نماز عاجزی	شام تک کرتا نیاز و بندگی
روز سب ایسا ہی کاٹا آشکار	جب ہوئی شب گھر مین آیا شرمسار	خوف زن سے کانپتا ہمشکل بید	صبر کے گھر مین چھپا پرجی کا بھید
گھر مین اپنے آکے جب داخل ہوا	زن نے اسطور سے پھر اس سے کہا	ساری دن کو ہی مین تکتی رہی	منتظر یعنی تری آنے کی تھی
آج کیا لایا ہے مزدوری بتا	اب تو کر روتیکے دروانے کو وا	حیلہ انگیز نے سے بولا وہ جوان	ای مری محبوب اے مرغوب جان
ایک کی مزدوری ملی آج کی	لیک کام اسکا رہا باقی ابھی	اسنے یون مجکو کہا پھر صبح آ	کام باقی جو رہا ہے کر ادا
آجکی اور کل کی مزدوری تمام	تجکو مین دونگا اکٹھی لا کلام	مرد سے زن کر کے اتنی بات گوش	قہر کے دریا سے لائی موج جوش
چیخ ماری اور کیا شور و فغان	مرد نے ہر صبر کچھ جانا نہ وان	لاعلاجی سے رہا ساکت جب	سخت فاقہ مین کٹی ساری شب

نور خاور پھر ہوا گیتی فروز
یعنی چمکا آفتاب نور روز

تو نکلے آتے ہی گیا یہ غمگسار
جسجگہ تھی جمع مزدوران کار

اسکو اسدن بھی نہ مزدوری ملی
اسطرح دو روز کی روزی گئی

سوے صحرا یہ ہوا غمگین روان
اور اسی پانیکو پایا بیگمان

کر وضو پڑھنے لگا جھٹ پٹ نماز
صدق دلسے روبرو بے نیاز

روز آخر جب ہوا اور آئی شب
دلمین ڈرتا گھر کو آیا اپنے تب

اور کہا زنسے کہ سن اے جانمن
آج بھی یہ سچ سمجھ میرا سخن

کام مین جو شخص لیتا ہے مجھے
کام لیکر کچھ نہ دیتا ہے مجھے

جود سے اسکے ہے عالم بہرہ ور
جسکے ہین روشن سخاوت کے گہر

مجھکو یون بولا وہ شاہ اسخیا
دونگا مزدوری بہت پھر صبح آ

مجھکو بھی امید ہے دلمین یہی
صبح کو دیگا وہ مزدوری بڑی

بولی عورت عقل تیری ہے زبون
دیکھ نادانی یہ تیری کیا کہون

مجھمین اب مطلق رہی طاقت نہین
فاقہ سہنے کی ذرا جرأت نہین

الغرض جب تیسرا بھی دن ہوا
مرد نے پھر عزم باہر کا کیا

بولی زن گر آج مزدوری ملے
مول آٹا لیکے آ بازار سے

لیجا اک تھیلی اور آٹا اسمین لا
ہر طرح سے آج آٹا لیکے آ

مرد لیکر ہاتھ مین تھیلا چلا
اور اسی چشمے کے اوپر جا رہا

صبح سے تا شام وہ نیکو قیام
خدمت خالق مین تھا مصروف کام

دن چھپا اور شب ہوئی پردہ کشا
دلمین لایا دھیان یہ وہ پارسا

جائے آٹا ریگ اور کنکر بھرون
زن کے آگے آج یہ حیلہ کرون

یعنی آٹا ریت اور پتھر ہوا
سخت بدطالع ہون مین قسمت نے دغا

کر کے یون تدبیر وہ حق کا فقیر
جانب گھر اپنے آیا بے صفیر

باب خانہ پر ہوا وارد یہ جب
رکھتا تھا آگے قدم خجلت سے تب

ریگ سے تھیلے کو بھر لایا تھا جو
دوش سے در پر ہی رکھا بار کو

خوف زنسے دلمین کھایا پیچ و تاب
بھاگ جانیکا ارادہ تھا شتاب

ناگہان پائی وہان بوے طعام
جس سے ہو مخطوظ ہر روح و مشام

جسمین سوچے تھا فقیر بے نوا
ہے کہان سے یہ شمیم جان فزا

سنکے کچھ آواز یا ہو مضطرب
در پہ آئی زن شتابان با ادب

غنچہ سان خندان ہوئی ہر رنگ گل
نغمۂ بلبل ہوئی آواز گل

عزت و حرمت سے وہ خانہ شعار
لیگئی شوہر کو گھر مین ایکبار

اور لگی کہنے کہ تو صادق ہوا
جسکا تو مزدور ہے وہ ہے بڑا

اسخیاے دہر کا سرور مدام
بخشتا عاجز کو ہے گوہر تمام

بیعد ہے اسکا کل جود و کرم
کون ہمسر اسکا ہے اہل ہمم

اسکی بخشش یہ ہمہ پر بیقیاس
عمر بھر جسکا نہو شکر و سپاس

یعنی تھی مین آج بس محو جزع
کرتی تھی جسمین بڑی افسوس جزع

اتنے مین اک شخص نے دستک دی آ
مین اٹھی اور باہر آئی با حیا

دیکھتی ہون اک سوار سبز پوش
فرق سے تا گام ہے ملبوس ہوش

دیکھکر مجھکو سوار نامور
درج دربستہ سے لے آیا گہر

یعنی بولا اے کنیز با وفا
جسکی مزدوری مین ہے مولا ترا

اسنے بھیجا ہے مجھے اب تیرے پاس
تو نہو تکلیف و غم سے بدحواس

خدمت خلاق مین شوہر ترا
تین دن سے آجتک قایم رہا

کچھ نہین اسکو دیا دو دن تلک
پر وہ ہے رزاق انس و جن تلک

انس و جان کیا بلکہ ہین جتنے اہل جان
سبکا رازق ہے وہی روزی رسان

جمع کر رکھی جو کہ مزدوری وہ سب
تین دنکی آج مین لایا ہون اب

اور بولا وہ سوار پاک جان
بیکران جسکا ہوا وصف گران

کیونکہ وہ اپنے سے یہ حق کا پیام
میری خدمت مین ہی رہنا صبح و شام

جو مری طاعت کریگا تو بدل | دولت دارین ہوگی متصل | لہ کے اتنا وہ سوار خوش مقال | فیض سے مجھکو لگا کرنے بحال
یون کہا ای زن یہ میری ہاتھ سے | عابدِ خالص کی مزدوری ہے لے | ڈرتی ڈرتی سو ادب کے ساتھ سے | مین طبق لائی جو انکی ہاتھ سے
کھولکر سرپوش دیکھا مین جب | سکۂ زرین عدد تھا سرخ سب | قیمت ہر اشرفی دینار سی | جان از روئی بہا ای یار تھی
کرکے یہ باتین سبھی وہ مرد گوش | چشمۂ چشمو نسے لایا اشک جوش | اور کہا ای جان مین تجھسی کیا چھپاؤن | واقعہ جو حال کا ہی سب سناؤن
مین تری جنگ و جدل سے خوف کر | حیلہ سازی کرکے آیا سربسر | جسکی مزدوری مین تھا مین روز | وہ خدائی پاک ہی عالم فروز
خالق خلقت کریم کارساز | بادشاہ و ذوالجلال و بے نیاز | آج دیکھا مین نے جو حد سے سوا | تین دنسے ہمیہ ہے فاقہ بڑا
گھر مین خالی ہاتھ جاؤن کیا مین آج | بی بی کو حیلہ بتاؤن کیا مین آج | اس سبب سے ای مری ناموس و ننگ | ریت سے تھیلی کو بھر لایا ہون تنگ
گھر کے دروازے پہ اوسکو لا رکھا | یان نہ لا سکتا تھا جید خوف تھا | تھیلے آ اور اوسکی ریت پھینک | سرخ زر سے سردی عینین سینک
زن گئی وہ اوسکا منہ کھولا وہین | یعنی ڈالی ارض پر ریگ زمین | قدرت حق دیکھتی ہی کیا وہان | دُر و مروارید سے پُر ہے عیان
مرد و زن یہ دیکھ انعام خدا | لپنے اوپر فوق اکرام خدا | سجدۂ شکرانہ فوراً کر ادا | طاعت حق مین رہی صبح و مسا

تنبیہ

تجھسے اب کہتا ہون ای غفلت گزین | کھول آنکھین دیکھ بن اندھا نہین | ہی کریم ایسا خداوند جہان | ہی نوازش جسکی سب پر بیکران
استعانت خلق سی چاہی ہے تو | ہی مددگار و معین وہ موبمو | تو بھٹکتا کیون پھری ہی ہر کہین | رب تو ہی رزاق ذو القوۃ متین
زہد و تقوی حق کا خاطر سی بھلا | نفس کیخدمت مین رہتا ہی سدا | خدمت حق مین ہی جو باندھی کمر | وہ مراد اپنی کو پاوی ہے مگر
سوچ تو یہ بات ای بندے ذرا | خدمت بندہ وکری ہے جو ادا | بہتری چاہی ہو اوسکی وہ مدام | روبرو کہتا ہی اوسکو صبح و شام
پھر بھلا معبود ہو جو کارساز | اوسکی خدمت سے ہو کیون سرفراز | تیری محنت تو نہین برباد ہے | بارگاہ حق مین کب بیداد ہے
عبد کو مولی کیخدمت سے ضرور | دور کر سر سے یہ شیطانی غرور | جب کیا ابلیس نے ترک سجود | قہر حق نے تب کیا اوسپر ورود
کار شیطانی سی جب تو ہو قریب | کب ہو تجھکو رحمت رحمان نصیب | خانۂ خناس مین ہرگز نجا | کر آلہ الناس سے شرم و حیا
پیروی کر پیروان دین کی تو | خوئے بد کو ترک کر ہو نیک خو | منت مولی مین رہ دلشاد تو | منت مخلوق مت کر یاد تو
منت مخلوق کل آباد ہست | منت مولی ہمہ آباد ہست

حکایت نوین رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی

اسطرحسے کاتب چابک قدم | کاغذ طاعت پہ کرتا ہے رقم | رابعۂ بصری دلیل راستی | زہرۂ چرخ نقاد ایزدی
تھی ابھی لڑکی ہی چھوٹی دلربا | ناگہان اوسکی بفرمان قضا | باپ مان پہونچی سوی دار القرار | رہ گئی تنہا یتیم و دل فگار

قحط ایسے مین ہوا اکبارگی
خدمت مولی مین تھی یہ نیک کار
شب کو جب جاتا میان آرام مین
ہوشیار رہتی وہ ماہ شرف
یہ پڑھا کرتی صلوۃ اللیل کو
اس روش پر جبکہ گذری چند روز
ایک بیک مولی وہ اسکا خواب سے
دیکھتا کیا ہی وہ سر آرائی پاک
جانتا ہی تو مجھے جو کچھ کہ ہون
نام تیرا ہی مری جانکو غذا
مین تری لونڈی ہون ای رب الانام
تونے اک بندے کے اپنا تابع کیا
بندگی تیری ہی جان قالب مومنین
قدرت حق سے وہ قندیل ضیا
دیکھکر وہ مرد یہ احوال سب
کانپتا تھا صورت مہر سپہر
رات کاٹی شمع سان جل اور پگھل
رابعہ ہوتے ہی دن ستون ر...
رابعہ کو دیکھکر وہ اہل دل
مین ترے ... حوال سے تھا بیخبر
تجکو خدمت سے کیا آزاد اب
چھوڑ بستی جانب صحرا روان
طاق ہو عالم سے وہ عالم فروز

پائی سب مخلوق نے آوارگی
جان و دلسے رات اور دن استوار
ہوتی یہ مشغول اپنے کام مین
جاتی مولای حقیقی کیطرف
صبح ہوتے باہر آتی نیک خو
ایک شب وہ ماہتاب شب فروز
باہر آیا اٹھ دل بیتاب سے
سر کھی ہی رابعہ بالائے خاک
ای مرے رب عالم سر درون
خواب میرا یاد ہی تیری سدا
کچھ نہین مخلوق کی خدمت سے کام
اس سبب طاعت ہے تیری کم ادا
گر نہوتا یہین جان طالب مومنین
رابعہ کے سر سے تھا اونچا ذرا
تھا کھڑا حیران جو ابن سند عجب
چرخ تن پر چرخ لایا مثل مہر
مثل پروانہ رہا دل فی المثل
خواجہ پاس آئی تب اپنے نور سے
حرمت و تعظیم مین ہو مشتغل
اب ہوا معلوم ای روشن گہر
جسطرف چاہی چلی جا شاد اب
ہو گئی وہ طالب مولی وہان
طاعت حق مین ہی دردمند

رابعہ کو لیگیا اک بد سیر
صبح سے تا شام محنت مین رہی
دوسرا گھر تھا اکیلا اوسمین جا
کر طہارت اور بچھا کر جا نماز
اور میان اپنے کے آکر روبرو
خدمت حقیقی مین تھی وہ باصدق و جان
دوسری گھر مین سنی آواز جب
اور کہی ہی ای خداوند جہان
مین بجا لاؤن تری فرمانبری
مر گئے مادر پدر مین ہون یتیم
کیا کرون پر ای مری پروردگار
گر نہوتی خلق کی خدمت مین مین
اور اک قندیل روشن تھا وہان
نور کے پرتو سے گھر تھا جون لہر
رابعہ کا دیکھ یہ پوشیدہ بھید
ابر کی مانند رویا زار زار
بھر کے چشمہ مین انجم عرق کر
دیکھ خواجہ کے تئین زار و نزار
یون لگا کہنے بصد عجز و نیاز
ہو گئی ہو جو خطا حق مین ترے
رابعہ حرہو کے بھاگی اسطرح
کنج تنہائی مین پھر غمدیدہ تھی
بوریے پر رات دن وہ باوفا

اور بچا از بر لیے سیم و زر
اور خدا کیواسطے روزہ رکھی
بندگی حق کی کیا کرتی ادا
آگے خالق کے بصد عجز و نیاز
دن سبھی خدمت مین تھی وہ دیدہ ور
تیر سی قامت کو کر خم جون کمان
جلد آیا اوسمین ہو کر مضطرب
حال میرا خوب ہی تجھپر عیان
روشنی چشم ہی خدمت تری
ہے وسیلہ تیرا یارب الکریم
ہون تری پروردہ اب تا بعد از
روز و شب رہتی ہی طاعت مین
صورت لعل و گہر چشمک زنان
تھا منور سر بسر رشک قمر
تھرتھراتا تھا برنگ شاخ بید
برق آسا دمبدم تھا بیقرار
جبکہ بحر چرخ آیا موج پر
دامین اپنے ڈرکے خدمتگذار
ای خدا کی دوستدار پاکباز
بخش وہ مجکو خدا کے واسطے
جانور بیخبر ایسے چھوٹے جسطرح
گنج مخفی کی طرح پوشیدہ تھی
بے ریا کرتی ادا طاعت مدام

رانکو جون شمع رہتی سوختہ
دنکو جون خورشید جان افروختہ
روز و شب کرتی خدا کی بندگی
خوب ہی جلنے تھی سرافگندگی
اتفاقاً آگیا کوئی وہان
دیکھکر اوسکے تئین یون نیجان
اسطرح بولا کہ ای فرخندہ خو
کیون اوٹھاتی ہے مشقت اتنی تو
بندگی اللہ کی ہے خوب پر
اپنے اوپر بھی ذرا تو دہیان دہر
گر تعین وقت کوئی روز و شب
اسقدر مت کھینچ کل رنج و تعب
رابعہ بولی کہ سن اے نیکنام
مین یہ چاہتی ہون کہ در رہ قیام
کر مری تکلیف و محنت کو قبول
سرخرو لاوی خدا پیش رسول
ہون ہمیشہ میرے مجھسے شاد شاد
یون کہین ای زن تجھے تحسین باد
کر کے اس میدان محشر مین نگاہ
مجھسے ہون خوشنود وہ ہمت بناہ
اس لئے ای شخص ہو نہین پائدار
بندگی حق مین دائم دلفگار
الغرض تھی رابعہ صبح و مسا
حق کی طاعت مین ہمیشہ استوا
سر جھکا مالک کے آگے با نیاز
ہوگئی دونو جہان مین سرفراز
نقل ہے اکوقت مین وہ نیک رو
گھر سے نکلی حج بیت اللہ کو
ہر منازل قطع کر وہ پاک پئے
قافلے کے ساتھ کرتی راہ طے
باردار ہمراہ بھی تھا اک گدہا
جسپر اسباب سفر رہتا سدا
مرگیا وہ خر اجل سے ناگہان
رابعہ کا دل ہوا اسپر طپان
بوجھ اوٹھانیکو کوئی مرکب نتھا
ساتھ اوسکے اور کوئی خر نتھا
قافلے کے لوگ سب اکبارگی
رابعہ کی دیکھکر لاچارگی
جمع آئے جون ثریا ملکے سب
کہتے تھے ای زہرۂ چرخ عرب
باربرداری تری کرتے ہین ہم
خاک سے اوٹھ اور نہ لا خاطر پہ غم
رابعہ بولی کہ مجھکو تم تمام
چھوڑ کر جاؤ خدا پر والسلام
مین نہین تکیہ سمجھ ہمراہ کا
آئی ہون کر قصد بیت اللہ کا
ہی بھروسہ جسپہ اب حاضر ہو وہ
حال پر میرے بڑا ناظر ہی وہ
لوگ یہ سنکر گئے سب ق وار
رابعہ تنہا رہی جنگل مین زار
رکھ کے سر سجدہ مین با عجز و ادب
رابعہ کہنے لگی اے پاک رب
مجھکو اپنے بیت پر بلوا کے یون
راہ مین خر کو کیا معدوم کیون
قافلے والون سے مجھکو کر جدا
بیشۂ ویران مین ڈیرا دیا
رابعہ نے جب یہ خالق سے کہا
جو مرا تھا خر وہین زندہ ہوا
حی و قیوم ہی وہ قادر کارساز
سرفگندونکو کرے ہے سرفراز
رابعہ سر پر چلی کالا اوٹھا
باد کی صورت ہوا وہ خر ہوا
آئین طے کر گیا منزل کو خر
سب سے آگے جاکے پھونچا بیخطر

تنبیہ

قدرت حق دیکھ اے مرد خدا
کسطرح اللہ ہے حاجت روا
سوزش زن دہیان کر اور مرد ہو
سردی دلسے نہ اصلا سرد ہو
دلسے رہ ہر دم خدا کی یاد مین
عمر سب کھودے اسی فریاد مین
دامن دین دوست ہمت سے نہ چھوڑ
لذت دنیا کا رشتہ دلسے توڑ
غم مین خوش رہ صورت مردان حق
رہ خدا کے دہیان ہی مین لق و دق
کب تلک آرام جان پر دل لگا
مرضی مولا سے رہو یگا ورا
بندگان راہ حق کی پیروی
کر سدا اور نفس کو مت کر قوی
تو پڑا ہے پردۂ غفلت مین اب
زندگی کا وقت ہی برباد سب
کوچ تیرا جسگھڑی عالم سے ہو
رو ویگا اسدم پیاری عمر کو
زندگی جبتک ہے کرے بندگی
بندگی مین ڈال سرافگندگی
مرد ہو مردان حق کی راہ لے
زن سے کم ہمت نہ بن ای باؤلے
راہ پاکان را برو ای مرد راہ
منزل معبود خود را کن نگاہ

حکایت دسوین ایک مرد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی

ہی روایت اسطرح ای ارجمند / اک بزرگ پیر سالہ مستمند
گرمی معدہ سے ہو کر تشنہ لب / اک جوان کے در پر آیا مضطرب
سوزش دل سے پکارا پھر وہان / تشنگی سے مین ہوا ہون نیم جان
اک کنیزک ہاتھ مین لے جام آب / گھر سے آئی دوڑتی باہر شتاب
دیکھ بولی پیر کو ای واعجب / کیون تری حق مین نہین کچھ خوف رب
ہو گئی داڑھی تری مثل کپاس / ہی پڑا تن پر ترے اُجلا لباس
باوجود اسکے نہین تو روزہ دار / شرم حق دل سے بھلائی ایکبار
آب پیتا ہی خدا سے ہو نڈر / تشنگی روز جزا کی بھول کر
نے کسی کا بندۂ خدمت ہی تو / پھر بھلا کیون بھولتا طاعت سے تو
ایک دنیادار کی مین ہون کنیز / سُن لے میرا ماجرا اور کر تمیز
خدمت خاوند مین مین دن تمام / دست بستہ ہو کی رہتی ہون مدام
ایک مولی ہی نہین اطفال زن / ہی بسا گھر اُوسکے اے پیر کہن
ہون سبھونکی ہر گھڑی خدمتگزار / اور رہتی ہون ہمیشہ روزہ دار
کاٹتی ہون بندگی حق مین شب / خواب بن گذری ہی مجھپر رات سب
دیکھہ میرا حال ای پیر زمان / کر نظر سوئے خداوند جہان
سُنکے یہ باتین سبھی وہ کہنہ سال / پائی عزت کے تلے ہو پائمال
یون لگا کہنے تعجب ہے دلا / زن کا ہو یہ حال ہی عبرت کی جا
اور رہی تو روز بند نان و آب / رات کو شب بھر رہی مشغول خواب

تنبیہ

ہمت زن دیکھ ای مرد خدا / مرد سے نامرد مت بن ہیز سا
سیکھ ایسی زن سے تو مردانگی / گر ہی تجھمین شمہ بھی فرزانگی
سوچ جس زن مین ہو مردی کا نشان / مرد سے بہتر ہے وہ زن جاودان
لاف مردی مار ہر دم مرد وش / چھوڑ دی اس نفس کی کل کشمکش
محنت مردان حق پر کر تمیز / مفت کیون کھوتا ہی یہ عمر عزیز
طاعت حق مین ہی ہر دم رکھ قدم / بندگی رب مین ہر دم مار دم
گرچہ ہے تو طالب سرّ آلہ / نفس کو ہر آن رکھ خوار و تباہ
اندرون را دار خالی زاب و نان / تا کہ نور معرفت بینی در آن

حکایت گیارھوین ایک مرد رحمۃ اللہ علیہ کی

اک بزرگ پاکباز باشرف / آگیا بردہ فروشون کی طرف
اک کنیزک صورت بدر منیر / تھی وہان موجود بندو کمین اسیر
ہاتھ مین لے اوسکو اک بردہ فروش / اسطرح کہتا تھا باجوش خروش
ہی کوئی جو اسکے دس دینار دے / اور اس محبوبہ و دلبر کو لے
یہ بزرگ صاحب دل حق شناس / اُس کنیزک خوبرو کے آکے پاس
یون لگا کہنے کہ سُن ای مہ جبین / مول لیتا ہون تجھے ای نازنین
وہ کنیزک یہ سخن سُن چاہ سی / ہنس پڑی جون گل ادا کی راہ سے
شیخ سمجھے دلمین دیوانی ہے یہ / سوتی سودائی کی مستانی ہی یہ
بات کچھ مجھسے نہ کی اور ہنس دیا / بے محل ہنسنا نہایت ہے برا
شیخ اتنا جی مین سوچے پر کنیز / پھر لگی کہنے کہ سُن لے العزیز
مین نہین مجنون نہ ہون آشفتہ حال / عشق باطن کا یہ رکھتی ہون کمال
دل مرا اصل سوئے محبوب ہی / کیا جنون کچھ عارفی سے خوب ہے
شیخ بولے پاک ہی ایزد تعال / ہی عجائب دلربا اسکا مقال
کسنے اسکو میرے دلکی راز سے / کر دیا آگاہ اس انداز سے

بولی پھر اُس سے کنیزک رازدان   مجھکو بتلاتا ہے وہ سِرّ نہان
شیخ سنکر اُس کنیزک کی کلام   مول لیکر بنگئے اوسکے غلام
شیخ بولے ہے مجھے قرآن یاد   بولی وہ پڑھکر سُنا کر دلکو شاد
ہی منور ساز قلبِ عاشقان   ہی ضیا بخش ضمیر عارفان
شیخ نے خوش ہو بہت سُن یہ کلام   پڑھ دیا اُسنے تعوذ کو تمام
ہوش سے جاتی رہی بیہوش ہو   دیر تک خاموش تھی پر جوش وہ
شیخ بسم اللہ لگے پڑھنے تمام   سُنکے بولی وہ کنیز خوش کلام
روز فردا جنت الاعلیٰ مین جب   ہوگا عاشق کی تئین دیدار رب
شیخ پھر القصہ اوسکو ساتھ لے   شاد ہوکر گھر کو آئے راہ سے
اوٹھ ذرا میری بچھونی کو بچھا   نیند کا آنکھون مین نشہ چھا گیا
رات کو کرتا ہے کیا آرام تو   کام سے رہتا ہی کیا ناکام تو
بولی وہ اللہ بھی سوتا ہی کیا   شیخ بولے اے کنیز باوفا
پھر لگی کہنے کنیز نامور   شرم آتی ہے نہین تجھکو مگر
روبرو مولیٰ کے اے مردِ سعید   پاؤن پھیلانا ادب سے ہی بعید
سوز دل سے بولی پھر وہ نیکنام   خواب کرتا ہی محبوب پر حرام

جسپہ کُل روشن خفی و غیب ہی   علم اُسکا بی شک و لاریب ہے
شیخ سے بولی کنیز پاک جان   حفظ ہی قرآن تجھکو اے میان
ہی بہار باغ جان قرآن پاک   تو بتائے دیدگان قرآن پاک
ہی انیس دردمندان بلا   ہی رفیق و مونس روز جزا
تو بتا تسمیہ بھی پہونچی نہین   آہ مار اک گر گئی وہ برزمین
بیخودی سی پھر خود مین رکھ قدم   بولی بسم اللہ پڑھ اے محترم
اس سرائے بے بقائے خام پر   نام حق رکھتا ہی لذت اسقدر
چکھ سکیگا لذت دیدار کیون   جو مزے سے نام کے ہے آج یون
دن گیا اور شب ہوئی آ آشکار   شیخ بولے اے کنیز باوقار
کرکے وا رنگ غنچہ دہن   یون لگی کہنے کہ اے شیخ زمن
شیخ بولے آدمی کو ہے ضرور   خواب کرنا خواب مین ہونا صبور
ہی سراسر تیری بیہودہ یہ بات   خواب کب ہے حق تعالیٰ کی صفات
جو نہین سوتا خدائے کارساز   کیون کرے ہے پاؤن توانے دراز
ایسی بے ادبی نہین آتی پسند   خلق کو خالق کو مت پہونچا گزند
عجبا للمحب کیف ینام   کل نوم علی المحب حرام

شیخ یہ سُنکر بہت حیران ہوا   مثل شاخ بید تن لرزان ہوا

تنبیہ

دیدۂ دل کھول اے نادان اب   خواب غفلت ہیچ ہے اکبر تعب
دوست کی خدمت سے یون ہو کر جدا   دوستی چاہی ہے پھر نام خدا
پھیر دے دلکو خیال خام سے   پیروی نفس نافرجام سے
حق کی طاعتین ہین دائم حق پرست   خواب غفلت سے ہین یکسو چہار دست

تو بھری ہے اب دم یاری اگر   تو حضور دوست رہ شام و سحر
ہر گھڑی مولیٰ ہے تیری سامنے   تو ہوا گم کردہ رہ پھر کس لئے
بندگی اللہ کی کر صبح و شام   غیر کی طاعت سے اپنے دلکو تھام
گر توانی ذالک الفوز الکبیر   در وجود ترک کن نوم کثیر

حکایت بارھوین ایک مرد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل یون کرتا ہے راوی خوش مقال   اک بزرگ نامور صاحب کمال
بیچتا ہے وان کوئی بردہ فروش   اک غلام نیک سیرت تیز ہوش
شہر کے بازار مین آ ایک روز   دیکھتا کیا ہے وہ مرد دردوسوز
سر جھکائے ہے کھڑا با صد ادب   یہ گئے نزدیک اُسکے مضطرب

اور کہا یون ای غلام خوبرو
ہی تری لینے کی مجھکو آرزو

چاہتا ہے دل ترا کس بات کو
بولا وہ مجھکو نہین کچھ جستجو

اور کہا مین ہون میانکا اک غلام
مجھکو خواہش غیر خواہش کیا ہی کام

پھر کہا کیا نام ہے تیرا بتا
بولا تجھکو نام سے ہے کام کیا

تو پکاریگا مجھے جس نام سے
کام مین تیرا کرونگا کام سے

کیا کریگا کام بولے پارسا
بولا وہ جو کچھ کہ تو فرمائیگا

شیخ بولے کیا بھلا کھاویگا تو
بولا وہ دربیش جو لاویگا تو

پھر کہا کیسے تو پہنیگا ثیاب
بولا وہ جیسے سے ہوؤن کامیاب

شیخ سمجھے ہے غلام نیک کار
زیرک و دانا خردور ہوشیار

مول لینا ہے ضرور اسکے تئین
پھر غلام ایسا ملے مجھکو نہین

شیخ سے کہنے لگا پھر وہ غلام
گر مجھے لیتا ہے ای شیخ انام

پہلے کر دو شرط مجھسے استوار
پھر مجھے لے شوق سے ای نامدار

ہو وہی داخل جسگھڑی وقت نماز
لطف کر خدمت سے رکھ خدمت سے باز

تا ادا کر سجدۂ پروردگار
تیری خدمتمین رہون آمادہ کار

کام مین تیری گماؤن روز و شب
پر نہ مین خدمتمین آؤن روز شب

جب چھپے مغرب مین جا شمس فلک
اور عیان نور قمر کی ہو جھلک

مہر سے کرنا مجھے اوسدم رہا
جبتلک روشن ہو ضوء سہا

پھر نہ فرمانا مجھے کچھ کام تو
صبح تک لینا نہ میرا نام تو

شیخ کر فی الحال یہ شرطین پذیر
لیگئے گھر اپنے مولی بینظیر

دنکو بیش شیخ رہتا وہ غلام
مہر آسا غیب ہوتا وقت شام

صبح کے ہوتے ہی آتا جلد تر
شام تک رہتا وہان بستہ کمر

شیخ پیچھے آئے اوسکے ایک شام
تو کہان جاتا ہی دیکھون یہ غلام

وہ غلامِ نیک نام و مستطاب
پھونچا اک صحرائی ویرانمین شتاب

گور اک کھودی ہی وان مانند غار
اوترا جا اوس قبر مین وہ نیک کار

اور اوسکے بیچ باعجز و نیاز
شورش دلسے لگا پڑھنے نماز

شیخ نے دیکھا جو بھر کر اک نگاہ
پرضیا تھی گور مثلِ صبح گاہ

اک معلّق سر پہ تھا قندیل نور
شمس بھی شرمندہ ہو جسکے حضور

بعد اسکے وہ غلام دلفروز
خاک پر سر کو جھکا با درد و سوز

اسطرح کہنے لگا ہو جان گداز
ای خدائے مہربان عاجز نواز

راز ہی ہر ایک کا تجھپر عیان
ایک ذرہ بھی نہین تجھسے نہان

سبکا خلوت گاہ لطف اللیل ہے
فرح جو اوسمین دلونکا میل ہے

مستی دنیا کی ہے جسکو طلب
نشۂ عشرت مین ہی وہ روز و شب

عاقبت کی جسکو ہے کچھ آرزو
وہ کرے ہی مقصد اپنا جستجو

یہ غلام روسیہ بندہ ترا
محض ڈھونڈہی ہے تجھے ای کبریا

تو مراد اسکی عطا کر اے کریم
یعنی دلبر کھولدے ستر قدیم

چاہ چاہے ہے تری یہ ای حبیب
تو نکر اپنے کرم سے بے نصیب

رات بھر القصہ باعجز و نیاز
سر رکھے تھا خاک پر جو پائی راز

جب جھکا کر شمس پشت لیل کو
پہلوان روز پر آیا بروز

شیخ تب ہو کر نہایت بیقرار
جا گرے ہی اوس گور مین بی اختیار

اور غلام باصفا کے پاؤن پر
رکھ کے سر بولے کہ سن ای نامور

کر دعا میرے لئے بھی تو ذرا
مین ترا ہون دوستدار باوفا

وہ غلام صاف باطن نیکمرد
بھر کے بولا گرم دلسے آہِ سرد

اور کہا ایخواجہ مقبولِ جان
مجھمین اور تجھمین تھا جو رازِ نہان

ہوگیا وہ بھید سارا آشکار
زندگانی خوش نہین اب نیہار

بول یون اور سر رکھا سجدے مین جا
پھول مرجھا کر گرے جون نیچے آ

جان بحق تسلیم کی اپنی وہان
لمعۂ خور مین ہوا ذرہ نہان

شوق دل پر رکھ کے امید لقا / جان جانان پر فدا ہو جا ملا

دعا

رحمت حق جون ہوئی اوسپر نثار / کر خدا ہمکو بھی دلسے کامگار

عشق مین مار اپنے زندہ کر ہمین / عارفونمین اپنے کر ہمسر ہمین

زندہ ہی جو راہ مین تیری موا / جو موا تجھپر وہی زندہ ہوا

جیتے جی ہمکو یہان پژمردہ کر / مثل گلزار خزان افسردہ کر

بحر وحدت سے ہمین کر آشنا / تا کہ بیخود ہو کے مارین دست و پا

ساحل مقصود پر پہونچا شتاب / صورت گرداب مت دی پیچ و تاب

دہ ازین دریا تن مارا عبور / تا نگردد غرق تا روز نشور

حکایت تیرھوین عبداللہ طاہر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی یون کا خامۂ عزر قم / قصۂ پیشیبان کو کر رقم

یون کہی ہی صاحب تخت و کلاہ / تھا جو عبداللہ طاہر بادشاہ

دادگستر خلق پرور اہل عدل / سرور ہر ایک سرور اہل عدل

ماہ کے ہمشکل تھا روشن جمال / جسکی ابرو کا نمونہ ہی ہلال

دیکھکر جسکی پلک ہے آشکار / تیر مژگان پر دل خوبان شکار

قصہ کوتہ دیکھ اُسکو ایک زن / ہو گئی مجنون و مفتون نعرہ زن

صورت سیماب ہو پر اضطرار / برق سان رہتی ہمیشہ بیقرار

رات دن رکھتی تھی جانانکی طلب / عندلیب آسا گلستانکی طلب

پر کہان وہ بادشاہ نامور / اور کہان یہ زن دریوزہ گر

بار کب پاتی جو دیکھے اوسکو جا / داخل رنج و الم تھی مبتلا

بعد کتنے روز کے اک وقت پر / باہر آیا وہ شہ روشن سیر

خادمونکے ساتھ کر عزم شکار / سوئے صحرا نکلا جون فصل بہار

یہ زن بیچارہ عاشق وصل جو / طے کرے تھی مقدم معشوق کو

جبکہ نخچیر زمین وان پایا گذر / گھیر نیکو صید کے ادہر اودہر

بٹ گئے سب خادمان و چاکران / اور رہا تنہا شہ عالی مکان

بس غنیمت جان کے فرصت وہ زن / زود آئی نزد شاہ نیک ظن

کھولکر اپنی زبان شعلہ فشان / بیقراری کی سبھی اپنی بیان

سوزش دلسے کیا عرض کلام / وصل سی اپنے مجھے کر شاد کام

عشق کے خنجر سی ہون سینہ فگار / غم سہے ہین وصل کا کر انتظار

حسن کے اقلیم کا فرمان روا / ساتھ اوسکے عاجزیسے بولا وہ تھا

ای زن بیدل مجھی معذور رکھ / دل کو اپنے اس ہوس سے دور رکھ

کام سی ایسی مین اب مجبور ہون / خواہش نفس بد لیسے دور ہون

بولی زن ای خانۂ تن کے چراغ / عشق سی تیری ہی سینہ داغ داغ

وصل کا شربت نہین دیتا اگر / تو مجھے تیر ید بوسہ دے مگر

پھر لگا کہنے وہ شاہ محترم / اسکے بدلے مجھسے لے دس سو درم

زن ہوئی مانع پھر عبداللہ نے / بادشاہ خلق حق آگاہ نے

اور اوسپر کر دیا افزود زر / بس قبول عشق سے ہو بیخبر

نکلی وہ جل عاشقی کی نار سے / اک ہزار اور پانچسو دینار لے

پھر وہ عبداللہ گھوڑے لیسے اوتر / عاجزی سے سر کو رکھکر خاک پر

سجدہ مین دہر فرق با عجز و نیاز / کہتے تھے ای رہنما و کارساز

ہی قوی تیری مدد سے ناتوان / اور قوی کو بے ستون رکھی عیان

ہون جوان چون تیر نصف النہار / چشمۂ شہوت ہی مجھمین بدار

باوجود اسکے مین تجھپر کر نگاه	چھوڑتا ہون فعل بد کی رسم و راه	توگنہگارونکا ہے آمرزگار	دی بشارت تاکہ جی پاوی قرار
شاه نے جسوقت کی یہ التجا	ہاتفِ غیبی سے آئی یون ندا	توہی عبدالله طاہر پاک جان	لطف سی تجھکو کیا مین اہلِ شان
جو تھا اور تھا ترا جرم و خطا	بخش کر تجھکو بنایا پارسا	دوستونمین ہے مری تیرا شمار	میری رحمت ہی تری اوپر نثار

تنبیہ

سُن لے اب ای مرد دانا ذی عقول	عقل کو دی دخل ور مت جہول	جس نے رکھا نفس سرکش کو خراب	وه ہوا فیض خدا سی فیضیاب
نفس کی خاطر نکر شہوت کو مار	تا ہو تجھپر سرد سب دوزخ کی نار	اور نگہ رکھو تجھے ربِّ برین	اس مکان مین اوس مکان مین ہو کہین
حق ترا محفوظ دارد از بلا			ازامان خویش در ہر دو سرا

حکایت چودھوین لقمان حکیم رحمۃ الله علیہ کی

یون لکھی ہے راوئ سیرِ قدیم	سابقین مین ہی جو لقمان حکیم	مردم کوتاه قد شکل سیاه	لیک روشن دل برنگِ مہر و ماه
سوق مین جب بیچنے لائے انہین	لوگ کچھ کچھ بولتے تھے مول مین	عاقبت پھر ایک دہقان نے لیا	دی ثمن مین سیم و زر سب سی سوا
خانۂ دہقان مین جب لقمان آئے	آپکو تا وقت شب خدمت مین لائے	رات کی ہوتی ہی اک گوشے مین جا	بندگی الله کی لاتے بجا
روز روشن جبکہ ہوتا آشکار	ہوتی آ کر خواجہ کے خدمتگزار	خدمتِ مولی کرین تا وقتِ شام	شبکو حق کی یاد مین کاٹین مدام
جبکہ گزری اسطرح سے چند روز	پھر تو لقمان ایک شب با درد و سوز	آئی اپنے خواجہ کی بالین پر	باادب استاده ہو جو کی نظر
دیکھا خواجہ اپنے کو نت خواب مین	غرق تھا غفلت ہی کے گرداب مین	ایک ساعت وان کھڑے خاموش تھے	ڈرتے ڈرتے پھر جگایا خواب سے
اور کہا نارِ جہنم گرم کر	کرتے ہین آراستہ جنت کا گھر	ہی جسی جنات تجری کا خیال	وه کری اسکی طلب مین ابتہال
آتشِ دوزخ سے بھی چاہی پناه	ہے کرم گستر خدا کی بارگاه	خواب اس صورت نہین کرنا روا	رات ساری سُن لے ای عبد خدا
بولا دہقان ای غلام پاک جان	حق تعالی ہی غفورِ مجرمان	جا یہانسے کام کر اپنا ادا	تجھکو میری راتکے سونے سے کیا
سُنکے یون پیچھے پھری لقمان حق	نورِ چشمِ بینش عرفان حق	بعد اک ساعت کی آئی پھر وہان	خواب مین خواجہ کو پایا پھر وہان
پھر جگایا اور کہا ای نیک پے	چلنے والے کر گئے سب راه طے	ایک بیک رستے سے گذرا کاروان	جالگی منزل سے اپنے راستان
تجھکو بھی چلنا ہی رستے کا ضرور	اوٹھ ذرا اتنا نہ رہ منزل سے دور	راه کا کر برگ عیش اپنا تیار	منزلِ جانان مین تا پاوی قرار
پھر کہا دہقان نے ای نیکدم	ہین بجا باتین یہ تیری یک قلم	لیک ہی لاریب وه ربِّ جہان	حال پر بندونکے اپنے مہربان
دوست کو دیگا نہین دشمن کی جا	دوستدارِ دوست ہی وه کبریا	بولی پھر لقمان ہی وه دوستِ رب	دوستی مین جو رہی ہی روز و شب
شاکر ایسے دوست کا جو کہ نہو	کیون بھلا معلوم ہو وه دوست کو	دوستونکو دشمنونکی کب سزا	دیتا ہی وه مالکِ روزِ جزا
خاک مین جو بویا جاوی تخم خا	تو نہین اوگنے کا گلبن زینہار	تخمِ گل سی ہی نکلتی شاخِ گل	خار سے نکلین تو نکلین خارِ گل

الغرض جب شب گئی باقیل وقال — شرق سی پیدا ہوا مہر جلال
تھا جو وہ مرد خدا دہقان صفات — تخم جو لقمان کو دی بولا یہ بات
جاتو اب جلدی فلانی ارض پر — ڈالدی یہ جو زمین کو کھود کر
لیکے تخم جو کو لقمان باخبر — آئے وانسے ایک ہمسائی کے گھر
تخم جو دیکر لئے رائی کے بیج — خاک مین جا ڈالدئے رائی کے بیج
بعد چند ایام دہقانی خمیر — اُس زمین پر آیا جلدی شکل تیر
دیکھتا کیا ہی اوگی رائی تمام — بولا پھر لقمان سے اے نیکنام
مین تو بونیکو دئے تھے جو تجھے — کیون جمی ہی رائی حیرت ہی مجھے
جو سے رائی کیون ہوئی ہی شاخدار — کر ذرا یہ راز مجھپر آشکار
بولے پھر لقمان ای نیکو صفات — جو سی رائی ہو نہین جان اتنی بات
باوجود اسکے تجھے ہی کیون گمان — جو بدی نیکی ہی سمجھے ایک سان
تخم بد سے بد ہی نکلے ہے شجر — اور بد کا بد ہی لٹکے ہے ثمر
نیک دانی کا ہی لگتا نیک پھل — بد عمل سے کب ملے احسن عمل
گرچہ ہے غفار وہ ربّ الکریم — پر ہمین خدمت ہی کار مستقیم
روز و شب مالک کا رہ خدمتگزار — تا کرے مولی ترا تجھکو پیار
گر کری طاعت مین رب کی کاہلی — لطف حق پر ہو تجھے لاحاصلی

تنبیہ

خوابمین گر سوئے گا یونہی مدام — دیکھے گا اوس مہ کو کب بالائے بام
شمع وش جل شب کو رکھ ثابت قدم — جون تپنگا خواب مت کر ایکدم
صبح ہوتی ہی نکل خورشید وش — غرق طاعت ہو سنبھل خورشید وش
ترک کردی راحت تن یک قلم — رنج و محنت سے سدا ہو جا بہم
گرچہ آوی تجھپہ بحر غم او بل — غرق ہوجا اوسمین باہمت اوچھل
صورت دریا نکر جوش و خروش — جوڑ کر لب رہ صدف آسا خموش
آبکو جب اسطرح پاویگا تو — لولوئے شہوار بنجاوے گا تو
راہ مولی مین بڑھانا ہر قدم — خون دل پینا ہی اپنا دمبدم
عشق مین ہی ایک پر شرط قوی — غم مین آکر بھول مت حق کو وری
رنج حق سے رہ ہمیشہ باشکوہ — استقامت مین قدم رکھ شکل کوہ
استقامت گر کنی در راہ حق — در گروہ عاشقان واری سبق

حکایت پندرھوین عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی

غوطہ زن ہو لایا راوی مقال — بحر لفظون سے در معنی نکال
یعنی کہتا ہے یہ قصہ دلپسند — جو تھی عبد اللہ مبارک ارجمند
آئے اکدن باہمہ عز و شرف — مصر یو نکلے قید خانیکی طرف
اک غلام صاف باطن باخبر — تھا کھڑا عاجز در زندان پر
دیکھ عبد اللہ کو ایسے کہا — جانب من ای خراسانی بیا
جب گئے نزدیک شیخ حق پذیر — پایا اک کالا غلام بے نظیر
چوب اسود کی طرح رنگ سیاہ — آہ سے دلکی جلا مانند کاہ
دونون پا مین جو پڑی زنجیر ہے — مار کی صورت پئے تسخیر ہے
اور گلی مین طوق آہن ہی پڑا — اشک کا طوفان ہی آنکھون مین بھرا
دیکھکر پھر شیخ کو بولا وہان — کیا ہی عبد اللہ مبارک تو میان
نام سنکر شیخ کو آیا عجب — اور کہا دیکھا مجھے تو نے ہے کب
جانتا ہے جو پکارا لیکے نام — صاحب عرفان ہی یا تو ای غلام
بولا پھر وہ رازدان پاک جان — صبح کا جس آن ہو مطلع عیان
دوست کی خدمتمین تو پاوے قیام — تو یہ عبد اللہ مرا پہونچا پیام

روسیہ تیرا غلام دردمند / آتش غم مین جلے ہی جون سپند
دو دمان میری سے مجھکو کر جدا / درد و غم کے دام مین رکھا پھنسا
سلسلہ پانو مین اور گردن مین طوق / ہین اسیرونکی طرح یہ تحت و فوق
مجھکو اس دکھ سے نہین کچھ بھی ہی غم / ہی تری درگاہ عزت کی قسم
اور زمین ساتون سلاسل کیطرح / پانو مین ڈالی مری گل کیطرح
تو کریگا مجھپہ جو جور و ستم / سو سہونگا ہوکے شادان دمبدم
اور کہہ میری طرف سے یا کریم / خنجر غم سے ہے دل میرا دو نیم
اور کیا مجنون مرا مشہور نام / مجھکو دیوانہ کہی ہین خاص و عام
تو کہی تھا دوست کھتا ہون تجھے / دوست کہہ ذلت مین ڈالا ہی مجھے
حلقۂ ہفت آسمان گر طوق کر / اس مری گردن مین ڈالے زیر بر سر
پر نچھوڑونگا مین تیری دوستی / ہوئیگی مضبوط میری دوستی
دوستی تیری نہین دلبر کڑی / لمحہ لمحہ لحظہ لحظہ ہر گھڑی
بلکہ بڑھتی ہی محبت تیری ور / خوب آتا ہی نظر الفت کا طور

تنبیہ

ای میان اب بوجھ یہ باتین مری / گر جگائین عقل نے راتین تری
تو تھکا چلنے سے اور ہی سخت راہ / کسطرح تیرا ہوا اس رہ مین نباہ
راہ رہبر کا پتہ اوسکو لگے / رنج مین جو راضی و صابر رہے
دوستون پر وہ خداوند جہان / ہی ہمیشہ رنج اور محنت رسان
سر پہ تیری آگرے گر کوہ درد / پائی محکم سے کھڑا رہ بنکے مرد
دوستی مت کر کسی سے زینہار / نفس کی خواہش پہ سو پاپوش مار
بخت خوابیدہ کو نت ہشیار کر / توشۂ راہ سفر تیار کر
دیکھ مردان خدا کی صابری / ہی رہ مشکل مین انکو رہروی
ہی نہین جسکے تئین ہمت بلند / لاف ان ہی عشق مین ناارجمند
دوست ہونا ہی تو ہو کر سخت تر / خون دل پی جا بلے لخت جگر
چھوڑ دی آسودگی و عیش و ناز / زہد و تقوی مین قدم رکھ بانیاز
دوستی غیر حق قاتل سم است / دوستی ماسوی زائل ہم است

حکایت سترھوین غلام باخدا رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل یون کرتا ہی راوی خوش کلام / گھر تھا عبداللہ کی بھی اک غلام
اکدرم مولی کو اپنے لاکے دے / پھر تو اوسکا جی جہان چاہی رہے
مجھکو یہ میرا غلام دل فروز / اک درم دیتا ہی لا ہر ایک روز
ایک شب دیکھا ہی مینے کر نظر / تیرا خادم ایک حفر گور کر
اور مجھی اوسدم ہوا اسپر یہ ظن / بس چرا کر بیچتا ہے یہ کفن
شیخ یہ سنکر ہوئے پر اضطراب / شرم سے تر ہو گیا تن مثل آب
پھونچا قبرستان مین وہ نیک خو / شیخ بھی پیچھے گئے پوشیدہ ہو
دیکھتا کیا ہے وہ شیخ کبریا / گور ہی از بس فراخ و دلکشا
نیک نیت پاک طینت دلفروز / تھا مقرر اسپہ جو ہر ایک روز
ایک سے عبداللہ شیخ حق شناس / بولا اکدن حق کا کر شکر و سپاس
شخص وہ بولا کہ ای شیخ زمان / تو نہین جانے ہی یہ ستر نہان
جلد تر اوس قبر مین جا کر چھپا / آج تجھکو اطلاع مینے کیا
جو تجھی دیتا ہی ہر دن اک درم / وہ کفن کی ہی ثمن ای محترم
الغرض جب شب ہوئی اور ہو چھپا / ماہ دش خانی سی وہ خادم چلا
جب گیا وہ قبر کے اندر اوتر / شیخ نے نزدیک جا کی اک نظر
سامنے محراب اک پر نور ہے / وہ غلام اوسمین ہوا مامور ہے

تیری صورت کبھی سیدھا ہی جم — اور کبھی شکل کمان ہوتا ہی خم
ہی کبھی تسبیح خوان مثل ملک — گاہ خم ہوتا ہے ہمرنگ فلک
بحر تن مین ڈوبکر مثل نہنگ — نفس کافر سے کری ہی گاہ جنگ
بندگی حق مین شب ساری گذار — گور سے نکلا سحر کو نجم وار
ہی جو وہ مولی امرا بیدرد سوز — مانگی ہی مجھسے درم ہر ایک روز
ہی توہی جواد ای رب الکریم — جود سے تیری ہی پر کان عظیم
عرض کی یہ جب دل صد چاک سے — نور اک وترا دہین افلاک سے
شیخ یہ احوال سارا دیکھکر — ہو گئے خاطر مین شادان سربسر
عذر چاہا اور کہا اے مفتخر — مین ہوا حرمت سے تیری باخبر
جو کہ تھا اسرار مخفی و نہان — وہ ہوا میری میانہ پر سب عیان
یون دعا مانگی تھا وہ والا گہر — شاخ عرفان وولایت کا ثمر
جھاڑکر یان بال و پر کو خاک سے — جا ملا وان روضۂ افلاک سی
شب ہوئی جب گھر مین اپنی سو رہے — خوابمین تھی بہرہ ور اس خواب سے
ہم نفس ہو کر خلیل اللہ سے — آئی ہین از بس جلال و جاہ سی
اور فرمایا کہ اے عبد اللہ — تو براہی پیش حق عزت پناہ

فرق کو گاہے رکھی ہی خاک پر — آنسوؤن سی گہ کری ہی چشم تر
گہ زمین پر عجز سے ہے سر ملے — آہ سی گہ صورت مشعل جلے
تھا عبادت مین ابھی وہ پاکباز — بر مین سمٹی رات کی زلف دراز
قبر کو پھر خاک سی پوشیدہ کر — بولا یون ای خالق جن و بشر
مین تری خدمت مین ساری شب رہا — مانگون اب کس سی درم ای بادشاہ
اگر کرم سی اک درم مجھکو عطا — تا مقاطع جا کرون اسکا ادا
اوس غلام پاک کے ہاتھو مین آ — نور تھا سو اک درم ظاہر ہوا
اور جلد لیسے پھر اوسکے پاس جا — رکھ دیا پاتو نہ یہ اوسکے سر جھکا
سر اوٹھا اونکا وہین اور بس کہا — ہی توہی فریادرس ای کبریا
لا او ٹھا مجھکو یہ کہتا ہون تجھی — زندگانی کی نہین خواہش مجھے
مرغ جان اتنی مین تنکا پنجرا — توڑکر بیخوف باہر کو اوڑا
وہین عبد اللہ نہایا اوسکو کفن — دفن کر آئی بصد درد و محن
جو رسول اللہ کے حبیب — گلشن وحدت کی طالب عندلیب
پاس عبد اللہ کی با صد وقار — ہو براق برق جولان پر سوار
کیا نہین جسمین تری حق کا اثر — جو کفن موٹا دیا مثل پلاس

تنبیہ

یون خدا کی دوستان باوفا — دوستی پر جان کرتے ہین فدا
جان لی یہ بات اب ای ذی شعور — تو پڑا ہی اصل مین طاعت سے دور
تجھسے کہتا ہون مین ای غفلت شعار — گوش دل سے سن ذرا اور گوشدار
رنج بن کرتا ہی کیون راحت طلب — گنج پاوی رنج مین مقبول رب
گر پڑا رہو یگا بد اعمال مین — جا پڑیگا حشر کے جنجال مین
پائیگا کب نیکی کری جو بد عمل — تخم بد سے ہو نہ حاصل نیک پھل

غیر حق کی دوستی کر کے حرام — آپ پر رہتی ہین طاعتین مدام
جان نثاری تجھسے کیونکر ہو سکے — کشت تن مین تخم مو تو بو سکے
رہ عبادت مین خدا کی رات دن — عمر کے باقی رہی جو دن سو گن
عمر کو بیکار کھو مت ای فلان — کام کر لے جبتلک ہی تنمین جان
اور یہ ضرب المثل مشہور ہے — بد کو بدلہ ملے دستور ہے
گر ترا باید دلا شیرین ثمر — از عبادت آب ان زیر شجر

حکایت سترہوین یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل کرتی ہین کہ یوسف بن حسین | نیر برج شرف باز یب و زین
نطفۂ میر عرب دختر تھی ایک | برج حسن ناز کی اختر تھی ایک
گر کرے ناز و ادا سے اک نگاہ | ناوک مژگان چھدے سینے مین آہ
لعل لب سے جبکہ ہو گوہر فشان | سنگون موتی صدف مین ہون نہان
ہو گئی عاشق زلیخا کی نمط | خواب مین وہ جاگنے مین یہ فقط
نیم بسمل کی نمط تڑپے تھی آہ | آتش دل تیز ہو بھڑکی تھی آہ
یاد کر گلبرگ سا روئے حبیب | نالہ کش رہتی تھی شکل عندلیب
ایکدن وہ مہ جبین عالم فروز | عشق کے شعلے سے ہو کر سینہ سوز
جو کہ کرتا عشق کا ہی جام نوش | ہی وہ کرتا کھو کے سدہ بدہ اور ہوش
دختر گوہر فشان شیرین زبان | عشق کا اپنے لگی کرنے بیان
وصل سے اپنے مجھے اب شاد کر | گھر مرا برباد ہے آباد کر
واہ وا کیا ہی مقام خوف رب | دیکھئے یارو یہ کام خوف رب
باہر آئی گھر سے زن کا توڑ کید | نفس کے پھندے سے بھاگی مثل صید
رات بھر ڈر سے نہ سوئی اک ذری | جب ہوئی ظاہر علامت صبح کی
تخت اوسمین رشک یاقوت و گہر | ہی دہرا اور ہی بزرگ اک جلوہ گر
اوسکھڑی یوسف قدم آگے بڑھا | پہونچی وان اور ایک سے پوچھا یہ جا
اور ہو تم کون کہدو سبز پوش | جو صفین باندہی کھڑی ہو دوش دوش
تخت پر یوسف پیمبر ہین عیان | مصر مین ہی جنکی شاہی کا نشان
آیا ہے اسجا بامر کردگار | سن لی تو یہ بات اور ہو ہوشیار
جو نبی میری زیارت کے لئے | اشتیاق دل سے آوین دور سے
تخت سے یوسف پیمبر خوش سیر | آئے نیچے جلد جون نور قمر
عرض کی یوسف نے ای پور خلیل | یا نبی اللہ اے نور جلیل
یوسف مصری نے فرمایا وہان | ای خدا کے دوستدار جاودان

ماہ طلعت نجم شوکت خوش جمال | شاہ مصر حسن تھی یوسف مثال
دلربا جادو بلا سر تا بپا | غنچہ آسا تھی تبسم مین سدا
کیا بتاؤن کیا کہون ہی دلفریب | زلف جون سنبل ذقن مانند سیب
ایکدن وہ دختر پاکیزہ رو | دیکھکر یوسف کو با حسن نکو
عشق کے دریا نے مارا دلپہ جوش | جا پڑی گرداب غم مین کھو کے ہوش
فاش کرتی تھی نہین راز نہان | خون دل پیتی تھی دلمین غنچہ سان
ہجر مین کتنے گئے جب دن گذر | صبر کا دامان غم سے پارہ کر
عشق کی گرمی سے از بس ہو طپان | جا گری یوسف کے گھر مین برق سان
بولی یوسف دیکھ لمعہ نور کا | گھر مین آیا آج شعلہ طور کا
آئی ہون گھر تیرے مین سینہ فگار | ترک کر سب ننگ و ناموس ایکبار
بولے اُس سے یوسف روشن سیر | قہر رب العالمین سے خوف کر
چھوڑ کر محبوبہ ایسی دلفریب | یا کبار ان عشق کے ہون ناشکیب
چھپ گئے گوشے مین اکجا جا کے دور | رات مین جیسی چھپی ہے مہر نور
زانو پر سر رکھہ جھکی مانند شاخ | دیکھتی ہین ایک میدان فراخ
حلقہ زن ہو گرد اوسکے سبز پوش | دست بستہ ہین کھڑے جون اہل ہوش
کون ہی اس تخت پر جون آفتاب | بلکہ حورین بھی نہین یہ آب و تاب
بولی وہ ہم ہین تمامی دوستان | عالم علوی سے آئی ہین یہان
از پئے دیدار یوسف بن حسین | اب خلیل اللہ کا یہ نور عین
دلمین بولی اپنے یوسف یہ سخن | مین نہین اس شکل کا شیخ زمن
یہ اسی تشویش سے تھے دو بدو | جو کہ ایک تخت آیا روبرو
عزت و تعظیم سے یوسف سے مل | تخت پر اپنے بٹھایا متصل
بندۂ ناچیز ہون مین بےنوا | لطف اتنا کسطرح مجھپر ہوا
آئی تھی وہ دختر میر عرب | تو برون گھر سے ہوا کیا خوف رب

تو خدا کے خوف سے ترسان ہوا / دور اس سی بھاگ کر گریان ہوا
حضرت حق سی مجھے پہونچا خطاب / دیکھ اہی یوسف یہ اب فعلِ صواب
توہی وہ یوسف ؑ کہ دنیا مین وہان / بھاگ کر چھوٹا زلیخا سے عیان
یہ ہی وہ یوسف نقابت دستگاہ / بھاگا اس زن سی پکڑ میری پناہ
کیا مجھی اک شعر یاد آیا یہان / بر محل غفلت کا سنئے دوستان

شعر

کیا شق جیب عصمت جس نے او سپر دیکھئے کیا ہو / فقط دامن کے پھٹنے سے ہوئے یوسف تو زندانی

پھر کہا یوسف پیمبر نے وہان / حق نے تیرے پاس بھیجا ہی عیان
اور بشارت تجھکو یہ فرمائی ہے / تو مری خاصو نمین ہی اے نیک پے

تنبیہ

نفس کو یون مارنی سی ایمان / درگہ اللہ مین ہو کامران
پارسائی مین کیا جس نے مقام / مخلصو نمین جا ملا وہ نیکنام
تو پڑا ہی نفس کے جنجال مین / نفس کا محکوم ہی ہر حال مین
پھر کہان ہی بحر عصیان کی صدف / گوہر نیکی ڈھلے تیری طرف
فعل تیرا ہی برنگ سخت خار / پائیگا کب گلفروشو مین وقار
ترک کر یہ شیوۂ کبر و غرور / عاجزی کا لے پکڑ رستہ ضرور
دوستی دار دنیا دل سی ڈال / تا ملی تیری تئین دار الجلال
جب خلیل اللہ نے اے محترم / پایا حق سے پایہ لطف و کرم
افسر پیغمبری سر پر رکھا / بر مین پہنا خلعت نور و ضیا
آئی وحی حق ہوئی اونپر نزول / تا کری دین خدا عالم قبول
حد سے گذری کثرت مال و منال / بکریان تھین بعید دغلہ شمال
کوہ اور صحرا بزو نسے بھر گئے / شہر و برزن خادمو نسے بھر گئے
یہ تو سب تھا پر رسول کردگار / کرتے تھے حق کی رضا کو اختیار
شغل مہمانی مین دن کھوتی تمام / کاٹتے یاد خدا مین شب تمام
حال اونکا دیکھ سارے قدسیان / لیگئے اکبار دلمین یہ گمان
کوششِ زہدِ خلیلِ باخبر / ہی تمامی دولت و نعمت ہی پر
عشق کا نعمت سے ہی درجہ حصول / ورنہ ہو یہ عشق کی محنت قبول
حق تعالی نے فرشتو نکا گمان / سمجھا اور فرمایا کرلو امتحان
حکم حق سے ارض پر آئی ملک / نقد ابراہیم ؑ کے ہو کر محک
جتنے آئی تھے بنا شکل بشر / پھر خلیل اللہ کی درگاہ پر
باندھ کر حلقہ ادب سے با نیاز / صورت قوال تھی سب نغمہ ساز
ذکر اور تہلیل مین کھولی زبان / حمد حق کرنے لگے باعز و شان
روح پرور حمد باری کرکے گوش / اوڑ گئے باری خلیل اللہ کے ہوش
نام جانا نکا سنا جب کان دھر / آپ سے تب ہو گئے وہ بے خبر
بیخودی سے ہوش سب جاتا رہا / ہوش جا نکا جان جانسی جا ملا
لائی وہ جب ورد در آمیز صوت / پردہ ہائی دلسے شوق انگیز صوت
پھر خرد نے اور ہی نقشہ جما / کہنہ دلمین عشق نو پیدا ہوا
جب ہوئی بیہوش وہ حق کی رسول / نغمہ سازون نے خموشی کی قبول
ہوش مین آ پھر رسول کردگار / بولا اب کیون کی خموشی اختیار
جی نہین میرا ہوا ابتک تو سیر / تم بھلا کیون چپ ہی ہو کر دلیر
وجد صوفی کا نہو جبتک تمام / باندھنا لب ہی مغنی پر حرام
اک روا ہے صاحب امید کو / نیم لسبمل کرکے چھوڑی صید کو

گر ذبیحہ راہِ حق جاندار ہے | ذبح کرنیوالے سے بیزار ہے
قدسیون نے عرض کی پھر باادب | ای خدا کے دوست عالی نسب

بے لاگ ہم کہتا لگ گا دین بھلا | کچھ تو کر اب ہمکو مزدوری عطا
غیر مزدوری کری کوئی نہ کام | بے توقع صبح سے تا وقت تمام

دی ہمین انعام اور کر دلکو شاد | تا ہون ہم تسبیح خوان حسب المراد
بولی پھر تو یون خلیل ذوالجلال | حق نے جو بخشا مجھے مال و منال

ثلث حصہ میںنے اب تم کو دیا | اسکا کچھ شبہہ نہین اسمین ذرا
بار دیگر قدسیان خوش نوا | نغمے مین آئے باصوات علا

بانگ قدوسی صدائے دردناک | سُن خلیل اللہ ہوئے پھر سینہ چاک
جان و دل دونون ہوئے نت شاد شاد | وجد آیا تن کے اندر بامراد

وجد آنیکا سنا ایساہی حال | جاتے رہتے ہین سبھی وہم و خیال
ترک جب ہوتا نہین وہم و گمان | تجھکو اوسکے درک کا امکان کہان

یہ ہوئی بیخود ملائک جوڑ لب | غنچہ آسا ہو گئے خاموش سب
ہوش مین آ پھر خلیل نامور | بولے بخشا مین نے اب حصہ دگر

نغمہ سازیکا ارادہ پھر کرو | وجد کو میرے زیادہ پھر کرو
ہی مری جان ماہی بے آب سان | آب بن ماہی کو جینا ہی کہان

آب بن پکڑے ہے خشکی مین قرار | وہ نہین ہی حوت بل ہی سوسمار
الغرض جو تھی خوش الحان خوش گلو | پھر لگے پڑھنے بحق تسبیح کو

بار سویم ذکر گو یایون کیا | کان سبحان الذی ذو الکبریا
بس خلیل اللہ یہ کر تسبیح گوش | بھول بیٹھے لوح دلسے حرف ہوش

جب ہوئی بسیار طے راہِ خودی | وصل جانانسے ملا اکبار گی
پارہ پارہ کر کے ہستی کا لباس | جیب تن سے سر نکالا بے حواس

پھر ملائک بندۂ حق خوشکلام | چُپ ہوئی تسبیح خوانی سے تمام
شوق دلسے بولے پھر حضرت خلیل | جو اثاث البیت میرا ہی دخیل

سر لیسہ مین نے کیا تمکو عطا | پر نہ چھوڑو یہ نوائے جانفزا
چھوڑو مت تسبیح خوانیکا خروش | تجہ وحدت نے مارا دلپہ جوش

پھر ہوئی قدوسیان شادان رجوع | حمد باری کی بخوش الحان شروع
گوش کرو وہ نغمۂ آرام جان | ہو گئے بیخود خلیل دوستان

ملگئے تسبیح حق سُنکر کمال | بحر سے وحدت کے قطرے کی مثال
جب سماع مین صوفی و زازل | تن گلا دیوی برنگ شمع جل

صورت پروانہ جانانکا وصال | پائی سوزان ہوئی پھر بے قیل و قال
گر نہو دی وجد مین حال ادب | مستی شیطان ہی ہی وجد کب

امتحانکی جب کسوٹی پر خلیل | جگمگائے زر خالص بے عدیل
یعنی گھر جتنا اثاث البیت تھا | سب کیا شوق الٰہی مین عطا

پھر ہوی ستوجیان انپر عیان | پردۂ النسائین جو تھی نہان
عرض کی یون ای خلیل کبریا | ہی بلا اشک دوست تو اللہ کا

ہم فرشتے ہین نہین آدم ہین ہم | عالم ملکوت کے عالم ہین ہم
امتحان کرنیکو آئے تھے ترا | مال و دولت تجھکو خوش ہی یا خدا

صد ہزاران لاکھ شکر الٰہ | تجھکو ہی سب سے زیادہ حق کی چاہ
تو خلیل اللہ ہے نور خدا | عشق کے پرتو سے ہی تجھکو جلا

مو بمو لیکر قدم سے تا بفرق | تو تو دریائے محبت مین ہی غرق
فوت نعمت سے نہین کچھ تجھکو غم | منعم مطلق سے رہتا ہے بہم

فی المثل گر جہان کی دولت [illegible] | عشق تیرا کم نہو ذرے بال بھر
جز خدا دلکو نہین تیری شکیب | سر سے تیری تاج خلعت پائے زیب

[illegible] گمان مجھے [illegible] ہم نے کیا | آپ ہو اور دشمن ہین ہائے خطا
گنج پنہانی ہے تجھمین عشق ذات | عشق ذاتی کو ہمیشہ ہی ثبات

تنبیہ

ماجرائے عشق مردانِ خدا — تو نے اے اسحاق اکبر سُن لیا — مرد بن مردان حق کی سیکھ چال — عشق مین تن من جلا زنگ سفال
غیر حق سب ہیان کر دلسے بدر — جز خداوند جہان مت رکھ خبر — ہی تو گر آلودہ تن بد خاک سے — آپکو کر پاک آب پاک سے
طاعتِ معبود تو ہی آب پاک — اور بدی نفس سرکش زشت خاک — طاعت اللہ سے رکھ عشق تو — مرد بن اس ماہ سے رکھ عشق تو
پاکبازان عشق کی کب باکمال — سیم و زر کا دلمین رکھتے ہین خیال — ہو کی زردی ور سفیدی سے جدا — دیکھ لی نیرنگ اوس بیرنگ کا
دوست بن ہی اور پر جسکو نگاہ — عشق مین کامل نہین وہ روسیاہ — عشق مین ہی جو کوئی ثابت قدم — وہ نہ رکھے دو زبان مثل قلم
ہی نہین یکدل و رنگی نیک رنگ — گر بقا چاہی تو ہو جا ایک رنگ — رائیگان ہے دوستی ماسوی — دوستی حق مین ہی حب ہدی
عشق مین معشوق کے رہ استوار — جان و تن بالکل گھلا دے یکبار — باب ہفتم لکھ چکا اپنا قلم — اور ہشتم مین ہی اب رکھتا قدم

باب آٹھوان عشق و محبت کے بیان مین اس مین آٹھ حکایتین ہین

حکایت پہلی ایک عورت مردانہ صفت کی

راوی اُستاد استاد سخن — نکتہ دانِ خاص بنیادِ سخن — یون بیان کرتا ہی اک قصہ ہنوز — جس سے ہو دلمین زیادہ درد و سوز
مصر کے جنگل مین اک مردانہ زن — عشق کے فن مین تھی اُستاد کہن — عہد پیری مین بھی شیرونکی مثال — نشۂ سودا سے تھی سرمست حال
غرق بحر عشق مین تھی سر بسر — اشک ریزان چشم سے شام و سحر — نقد فانی کے تئین کر کے فنا — جنس باقی مین تھی رکھتی دل لقا
عشق کی دولت سی ہو کر سرفراز — ماسوی اللہ تھی جہانسے بے نیاز — ہمت اسکی عقل کے ادراک سے — کب رقم ہو کلک سینہ چاک سے
راحت دنیا سے دہو ڈالی تھی دست — خواب شب تھی ترک اورونکی نشست — تیس برس سے تھی کھڑی صحرا مین سخت — نے ہلی اپنی جا سے مانند درخت
حال عالم کی نتھی اوسکو خبر — گھونسلے رکھتے تھے سر پر جانور — نیک و بد سے تھی الگ نخچیر سان — سانپ لپٹی پانؤ مین زنجیر سان
آب باران اُسپہ کر مہر و پیار — تن سے دہوتا تھا اسکا گرد و غبار — گیسوؤن مین شانہ کرتی تھی نسیم — سوزش دل سے ہوئی اوسکی ندیم
تابش خورشید مین تھی جاودان — فرق پر ہوتا سحاب آ سائبان — کچھ نہین کھاتی نہ پیتی صبح و شام — جون فرشتہ تھی بری زآب و طعام
دام و دد اکثر درندے باندہ صف — ہوتے تھے آ کر کھڑے اسکی طرف — نوش کردہ نیک زن جام است — عشق کے نشہ سی تھی سرشار مست
دیکھتی خورشید ذاتی بے خلل — چشم دل سے صورت چشم کنول — کر خودی اپنی کو سرتا پا عدم — عشق کی منزل مین جا مارا قدم
دل تو تھا روح روانکا غمگسار — گوش اسرار نہان کا پردہ دار — تن سے کچھ پروا نتھا کچھ حق سے کام — محوِ عشق دوست یہ رہتی مدام
زن نہ کہہ اس کو کہ مردانہ زن — مرد سے بہتر ہے یہ فرزانہ زن

تنبیہ

عاشقو نکا دیکھ ایسا ہی طریق / بحر وصل یار مین ہین کیا غریق
گر فنا تو آپکو ہو محو دوست / جیسے ہی بادام دو مغز ایک پوست

دوستدار و عاشقان و واصلان / جان نثار و مخلصان و محسنان
نوش کرتے ہین سدا جام الم / شاد رہتے ہین بسان ورد و غم

دیکھکر شمع جمال روئے یار / جان نثاری کرتے ہین پروانہ وار
راہ مردان سے نہین آگاہ تو / جو سلوک حق سے ہے گمراہ تو

گوش کر میرا بیانِ دل نواز / مرد بنکر رہ ہمیشہ جانگداز
روز رستاخیز چون خیزی ز گور / عشق گر داری نباشد چشم کور

حکایت دوسری بادشاہ کی

اگر پڑی گر ٹوٹ سر پر آسمان / تو بھی کچھ آگاہ نہووے اسکی جان
نامور نامی تھا کوئی بادشاہ / ایک بیٹا اوسکی گھر تھا رشک ماہ

رخ منور ہم شبیہ آفتاب / نرگس بیمار مست نیم خواب
حلقۂ زلفین جون حوض حیات / شکر افشان ہر دو لب شکل نبات

گر پڑی دریا مین اسکا عکس رو / تو کھلے پانی مین گلزارِ نکو
بدر کامل اوسکے رخ کی ہے مثال / جسکی ابرو کی صفت ہے جون ہلال

لخت دلمین اُسکے غمزی کی انی / کارگر ہو جیسے ہیرے کی کنی
سرو جسکے آگے قمری کی صفت / سر مین طوق شاہجہا ڈالی بہت

تھا وہ لاثانی جمالِ حسن مین / ثانی یوسفؑ کمالِ حسن مین
روز و شب وہ ہر دو جانکا حبیب / تھا سبق خوان دراسے پیش ادیب

لوح سیمین پر لکھا کر حرف زر / علم خوانی مین تھا شاغل بیشتر
ایک پورِ نعل بندِ چار پا / شاہزادیکا وہان ہمدرس تھا

ناگہان وہ نور چشمِ نعلبند / عشق شہزادیمین آیا دردمند
دیکھ اوسکا شمع وش روشن جمال / دل کیا سوزان پتنگی کی مثال

عاشق مضطر ہوا صادق قدم / ہو نہین معشوق سے دور ایکدم
جب نظر آوے نہ اُس گلرو کا رو / مثل بلبل نعرہ زن ہو سو بسو

دیکھتا جبتک نہ روئے دلربا / صبر اک ساعت اسی اصلا نتھا
ایکدن اُس شاہ کا کوئی وزیر / ناگہان مکتب مین آیا ناگزیر

دیکھکر اُس کودکِ دل دادہ کو / بولا ای لڑکے بتا ہی کون تو
مین ہون طفلِ نعلبند اوسنے کہا / علم کی کوشش مین رہتا ہون سدا

پھر وزیر شہ معلم کے تئین / یون لگا کہنے کہ سُن اے نکتہ چین
ہی یہ لڑکا کودکِ ناچیز کس / نعلبند پائے ہر گاؤ فرس

کچھ تجھی جانکا بھی اپنی ترس ہی / اسکا شہزادہ کیا ہمدرس ہے
بادشاہ کو یہ خبر پہونچے اگر / عزت و حرمت تری گم ہو مگر

خوف کھا دلمین معلم نے کیا / عاشقِ بیدل کو مکتب سے جدا
تلملاتا وہ غریق عشق یار / باہر آیا اشکریزان زار زار

پھر نہین اُسکا ہوا گہہ اتفاق / دیکھے جو روئے صنم بعد فراق
جب ہوا مایوس وصل یار سے / جی جدائی کی جلایا نار سے

مضطر اور بیکل رہا سیماب سان / لوٹتا تھا ماہی بے آب سان
اشکبار ایسے سدا رکھتا تھا کام / ابر کی مانند رہتا صبح و شام

یاد کر کر شمع روئے دلربا / شکل پروانہ پھرے تھا گھومتا
خواب و خور دونون اُٹھی اکبارگی / عیش و راحت کو ہوئی آوارگی

درد دل اوسکا جو کرتا ہی رقم / ہر قدم رو رو کے دہرتا ہے قلم
عاقبت غم سے ہوا رنجور تن / عشق شیرین مین تھا جیسے کوہکن

جسم لاغر مثل تار زلف یار ہو گیا اور قد خمیدہ جون خیار
گر نہوتی اُسکو امید وصال اشک سی بہجاتا پانیکی مثال

اوڑہی جاتا آب و گل کی توڑ قید مرغ جان پاتا نہ گر دام امید
سمجھا اُسکا دُکھ نہین کوئی حکیم درد جانانکا تھا وہ بیجان مقیم

شاہزادی کو بھی پھر پہونچی خبر عاشق مستور ہے رنجور تر
یاد کر جو ہم سبق تھا چند روز جیمین کچھ آیا اثر با درد و سوز

یا کہ اوسکی عشق کا جذبہ یہ تھا جو دل معشوق اودہر کو کھینچتا
بولا اک خادم کو ای خدمت پسند دیکھ آ جا حال پور نعلبند

کس سبب بیمار ہی دریافت کر اور کہان رہتا ہی دی مجھکو خبر
پہونچا خادم دیکھا جو بیمار ہے جان بلب ہے اور دل آزار ہے

یون کہا خادم ز شہزادہ تجھے پوچھتا ہی دی خبر احوال سے
بولا وہ ای قاصد جانان من آب پاش سینۂ بریان من

عرض کر جانان سی جا پیر پیام کای صف خوبان عالم کی امام
عاشقی مین تیری ہو محکم قدم رنگ رُخ فق ہی برنگ صبحدم

دلربا تو ہی دیا ہے تجھکو دل عاشق بیدل ہون تیرا مجھسے مل
شاہزادی نے سُنا جب یہ کلام بولا خادم کو کہ جا پھر ای غلام

کہدی یون وہ عاشق رنجور سے گر دیا ہی دل مجھے تو بھیج دے
سُنکے عاشق یہ پیام دلربا بولا خادم سے ذرا باہر کو جا

پھر کہا ای دل اگر عاشق ہی تو کر ادا اب خواہش معشوق کو
عاشقی مین تجھکو ہمت ہی ضرور عشق کی دولت سی تا پاوی سُرور

یار کی خواہش کا تھا تو منتظر مانگتا ہی تجھکو سو کیا ہی عذر پھر
کہہ کی یہ اور لی چُھری اک برق وار چیرا اپنے پیٹ کو شکل انار

اور نکالا دل چُھری سے کاٹکر اک طبق کے بیچ مین پھر اُسکو دہر
ڈہانپ کر سرپوش اک زربفت کا باندہ ڈورا اور مُہر اوسپر لگا

زخم کو اپنے چھپا کر خوب سا پھر کہا ای خادم محبوب آ
ہاتھ مین اُسکی طبق پوشیدہ دی یون کہا جا دوست کو یہ تحفہ دی

کر روانہ خادم جانانہ کو پھر فراغت سی رہا یان آپ سے
عشق کا خنجر جگر مین کھا موا عاشقون مین سرخرو ہو کر جیا

جان شیرین کو فدا کر یار پر کوہکن آسا ہوا وہ بار ور
کھول شہزادی نے جب دیکھا طبق آہ بھر وہ بھی ہوا بس جان بحق

جانملا عشاق سی معشوق پاک جہاڑو دم مین دامن آلودہ خاک

تنبیہ

عشق کا ای جان من دیکھا اثر ہی منصف دوستی مین کسقدر
موت کا شربت پئے عاشق اگر تو رہے معشوق کو بھی پیار کر

اور اگر معشوق اس عالم سی جائی تو یہ عاشق کو بھی وہ عالم دکھائی
عاشقونکو ہے نہین پروائی جان ہین رہ معشوق مین مُردی عیان

تجھ مین یہ مردی کہان ای مردہ دل صورت خر تو دہسا ہی پا بگل
عشق مین اسدل کا کر پیوند چاک جانثار یار ہو با جان پاک

گر ہو تو عشق حق مین جانفشان کب بھلا محفوظ رہویگی یہ جان
ایکدن بیچارگی سی پھڑ پھڑا طائر جان ناگہان اُڑ جائیگا

پھر تجھی لازم ہی ای دانائی کار یار پر پہلے ہی سی کر جان نثار
تا تو می یابی حیات دائما زندہ باشی در صفات دائما

حکایت تیسری بادشاہزادے کی

راوی اسرار پیشین رازدار یون لکھی ہی اک روایت استوار
تھا کوئی اک بادشاہ نامور اوسکو تھا نور نظر روشن سیر

یعنی اک فرزند اُسکے گھر کا تھا
رونق تن تاج زیبا سر کا تھا

دیکھ اس قد کو فقیر بے نوا
فاختہ وش عاشق شیدا ہوا

پیرہن کو چاک کر بر روئے گل
ہو گیا بلبل صفت پُرشور و غل

عاشق بیدل فراق یار مین
تھا طپان سیماب ہو جون نار مین

ایکدن سب دوستدار اوسکے گدا
بولے اوس سے اے فقیر بے نوا

یہ خیال خام کر دل سے بدر
تو کسی صورت نہو گا بہرہ ور

عاشق صادق نے سُنکر یہ سخن
تو ہوا پھر دلمین وہ عشوہ فگن

عاشقونکو کیا نصیحت سے اثر
بلکہ عشق ہوتا ہی اور افزون تر

صورت شمشیر و شمس آبدار
قاتل عشاق ہے ابروئے یار

راہ جانان سے رکھے جو جان عزیز
عشق کی منزل مین ہی وہ ذی تمیز

کہہ کے یہ اور چھوڑ کر سب خانمان
آپڑا دلدار کے در پر عیان

جو فقیر بے نوائے دل دو نیم
ہے در دولت پہ اپنے مستقیم

مست و دیوانہ ہے بے ناموس و ننگ
صلح رکھتا ہی کسی سے اور نہ جنگ

جھٹ نکل آیا محل سے برقوار
اور آبیٹھا بنزد بیقرار

کون ہی تو اور تیرا کیا ہی نام
کس سبب بیٹھا ہی یان کر کے مقام

تھا گدا لیکن قدم سے تا بفرق
عشق کی گرداب مین بیتاب و غرق

گر پڑا فرش زمین پر کھو کے ہوش
مثل نرگس تک رہا تھا ہو خموش

ہو اگر عاشق کو سب قرآن یاد
بھولجاوی ہجر مین ہو نامراد

بات کیون مجھسے نہین کرتا ہی تو
عشق مین میری اگر مرتا ہے تو

بولا پھر وہ عاشق دلسوز یون
عشق کے مکتب کا درس آموز یون

کہہ کے یہ اور درد دل سے آہ مار

دلربا رعنا بصد ناز و غرور
حسن کی دولت پہ تھا نازان ضرور

زلف کے پھندے مین ہوا اوسکے اسیر
سوزش دل سے لگا جلنے فقیر

پر کہان وہ شاہزادہ تخت گیر
اور کہان یہ عاشق عاجز فقیر

رات دن بیخواب و خور ہو دل کباب
مست رہتا عشق کی پیکر شراب

شاہزادہ وہ تو ہے عالی نژاد
ہووی حاصل کسطرح تیری مراد

جس نے یہ شیوہ کیا ہے اختیار
وہ تہ تیغ آیا ہی جانسے آشکار

یون کہا اے دوستان ارجمند
یہ نصیحت ہی تمھاری ناپسند

عشق اسکا ہی مری قالب مین جان
جان بن قالب ہے مُردہ ناتوان

دل اوٹھانا یار سے کھا خوف جان
شرط الفت کی نہین ہی ای فلان

طالب دیدار کو ہے یہ محال
جان کے جانے کا جو رکھی خیال

الغرض اوسکے فراق و در بدر
ہو گئی اُس ماہ پیکر کو خبر

اشک ریزان چشم سی ہی وہ مدام
مبتلائے درد و غم ہی صبح و شام

شاہزادی نے سنا جب پیش در
عشق مین میری گدا ہی نوحہ گر

حال پر عاشق کے ہو کر مہربان
لعل لب سے یون ہوا گوہر فشان

لطف سے ہر چند وہ عاشق نواز
حال پوچھا تھا گدا سے چارہ ساز

حُسن جانان کو جو دیکھا بھر نظر
ہو گیا تصویر آسا بے خبر

کر سکا کچھ بھی نہین مونھ کھول بات
شکل غنچہ چپ رہا وہ نیکذات

الغرض وہ شاہزادہ سرو ناز
بولا پھر اس سی کہ ای طوطی راز

مین تو درویشونکا ہون حلقہ بگوش
بات کر مجھسے نہو ایسا خموش

ہی عجب گویا ہو تو مین سینہ ریش
جانسے اپنی نہ گذرون تیری پیش

جان جانان پر کیا جانکو نثار

تنبیہ

جان فدا کرنا نہیں کچھ دور ہے
عاشقونکا ایسے ہی دستور ہے

عاشقی مین جب وہ ہر گا تو قدم
جان جانیکا نہو گا تجھکو غم

لیک ہے تو کور دل ای بیخبر
عشق کا کب ہی تری دلمین اثر

وصل جانان سے جو ہو تو کامران
کچھ نہین پھر تجھکو ہو پروائے جان

اوٹھہ قدم رکھہ اب طلب مین یار کے | رات دن رہ یاد مین دلدار کے
ہجر مین گھٹ گھٹ کر ای غفلت مزاج | وصل جانان ڈہونڈہ لے فرصت ہے آج

ورنہ لاحاصل تلف کر عمر سب | جائیگا دنیا سی بارنج و تعب
دید جانان سی جو بے مشہود ہوے | وہ تفقد مین بلا مقصود ہے

جو شہود یار سے ہی بے خبر | حشر کے دن ہوگا وہ اعمی البصر
دہو ہر رنگ ذرہ خود بینی سی پاک | نور مہر ذات تا ہو تیری ساتھ

حکایت جو تھی بادشاہ بغداد کے کنیز کی

تھی شہ بغداد کی گھر اک کنیز | پاک صورت صاف سیرت خوش تمیز
ماہرو خورشید وش روشن جمال | بلکہ باغ حسن کی اک نونہال

نغمہ پردازی کری جب وہ پری | آکے ہووی زہرہ اسپر مشتری
راگ سی پرسوز جب کھینچے صفیر | جان و دل دام بلا مین ہون اسیر

وہ تو تھی اس سی سوا اک تھا غلام | ماہ خد شمشاد قد آفت خرام
اوسپہ مفتون ہوگیا وہ مہ لقا | اسپہ بھی عاشق ہوئی یہ دلربا

والہ و شیدا ہوئے دونون بہم | نے جدا ہوا ایک سی ایک ایکدم
روبرو ہوتے سدا شام و سحر | متفق رہتے بدل آٹھون پہر

ایسی صورت سی ہہ تا ایکزمان | دولت دیدار سی ہو شادمان
چرخ حاسد نی یہ دیکھا اتفاق | دلپہ دونون کی دیا درد فراق

شاہ کو جاکر کسی نے دی خبر | اونکو اس اسرار پنہان پاکر
کردئے شہ نے مقرر پاسبان | تا بہم ہونے نہ دین انکو وہان

ہوگئی مہجور دونون بیقرار | ابر کے مانند روئے زار زار
صبر و طاعت سی ہوئی بیحس کنیز | ہوش کھو بیٹھا غلام پرتمیز

ساحل دریا پہ شاہ بے خبر | بزم عشرت لگیا اک وقت پر
محفل شہ مین کنیز دلربا | راگ گاتی تھی بلحن غم فزا

نغمہ سازی عشق کی آغاز کر | بولی طنبور یمین یون آواز کر
آخر ای چرخ ستم گر بیوفا | تا بکے مجھپر کرے گا تو جفا

چارہ سازی ایکدم تو کر مری | ہجر مین ہون مبتلا مین غم زدی
دی مجھے فرصت ملون تا یار سی | شکل بلبل اس گل گلزار سی

دوسری جو تھی کنیز مہ لقا | پاس اسکے خوش نوا جادو ادا
بولی وہ ہین پاس تو تیری قریب | ہو سکی گی یار سی کیسے قریب

بولی وہ پاتی ہو نہین اب وصل یار | خوب آنکھین کھولکر دیکھہ ایکبار
کہہ کے ایسی وہ کنیز مہ جبین | مثل ماہی ہو گئی دریا نشین

تھا کھڑا حاضر وہان وہ بھی غلام | جا پڑا دریا مین جون ماہ تمام
دوست دونون ایکجا باہم ہوے | خوب سا روئے وہان لگ کر گلے

کر حمائل یار دو گردنین ہاتھ | پانی مین ڈوبی دل مضطر کے ساتھ
جان مین جا بھی نہ پائی اک ہتو | ہو گئی غرقاب ہو کر جان بحق

چھٹ گئی دونون دوئی کے دام سے | دانہ جو ہو عشق کی انجام سے

تنبیہ

عاشقونکا ایسا ہی پکا طریق | یون نہین تو عشق ہی کچا طریق
جو شناور عشق کی دریا کا ہے | اسکو غم کب درد دست و پا کا ہے

ہو جسے اندیشہ ناموس و ننگ | عشق کی رستے مین ہو وہ پا لنگ
پختہ دل ہو کر کرے لا الفت کا کام | خام دلکو عشق کرنا ہی حرام

ڈوب بحر عشق مین دل کی مثال | تا ہو عالم کو تری خواہش کمال
ہمرہ معشوق وہ جان عزیز | تا شوی در عاشقان والا تمیز

حکایت پانچوین بوعلی شاہ شرف رحمۃ اللہ علیہ کی

بوعلی شاہ شرف حامی دین　بادشاہ کشور و ملک یقین
کامل و عامل تھو وہ اک وقت پر　شہر کے حمام پر پایا گذر
دیکھا وان اک دلبر محبوب جان　نور افشان جون چراغ آسمان
سرو قد گلنار خد لالہ عذار　جسکو دیکھ عاشق کا دل ہو داغدار
سنبل تر اوسکی وہ زلفین تھین آہ　جنکی خوشبو بہتر از مشک سیاہ
رو برو حجام کے وہ ماہ رو　بیٹھا سر کو ہی منڈاتا مو بمو
اور کھڑا تھا اک فقیر باوفا　اُس شہ خوبان کی سر پر سایہ سا
بال جو سر سے اوترتی ہین تلے　ہاتھ مین لیتا ہی وہ گرنے نہ دے
جب حجامت ہو چکی اوسکی تمام　وہ فقیر عاشق و شیدائے تمام
آب لایا جلد جا کر صاف تر　سر دُہلایا دلربا کا سر بسر
خاص وہ لایا دوپٹہ صاف و خشک　جسمین تھا عنبر بسایا اور مشک
سر کو پونچھا اوسنے چلا معشوق وہ　پیچھے پیچھے ہو لیا محروق وہ
بوعلی بھی اونکے تھے دنبالمین　تا کرین نظارہ کل احوال مین
اک مکانمین جا کے بیٹھا دلربا　جامۂ پوشش دی عاشق نے لا
عود و عنبر مین بسا کر بس شتاب　اور چھڑکا اسپہ تھا خالص گلاب
آئینہ بھی ایک آگے لا رکھا　پھر ادب سے بادکش جنبان ہوا
تھا یہ یون خادم پہ وہ بے مہر آہ　دیکھتا اوسکو نتھا پھر اک نگاہ
عاشق مجبور ہو بے اختیار　یون پکارا درد و غم سے آہ مار
اے ستمگر ظلم پرور سنگدل　مین محبت مین ہون تیری تنگدل
اور نہین میری طرف تو دیکھتا　کیا کرون تدبیر مین اب دل جلا
بولا پھر وہ دلبر نامہربان　عاشق دلسوز کا کر قصد جان
جیتے جی تجھپر نہ ڈالونگا نظر　جب تجھے دیکھون جو تو جائیگا مر
تیر آسا یہ سخن سینہ فگار　اوس مہ بے مہر کا سُن ایکبار
عاشق مضطر اُسی دم مر گیا　کر فنا اپنے تئین پائی بقا
واہ کیا جی کو رکھا تھا ہاتھ مین　جو دیا اک بات ہی کے ساتھ مین
یار کے کہنے پہ کی قربان جان　مو سے پائی حیات جاودان
اسپہ بھی وہ تندخو اور جنگجو　عاشق بیجان سی تھا پوشیدہ رو
بوعلی نے پھر زمین مین وہ شہید　گاڑا کفنا کر بہ غمہائے مزید
سو رہا معشوق جب ہو کر فراغ　خوابمین عاشق کو دیکھا باغ باغ
بولا عاشق نیند مین کر کر پیار　تیری قدمون پہ یہ سر میرا نثار
تیری کہنے سے گیا مین دم مین مر　مر گئے پر بھی نہ کی تو نے نظر
اس طرح سے اب تو مت بے مہر ہو　مہربان بن لطف کر ہو نیک خو
سخت دلمین دلبر بے مہر کے　داغ حسرت تو ہوا اس مہر سے
بھر کے سوز دلسے آہ دردناک　آہ کی ہمراہ کھوئی جان پاک

تنبیہ

پاک بازونکا یہی اطوار ہے　گر نہین یہ طور تو بدکار ہے
جان فدا کرنا تعجب کچھ نہین　عاشق و معشوق ہین اک ہر کہین
عاشق جانسوز جو کرتا ہی آہ　دلمین وہ معشوق کی کرتی ہی راہ
ہی اگرچہ ظاہرا معشوق دور　لیک باطنمین ہے عاشق کی حضور
عشق بازونکا طریقہ پاک ہے　زندہ ہی تن گرچہ زیر خاک ہے
پاک ہو جا خاک پہلی ہونیسے　خاک مین پھر کچھ نہووے غم تجھے
سنگ آتش ہی یہ عشق باکمال　جان رکھ اسمین سمندر کی مثال
عشق کے دریا کا ہو جا آشنا　گوش جانانسے رہے نا آشنا

حکایت چھٹی ایک مسافر کی

عشق کے اسرار کا اک راز دان
سوز دل سے یون ہوا آتش فشان
سیر کرتا سیکڑون منڈل پہ وہ
آکے پہونچا اک در دیول پہ وہ
بولا اوس سے یہ بزرگ حق شناس
کیون مسلمانون کا ہی تیرا لباس
پھر لگی کہنے اُسے حق کے ولی
کیسی پائی تیرگی مین روشنی
مسلم و ایمان دار و پاک دین
جسکے خاتم پر منقش تھا نگین
دیکھکر اوسکے گل رخسار کو
گریہ آوے عندلیب زار کو
ناز کی اسکی نگہ خنجر کی دھار
ایک عالم جسکی غمزے کا شکار

اک مسافر تھا بزرگ باکمال
سیر عالم مین ہی تھا ماہ و سال
دیکھا دیول مین جوان اک نیک کار
اہل ایمان مومن و پرہیزگار
بولا وہ مدت سے ہون اسلام مین
شکر ایمان ہی اس کام مین
بولا پھر وہ اک جوان دلفروز
اس حلقہ آکر رہا تھا چند روز
قامت اوسکا راست رشک سرو باغ
رنگ سے ہو جسکی لالہ داغ داغ
لب شکر اسکی دہن اعجاز دم
مو کمر بھی رشتۂ مریم سے کم
مطلع میر حسن اک یان لکھون
اور اب تعریف اوسکی کیا کہون

شعر

فقط نقشہ نہین خوب اوسکا عالم ہی نرالا تھا
قضا نے اوسکو سر سے پانون تک سانچے مین ڈھالا تھا

دختر ترسا تھی یان اک نوجوان
مہر طلعت ماہ رخ آرام جان
بیعد دیتا اسکی گھر مال و منال
مال پر بھی تھا فزون اوسکا جمال
کھو دیا دل سے بھی صبر و شکیب
دیکھ اُسکی نرگس مردم فریب
اوڑ گیا آرام روز اور شب کو خواب
دمبدم کھاتی تھی دلمین پیچ و تاب
چارہ سازین بتدبیر بشر
صرف کر ڈالا نہایت سیم و زر
عاقبت کو وہ گئی زار و نزار
دل پریشان صورت گیسوی یار
تھک گئی یہ کوشش و تدبیر سے
اور اصلاح دل دلگیر سے
بے تامل نقش ہر شے مو بمو
کھینچتا لیکر قلم وہ ہو بہو
بالمشابہ دی مصور نے اوتار
صفحۂ کاغذ پہ اک تصویر یار
رکھا پھر اک مسند سنجاب پر
بلکہ اپنے دیدۂ بیخواب پر
گاہ سر اُسکے قدم سے تھی ملے
شوق سے دلکی کبھی لگتی گلے
اور کبھی تصویر کے رکھ لب پہ لب
بوسۂ معشوق کو کرتی طلب
اس جوان کا بس اجل نے ناگہان
لوح ہستی سے مٹایا حرف جان

بد روش کامل وہ عاشق گداز
شاہد بر آسمان حسن و ناز
ناگہان وہ دختر جادو ادا
اوس جوان پر ہو گئی مفتون فدا
آگ بھڑکی سینۂ بریان مین
عشق لو کا سا لگا جا جان مین
گم گئی عقل و خرد ہوش و قرار
جستجو رہنی لگی وصل نگار
مال و دولت خرچ کر بیٹھی اتم
کچھ نہین حاصل ہوا جز درد و غم
حیلہ و فن کچھ بھی کام آیا نہین
مطلب دل مال سے پایا نہین
پر مصور ایک تھا کامل وہان
نقش پرداز نہین یکتائے زمان
دی اسے عشاقہ نے کچھ نقد مال
سب سنایا حال اپنا حسب حال
دختر بیدل نے اوس تصویر کو
مصحف دلدار کی تفسیر کو
باخیال دلربائے سرفراز
کہتی تھی تصویر سے سب دل کا راز
آنکھ روسے آنسوؤنکی سرخ دھار
گہ گل رخ کو بناتی لالہ زار
الغرض یونہین جو گذری چند روز
فرقت جانانہ مین با صد درد و سوز
ترک کر دنیا ہی دونکی یہ سرا
رحمت اللہ سے وصل ہوا

دختر جان دادہ یہ ازکار سن
سنسنا کر رہگئی کبار سن

درد و غم اسکا کرے گر کچھ بیان
تاب یہ کلک و زبان نہین ہے کہان

دل دیا نار جدائی مین جلا
مال صدقے راہ جانان مین کیا

عاقبت تصویر پر رکھی نظر
زخم چشم جان کا مرہم جانکر

ہر سر مو کو زبان گویا بنا
یار کی پاتو نہین دن دیتی گما

شکو رکھہ تصویر کی پانون پر
چشم سے آنسو بہاتی تا سحر

طبل اوسکی عشق کا جگ مین بجا
درد و غم کا باجہ عالم نے سنا

ایک رات اوسکو نہایت یاد کر
شدت غم مین گئی جان سے گذر

صبح کو لوگون نے دیکھا گھر مین جا
یار پر اپنے ہوئی جان سے فدا

توڑ مرغ روح پہلو کا قفس
جا ہوا ہمدم سے اپنی ہم نفس

پانوان پر تصویر کے رکھہ اپنا سر
مردہ پر مردہ تھی یہ سربسر

شعر کتنے صفحہ دیوار سے
خون دلسے اسطرح پر تھی لکھے

اے دل اب تو شاد و خرم رہ سدا
ہجر کے صدمو نسے بیغم رہ سدا

ترک کر مین نے رہ ادیان کو
صاف پایا مذہب دلدار کو

کیش ترسا سے نہین کچھ کام ہے
دین میرا ملت اسلام ہے

ہون خدا کی فضل سے امیدوار
جنت الفردوس مین پاؤن قرار

ہاتھہ دامن سے نچھوڑون یار کے
خوش رہون مین صحبت دلدار سے

دوست گذرا چھوڑ دنیا خراب
آخرت کو مین بھی پہونچی اب شتاب

جمع آئے شہر کے سب خاص و عام
پایا ان اشعار کا مضمون تمام

جب مسلمانونکو یہ پہونچی خبر
شاد شاد آئے وہان پر جلد تر

لیگئے اوسکو اوٹھا با درد و غم
اور تھے اوسکے الم مین چشم نم

قبر اوسکی تربت دلبر کے پاس
کھودی اور مدفون کیا [illegible]

دوسرے دن بھی گھر اوسکے گئے سب
دیکھنے ابیات آئے باتعب

اور بھی بیتین نئی آئین نظر
ہین لکھی خون جگر سے بیشتر

کیا سفر ہے یہ زہے فرخندہ فال
جسمین دلبر کا ہوا حاصل وصال

حق تعالی نے کیا مجھپر کرم
ہوگئے میرے گنہ سب منعدم

فضل حق سے مین ہوئی رحمت نصیب
یار سے پایا خدا کو ہم قریب

آج ہے مجھکو میسر بے زوال
عشرت خلد اور جانانکا وصال

جب پڑہے یہ شعر لوگون نے تمام
ہوگئی خوشنود دیکھہ ایسا مقام

ساکن دیول جہان عالی مکان
کر چکا سیاح سے جب یہ بیان

تو کہا اوس مرد خوش قامت سے
نور مجھکو ہے ملا ابیات سے

اس سبب سے آگیا مجھکو یقین
ہے بجا برحق مسلمانونکا دین

نور ایمان کا مجھے جب یون ملا
گم گیا دل سے اندھیرا کفر کا

ہوگیا بیزار سب ادیان سے
دین احمد پر ہون دل اور جان سے

تنبیہ

عاشقونکو دیکھکر یون کافران
لائے ہین ایمان حق پر بیگمان

تو نہو شوریدہ سن یہ حال سب
اور کہلاوے مسلمان ہے عجب

دیکھہ لے جانانکا عالم مین جمال
ورنہ ہے پھر دیکھنا اوسکا محال

پائے مردی سے قدم رکھہ ادہر
کیا پڑا ہے سست ہو کر بیخبر

عاشقونکی دیکھہ ہمت کو ذرا
خواب غفلت سے ذرا کر چشم وا

مست ہو کر نشۂ اسرار سے
رہ مشرف یار کے دیدار سے

سر جدا گر دنسے تیرا ہو اگر
تو بھی رکھہ دیدار کی جانب نظر

یار بن ہے دوسرا جسکو خیال
بو الہوس ہے وہ نہین ہے باکمال

حکایت ساتوین شاہزادہ حسین کی

شاہزادہ حسن مین تھا بینظیر / یک بیک عاشق ہوا اوسپر فقیر
ہو کی جب شہزادہ مرکب سوار / باہر آتا دلمین کر عزم شکار

یہ فقیر مبتلا اوسوقت پر / دیکھکر جانانکو ہوتا شاد تر
عشق کا بڑہنے لگا جب دلمین درد / ہو گیا عالم مین سدہ بدہ کہو کر فرد

عاقبت عاجز رہا مجبور ہو / تاب و طاقت سی نہایت دور ہو
آب سودا مین گلا تن جون نمک / آہک آسا جل اوٹھا سپر فلک

وصل جانان سی بہت ہو بیقرار / گر پڑا درماندہ اک کوچین زار
ایکدن وہ شاہزادہ سرفراز / سیر کو نکلا بشان حسن و ناز

عاشق بیدل نہ آیا سامنے / شاہزادی نے کہا یون آپ سے
وہ فقیر جان فدا اب ہی کدہر / جو نہ آتا ہے سواری مین نظر

آخرش وہ شاہزادہ خوش لقا / ڈہونڈہتا خود پاس اوسکے آگیا
جب فقیر بےنوا نی بھر نظر / دیکھا روئی یار کو نزدیک تر

گل فشان روئی صنم پر کر نگاہ / صورت بلبل بھری اک سرد آہ
آتش دل تیز ہو شکل شرار / مجمر تن سے جو نکلی بار بار

تو دیا اوسکا لباس تن جلا / لیک وہ حیرت زدہ تھا تا کہا
جون گل نرگس جمال یار کو / دیکھتا تھا بس رخ دلدار کو

گم گئے تھی عقل و ہوش اسکے تمام / مست تھا پی کر مئی الفت کا جام
جب ہوئی نار محبت شعلہ ناک / تن بدن جلکر ہوا مانند خاک

پر نظر تھی اوسکی روئی یار پر / سوزش تن کی نتھی اوسکو خبر
شاہزادہ جب قریب اوسکے شتاب / دوڑ کر پہونچا برنگ آفتاب

دیکھتا کیا ہی کہ وہ شیدائی یار / سوزش دلسے جلا مثل چنار
آہ اک بھر شاہزادہ باوفا / آپ بھی آخر ہوا اوسپر فدا

منزل فانی سے ہر دو دور ہو / محفل باقی مین پہونچے تو رہو

تنبیہ

جب بہم ہوتا ہی لطف کردگار / دوست پر یون دوست تا ہو نثار
ای دل اب تجھکو یہ ہمت ہی کہان / مفت مین کھو ویگا آخر نقد جان

دیکھ کہنا مان لا ای بےتمیز / رائیگان مت کر تو یہ جان عزیز
تابکی کم ہمتی و کاہلی / تو کریگا ای رفیق جاہلی

ہمت عالی پکڑ ہونا مو نہ / صاحب ہمت ہی جگ مین برقرار
عاشقون نے کی جو ہمت اختیار / خلق مین سب سے ہوئی وہ نامدار

حکایت ساتوین شاہزادہ حسین کی

بر محل لایا ہی راوی نقل یہ / اوڑ گئی سن جسکو میری عقل یہ
تھی سلیمان کے زمان مین مرغ دو / عاشق و معشوق تھی آپس مین دو

ایک تھا عاشق نپٹ شوریدہ حال / دوسرا معشوق تھا صاحب جمال
بال و پر اوسکے تھے ہر رنگ تھا / صورت طاؤس تھی با خوشنما

جسم اور قوت مین تھے دونون حقیر / ہمت دلمین ولیکن تھی کبیر
کوہساروں مین مثال کوہکن / عاشق و معشوق رکھتی تھے وطن

مرغ عاشق ایکدن محبوب سے / یعنی اوس معشوق مرغ خوب سے
بولا ای جانی ترا شیدا ہون مین / رشتہ وش کاہیدہ تن پیدا ہون مین

گرچہ تو مجھپر کرے ہر دم جفا / پر نہ مین تجھسے کبھی ہوؤن خفا
کون سی دن تو نہین کرتا ستم / مین سمجھتا ہون ستم تیرا کرم

عشق مین تیری مجھے ہی تابتی / تجھکو پر مجھپر نہین چاہت ذری
ہے مجھی ہمت اگر فرمائے تو / کھود ڈالون بیخ سے اس کوہ کو

ڈالدون دریا مین جو کشتی بہا / یا اوڑاؤن خاک کو مثل ہوا
جب محب نے یہ سخن محبوب سے / کہہ سنایا مدعا مرغوب سے

بادنے اسبابکو اک آن مین
جا سلیمان کے سنایا کان مین

بس سلیمان نے بلاؤ انکو شتاب
پوچھا عاشق کو تئین کر کر عتاب

ہی تجھے قدرت یہ ای مرغ حقیر
تیری طاقت سے ہلے کوہ کبیر

بات کیون کہتا نہین قدرت تلک
اوڑ سکیگا تو زمین سے تا فلک

بولا مرغ عاشق و عالی ہمم
اے شہ والا رسول محترم

گرچہ ظاہر مین بہت لاغر ہون نیز
اور پیدا ایک مکھی پر ہون نہین

لیک ہی دلکی مری ہمت بلند
کوہ کیا بل چرخ پر پھیکون کمند

روبرو معشوق کی عاشق سدا
ہمت عالی ہی کرتا ہی ادا

عشق کا بازو مین میری زور ہے
کوہ کا اوٹھنا نہین کچھ دور ہے

تنبیہ

عاشقونکا اسطرح پایا طریق
بحر نامردی مین ہے تو کیون غریق

جبتلک گوہر رہی مین الصدف
تب تلک نہین ہے اوسی عز و شرف

سیپ سے آتا ہے جب باہر نکل
قدر مین ہوتا ہی افزون فی المثل

غافلی تیری صدف ہے ایمان
تو ہی اسمین صورت گوہر نہان

نشتر ہمت سے اوس سیپی کو چیر
تا عیان ہو اوس سے دُرِ بے نظیر

منزل ہمت مین دے دلکو قرار
راہ مولی پر قدم دہر استوار

ہمت مردانکی اوپر کر نگاہ
مرد بنکر لے پکڑ ہمت کی راہ

چھوڑ دے بے ہمتی اے بے خبر
بے خبر ہی کوچ کرنا بد سفر

باخبر ہو گوہر اسرار سے
آشنا بن گوش سے دلدار کے

گر رہی تو اسطرح ہل چل کے بیچ
مرکی ہیو بچ دوزخ اسفل کے بیچ

زندگی کا کچھ بھروسا ہی نہین
منتظر بیک اجل ہی در کمین

از بدن نہ گرد دنیاے دنی
زیر تا زیر زمین گردی زنی

باب ہشتم ہو چکا تحریر اب
اب ہم کو بھی کرون تسطیر اب

باب نوان کبر و غرور کے بیان مین اسمین سترہ حکایتین ہین

حکایت پہلی خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی اخبار و آگاہ رموز
گنج معنی مین تھا دل جسکا کنوز

معدن دُرہای معنی کھود کر
ایک عالم کے تئین بخشی ہے زر

جو دُر یکتاے دریاے شرف
لولوی اسرار سیپون کے صدف

صاحب دل عارف پروردگار
سری سقطی امام روزگار

تھی مکانمین مجلس آرا ایک روز
جون فلک پہ تھا وہ گیتی فروز

وعظ گوئی مین تھے باحسن کلام
سن رہی تھی گرد بیٹھی خاص و عام

ایک احمد زید تھا شہ کا وزیر
دولت و اقبال تھا اوسکو کثیر

خادمون اور نوکرونکا ہجوم
ماہ کی صورت لیے خیل نجوم

روبروی مجلس شیخ زمان
آگیا وہ اتفاقاً ناگہان

بس و ترمرکب سے شکل آفتاب
پھر حضور شیخ مین آیا شتاب

اور بجا لا حرمت و آداب سب
جا کے بیٹھا ایک جانب باادب

شیخ جو اُسوقت کرتی تھی بیان
ہی عجب وہ بات سنئے دوستان

ہی نہین شہر دہ ہزار عالم مین یار
کوئی انسان سا ضعیف و سست کار

عاصی حق ہی نہین ایسا کوئی
معصیت مین جسطرح ہی آدمی

بندگی مین آئے پر پر کاہلی
جسپہ بھی پاوے مقام کاملی

یعنی پاتا ہی یہ وہ بالا مکان
رشک لیجاتی ہین جسپر قدسیان

اس محل پر وصف کامل مرد کا
یاد آیا شعر خواجہ درد کا

شعر

باوجودے کہ پر و بال نہ تھے آدم کو
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نتھا

ڈوبے گر بحر بدمین بافساد
شیخ کے موںھ سی جو نکلی بات یہ
آتش دلسے جلا مثل کباب
راتکو بھی سوز مثل روز تھا
سوز دلسے پھر بشکل آفتاب
تیسرے دن خادمونکو چھوڑ کر
احمدِ زید اوسگھڑی جا شیخ پاآر
بات جون خنجر گئی بر مین گذر
مہربانی کرکے تو اور ہو شفیق
یا طریقت کا بتاؤن در تجھے
کر جماعت سی نمازین سب ادا
کار دنیا پر لگا سو پشت پا
دوستی غیر حق سے توڑ دل
دلمین کشف حقکے تئین پایا ظہور
دامن پاکی جو تھا مخلوط گرد
کر وجود جاودانی مین مقام
عرض کی یہ ای امام مومنان
آپکی مجلس مین آیا ایک بار
پھر گیا گھر سی نکل با درد و سوز
اب نہین مجھ مین ذرا صبر و قرار
جمع رکھ خاطر کہ وہ جانی ترا

دیو اُسکے فعل سی ہوتا ہی شاد
سینۂ احمد مین بیٹھی بات یہ
پا پیادہ وہ چلا گھر کو شتاب
اور برنگِ شمع دلمین سوز تھا
شیخ کی مجلس مین یہ پہونچا شتاب
آپ تنہا شیخ کے آیا حضر
بولا یون ای پیشوا و حق شناس
دل ہوا دنیای دون سی سرد تر
سالکان حق کا بتلا دی طریق
بولا وہ دونون طرق سمجھا مجھے
مال پر دیدی زکوٰۃ حق سدا
جز خدا مت ہو کسی کا آشنا
بحرِ وحدت مین برنگ قطرہ مل
پہونچا جھٹ صحرا کو جون آنکھون سی نور
جھاڑ کر اوسکو بنا پاکیزہ مرد
گم کیا ہستی فانی کو تمام
ایک تھا فرزند میری نوجوان
شاد و خندان جون گل باغ و بہار
ابتلک دیکھا نہین وہ دلفروز
کر شتابی تو میری تدبیر کار
فیض حق سی مستفیض اب ہو چکا

اے دریغا یہ بنی آدم کبیر
تلملایا نیم بسمل کی مثال
کی نکچھ بات اور نہ کچھ کھایا طعام
جب چلا آیا دکھا اپنی جھلک
جب ہوئی برخاست مجلس شیخکی
وعظ پیچھے اوٹھ گئی مجلس تمام
سُنکے اوسدنکا ترا کامل سخن
جی مرا چاہی ہی اب ای حق پذیر
یون لگی فرمانے شیخ نامور
بولی وہ چاہی ہے گر راہِ عوام
اور اگر ڈھونڈی ہی خاصونکا طریق
کھول آنکھین قدر سیم و زر کو دیکھ
سُنکے احمد زید باتین پُر اثر
ہاتھ اوٹھایا ماسوی اللہ سی تمام
جون مصفا صبح صادق ہو نمود
پیرزن اک آئی بعد چند روز
عاقل و دانای عالم رشک ماہ
پھر کے آیا گھر مین پھر شوریدہ حال
رنج و غم اسکا ہوا مجھپر زیاد
رحم آیا پیرزن پر شیخ کو
دور کر رخ سی وہ غفلت کا نقاب

روبروے حق گنہ سی ہو حقیر
آنکھ سے آنسو بہا رویا کمال
دن سبھی روتا رہا تا وقتِ شام
رات کی پروانیکو شمع فلک
اوسنی بھی رو رو کی گھر کی راہ لی
اپنی اپنی گھر چلے سب خاص و عام
تو ہوا دلمین مرے درد کہن
چھوڑ سب کھٹراگ ہوؤن گوشہ گیر
کیا شریعت کا تجھے دکھلاؤن در
تو شریعت کی ہی در پر کر قیام
ہوش ہووی حقکے دریا مین غریق
گنج قارونکا گیا کیدھر کو دیکھ
ہو گیا سر نہان سے باخبر
حُبِّ دنیا کو کیا دل پر حرام
سر سے پا تک ہو گیا محو شہود
شیخ کی گھر مین بصد ہا درد و سوز
صاحب حشمت وزیر بادشاہ
اشک ریزان برکیصورت کمال
خاک سر پر ڈالتی ہون نامراد
اور کہا اتنا نہ کڑھ ای نیک خو
ترک کر بیٹھا یہ دنیای خراب

مال و زر سی کچھ نہین اب اوسکو کام
خرّم و خندان تو وہ گلبرستان
شیخ نی دیکھا اُسی با جد و جہد
پر چمکتا رخ ہی مثل آفتاب
شیخ سی احمدؒ وہین پھر با ادب
چشم مین صہبائی غفلت کا خمار
اتنی مین آ پھونچی پھر وہ پیر زن
جب پڑی ماکی نظر فرزند پر
اُلطرف احمدؒ کی عورت تھی نڈھال
دیکھ ایسا تین شخصونکا خروش
سوز اُنکا قدسیون کے قلب پر
تاکہ وہ لڑکی ہی کا مونھ دیکھکر
بعد اسکے احمدؒ آگاہ راز
زندگی مین کر مجھے بیوہ نہ تو
ساتھ لیجا اپنے اپنا یہ پسر
تھی جو کملی پاس اپنی کہنہ تر
دیکھ مان نی اسطرح حال پسر
بیشۂ ویرانین پھونچا بی خطر
سال جب اسپر گیا یونہین گذر
ناگہان کوئی پکارا شیخ کو
آن پھونچا اب مرا وقت اخیر
دیکھتی کیا ہین کہ وہ روشن ضمیر
جان بلب ہی اور اجل آئی قریب

ہے شہود ذات خالق مین مدام
پائی بیٹے نے تری امن و امان
خم ہوا شکلِ کمان وہ سرو قد
ماہ کی صورت ہی خورسی ریا نوب
بولا یون ای رہنمائی خلق رب
تھا مری تو نی کیا پر ہوشیار
جو پسر کے درد سی تھی نعرہ زن
نازنین لخت جگر دلبند پر
اشک ریزان خاک بر سر پر ملال
اہل مجلس پہ پڑا ماتم کا جوش
چُبھ گیا مثل سنان نیشتر
مہر اور الفت سی شاید آوی گھر
شیخ سی رخصت ہلو جانیکو بان
اور یتیم و خستہ دل فرزند کو
سونپ دی مجھکو خدائی پاک نی
ڈالی وہ اُسکی گلی مین پھاڑ کر
لے لیا بیٹے کو اپنی چھین کر
یا دمین حق کی رہا شام و سحر
ایک شب سرّی سقطی نامور
شیخ بولے ای میان ہی کون تو
پاس میری آ شتاب ای میر پیر
اک پرانی گور مین ہی جا نگیر
لیک سو ہمت سی وہ رحمت نصیب

آویگا جب یان ترا لخت جگر
بعد اک مدت کے پھر احمدؒ وزیر
بد رسان گھنکر ہوا شکل ہلال
شیخ نی خادم روانہ کرکے تب
مجھکو اس دنیا کی ظلمت سے نکال
تو نی یہ مجھپر کیا لطف و کرم
ساتھ لی آئی سہو بھی اور پسر
صورت پروانہ ہو کر جان سی تنگ
وہ پسر کم سن گل باغ نعم
شیخ روئی اور تمامی یار روئے
پانون پر بیٹے کو اُسکی ڈالا لا
لیک احمدؒ مین ذرا اک بال بھر
بولی زن اُسکی جگر سی آہ بھر
تو چلا اب چھوڑ کر یار قدیم
سُن یہ احمدؒ نی بلا لڑکی کو پاس
ہاتھ مین زنبیل دی بولا وہان
احمدؒ آگاہ دل مقبول رب
کلُّ شئی ہالک جانا زوال
حجری کے اندر تمام شب گزار
بولا وہ احمدؒ نی بھیجا ہی مجھے
یہ خبر سنکر کے شیخ حق شناس
مسند مخمل سی بہتر فرش خاک
کر رہا ہی گور مین آواز یون

مین تجھی پھونچاؤنگا اوسکی خبر
شیخ کی خدمت مین آیا حق پذیر
لعل سی رنگت ہوئی زر مثال کی
والدہ کو اوسکی فرمایا طلب
ہی بلایا آپ نے آئے لال
رحمتِ اللہ سی ہون مین بہم
چشم سی سبکی روان اشک جگر
جا پڑی اوس شمع رو پر بیدرنگ
رو رہا تھا اُطرف یا درد و غم
اشک سے پلکونمین بس موتی پروئے
سعی و کوشش جو تھی سب نے کی بجا
اونکی زاری نی نہین پایا اثر
ای مری وارث کر اب مجھپر نظر
کیون کریگا صبر مجھبن ہو یتیم
دور کر اس سی وہان سُتھرا لباس
آگی آگی چل مری بیٹے دوان
شیخ سی پھر ہو کی وان رخصت طلب
اور و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال
تھی مراقب جانب پروردگار
او پیام اپنا کہا ہی یہ تجھے
زود تر گھر سی گئے احمدؒ کی پاس
جانکر ہی رو بقبلہ سینہ چاک
مثل ہذا یعملون العاملون

یعنی مثل اسکی کرو تم سب عمل / منزل غفلت سے جاؤ گے نکل
شیخ نے یہ بات اوسکی گوش کر / خاک سے اوسکو اوٹھایا پاک کر
رکھ کے زانو پر کیا دامن سے پاک / جو جمی تھی موتھ پہ اوسکی گرد و خاک
شیخ کی چہرے کو دیکھ اوسنے کہا / مرحبا اے پیر میرے مرحبا
شکر ہے حق کو کہ پہونچا تو شتاب / دی مجھے رخصت کہ ہون مین راہ یاب
کر نصیحت اور وصیت آن مین / طائر جان اوڑ گیا اوسا مین
ہو جو اسپر رحمت رب الودود / جو ہوا کر ترک سب بود و نمود
جبکہ نکلا نیر عالم فروز / آتش ماتم سے جل با درد و سوز
شیخ بھی وانسے چلا کر کے مرور / شہر کی جانب ہوئے کار ضرور
تا سر انجام ضرورت سے خرید / شہر سے لاوین ہے دفن مرید
دیکھو رہ مین شہر کے کل خاص و عام / مضطرب آتے ہین جلدی سے تمام
شیخ بولے دوستو سب ایکبار / کسطرف جاتے ہو ایسے بیقرار
لوگ بولے اے ولی و پیشوا / کیا سنی تونے نہین شب کی ندا
ہاتف غیبی سے یون آیا خطاب / اے مسلمانو اوٹھو دوڑو شتاب
جاؤ گورستان مین تم سب کے سب / اک ولی حق وہان تھا باادب
پاکے اس دنیاے فانی سے نجات / واصل رحمت ہوا ہے آج رات
جا پڑھو اوسکی جنازے کی نماز / ہوئی لطف خدا سے سرفراز
شیخ رستے مین یہ اتنی بیدرنگ / لائی اسباب ضرورت بیدرنگ
غسل میت اور کفن دیکر کیا پاک / پڑھ نماز اسکی چھپایا زیر خاک

تنبیہ

توبھی اب یون جھاڑ دامن مرد ہو / خاک مین کبتک ملیگا گرد ہو
دوست کش ہے یہ جہان بیوفا / دوستی پر اسکی مت دلکو لگا
دوستی انس پاک رو سے کر کمال / جسکے دامن پر نہو گرد زوال
پردۂ غفلت سے اب بیرون نکل / دیکھ رخ خورشید کا نجا کنول
دور کر دامن سے گرد سیم و زر / حرص شاہی ترک کر اور کر فقر
تا تو پاے سلطنت یا نور ذات / از وصال بادشاہ شش جہات

حکایت دوسری حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

ایکدن ذوالنون مصری باوقار / کہتے تھے مجلس مین سن اے ہوشیار
ہے برا وہ بیوقوف و بیشعور / محض نادان عقل کے رستے سے دور
جو کوئی ہوتا توان مرد حقیر / اور رہووے پہلوان سے پنجہ گیر
اسمین آیا شاہزادہ مصر کا / یہ سخن بھی شیخ کا اوسنے سنا
یہ سخن سن اور مرکب سے اوتر / شیخ کی پاس آیا پھر نزدیک تر
اور کہا اے شیخ از بہر خدا / کھول مجھپر بھید اب اس بات کا
شیخ بولے ہے بنی آدم حقیر / حق تعالی ہے زبردست و کبیر
ناتوان ہو کر کے کرتا ہے غرور / اور سمجھتا آپکو ہے سب سے دور
ہے روا کبر و منی اسکو بجا / جسنے خلقت ایسی ہی پیدا کیا
دوسرا اس سے سوا نادان کوئی / خلقت خلاق مین ہے اور بھی
شاہزادہ سنکے یہ اور ہو ملول / گر پڑا گھلا زمین پہ مثل پھول
اوٹھ کے پھر گھر کو گیا با درد و سوز / شب گئی ظاہر ہوا پر نور روز
شاہزادہ پھر بشکل آفتاب / مجلس ذوالنون مین چمکا شتاب
اور بولا شیخ سے اے رہنما / رہ بتا وہ جس سے ہو حاصل خدا
بولا رب کی بندگی مین مدام / ترک عصیان کر یہ ہے راہ عوام
اگر تجھے ہے خواہش راہ خواص / دام دنیا سے دل اپنا کر خلاص
دوستی ہر چیز کی دلسے نکال / جز خدا کے بھول جا سب قیل و قال
بولا یون شہزادہ والا گہر / اے چراغ خلوت سر بشر

ہی سلوک خاص مجھکو اختیار ہی نہین دلکو طلب جز کردگار
دولت شاہی سی اب ہوتا ہون دست چھوڑکر دنیا رہونگا حق پرست
شیخ پھر اوسکے تئین ہادی ہوئے گوہر باطن نثار اُسپر کئے
گر وہین ملبوس پشمینہ لباس شاہزادہ ہوگیا معنی شناس
عیش و عشرت ترک کر اکبارگی کی قبولِ حق کے لی آوارگی
اُٹھگیا جب دلسی کثرت کا نقاب نور وحدت جارہا تب بیحجاب
گنج و نعمت چھوڑ اور خوش شرب و اکل چشم زن خورسی ہوا ذرّیکی شکل
کر توجہ سوئے حق ہر حال مین جاملا آخر صفِ ابدال مین

تنبیہ

تو ہوا ہی دامِ دولت مین اسیر ہی تری پاؤنمین یہ پھندا کبیر
اڑسکیگا کیونکہ تو اس دام سے اُڑ جو اُڑنا ہے خدا کا نام لے
الفتِ دنیا سے دلکو پاک کر حرص کا تن من جلا کر خاک کر
آپکو غفلت کی رستے سے نکال کوچۂ ہمت مین دہر پاؤن سنبھال
تا ترا در پیش آید راہ راست کین طریق دوستی ماہ ماست

حکایت تیسری ایک شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی

ساحل دریا پہ اک شیخ شفیق رہنمائے خلق حق مردِ طریق
ایکدن مجلس بنا کر باصفا وعظ خلق اللہ مین مشغول تھا
ناگہان اک قافلہ اُس راہ پر تھا مسافر حج بیت اللہ پر
شیخ کی مجلس کے جب آیا قریب ساربان اک اوسمین تھا رحمت نصیب
بولا وہ اوس آن یارونکو تمام ایکساعت یان کرو یارو مقام
تا سُنین ہم وعظ اس درویش کی دوستدار اوس مصفا کیش کی
ہوگئے سب قافلے والے کھڑے ساربان کہنے لگا یون شیخ سے
کر نصیحت کچھ مجھے ای نیکنام تا کہ وہ دنیا و دین آوی کام
جب کرو نمین اوس نصیحت پر عمل دو جہانمین اسکا پاؤن نیک پھل
شیخ بولی سُن نصیحت تین ہین سالکانِ حق کی یہ آئین ہین
نفس تیرا جو کہے بد کام کو تو خدا سے ڈر کے اس سے دور ہو
دوسری جو نفس چاہی ہی ترا دلکو اپنے اوسکی خواہش سی پھرا
اور خدا کی چاہ تو ہر دم پناہ تا حفاظت کی رکھے تجھپر نگاہ
تیسری جو حق سی تیری جان پر پہونچے تو راضی ہو اوسپر شکر کر
سُنکے اس پند حسن کو ساربان ہوگیا تیر ہدایت کا نشان
یارون سی کہنی لگا وہ نامدار لو شتر کی ہاتھ مین میری مہار
کام اک درپیش ہی مجھکو ضرور کہہ کے اتنا ہوگیا یارونسے دور
چھوڑکر اونٹ اور اسباب سفر جھٹ کسی جنگل مین پہونچا مستتر
تیرگی نقص سب دلسی نکال روشنی کامل کا مل پایا کمال
بعد اک مدت کے شیخ نامور وعظ کہنے آئے اوس جنگل مین پر
دیکھتے کیا ہین نظر کر ناگہان صاحبدل پُر شرف وہ ساربان
جو چلا آتا ہی سیدھا راہ پر پاؤن بھی ہوتی نہین پانی سی تر
آہی پہونچا جبکہ باہر بیدرنگ شیخ کی خدمت مین آیا اہل ننگ
کر ادا شرط تحیت اور سلام بولا پھر یون شیخ سی ای نیکنام
تو نے کی مجھکو نصیحت بی خلل مین تری دو بات پر کی عمل
لطف سے اللہ کی ہو کامران آب پر ہون صورتِ کشتی روان
تیسری جو ہی نصیحت پرصفا مین عمل اُسپر نہین کچھ کرسکا
گر عمل اُسپر بھی مین کرتا مدام مرغ کے مانند اڑتا صبح و شام

جو کرے مجھپر کرم رب البشر
شاکر و صابر رہون آٹھون پہر

کر نہین سکتا ہون پر اسپر عمل
سخت ہے ہی یہ کام ای شیخ ازل

جو عطا مجھکو کرے توفیق حق
اس عمل کا بھی پڑھون ہر دم سبق

کہہ کے یہ وہ سالکِ راہِ خدا
اپنی منزل کیطرف رخصت ہوا

تنبیہ

ای خدا کے بندۂ عاصی غریب
سُن لے تو اب مجھ سے یہ نکتہ عجیب

طالبانِ راہِ مولی جس طرح
جیتے جی مرتے ہین تو بھی اسطرح

آپکو کردے فنا و لا بقا
تا ملے دائم تجھے وصلِ خُدا

آرزوئے ماسوی سے ہاتھ دہو
خواہش غیر خدا سب دلسے کھو

پاک رہ ہو جا تو اب ای بیخبر
رو سیاہی مین تلف مت عمر کر

حُبِّ دنیا کا او تھار جسے نقاب
دیکھ مہر مہرِ مولی بے حجاب

جبتلک چشمِ صفا ہی جون صدف
اسمین رکھ پنہان دُرِ ذات شرف

یہ صدف بینش کا جب پاوے زوال
دیکھنا اوس دُر کا ہی تجھکو محال

کر خدا سی التجا یون با نیاز
اے خداوند کریم کارساز

دلسے میری خواہش دنیا مٹا
اپنی چاہت کی طلب مین رکھ سدا

تا کہ آن دعوات عالم را مُجیب
از کرم دارد ترا با خود قریب

حکایت چوتھی منصورِ عمّار رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہے منصور عمارِ کرام
محرم سترِ خدا عالی مقام

پہلے راہ راست سی تھے پُر خلل
فاسق و فاجر شرابی بد عمل

معصیت کا کرکے چلا ایک شب
تھے رچاتی راگ و رنگِ باطرب

عیش و عشرتمین جو گذری نیم رات
دی درم اربعہ یہ کی خادم سی بات

زودتر بازار کی جانب کو جا
وہ فلانی چیز جو ہے مول لا

سُنکے وہ بازار کو پہونچا شتاب
جون سموم گرم کھایا پیچ و تاب

دوسری اک شیخ منصورِ حق پرست
تھے جنھین تخت بزرگی پر نشست

اک مکان پر راہ مین بازار سے
کہہ رہے تھے وعظ آگے خلق کے

جب گیا مجلس کے خادم روبرو
وعظ سننے کی ہوئی تب آرزو

بیٹھا پھر مجلس مین جا کر اک طرف
شیخ کا سُننے کلامِ باشرف

تھوڑے ہی عرصہ مین کوئی بینوا
شیخ کی خدمتمین آسائل ہوا

چار درہم راہ حق مین دے مجھے
حق کریگا وصلِ رحمت تجھے

شیخ بولے اہل مجلس سے پکار
جو کوئی دیوی اسے درہم چہار

چار حاجت اُسکی اب ہووین روا
مین جناب حق مین کرتا ہون دعا

وہ غلام نیک سیرتِ پاک ذات
چارون درہم لایا سنتے ہی یہ بات

روبروی شیخ پھر دہر کر کہا
چار حاجت کی مجھے اب کر دعا

شیخ بولی کیا تری حاجت ہی کہ
کر زبان گلرنگ وا چپکا نہ رہ

بولا پھر یون وہ غلام باشعور
ای چراغ مجلس عرفان کی نور

پہلی حاجت یہ ہی جو رب العلا
یہ درم چارون مجھی دیوے پھرا

دوسرے مولی مرا آزاد کر
چھوڑ دیوی راہِ مولی پاک پر

تیسرے مولی مرا ہو نیک کار
توبہ کر آوے سوی آمرزگار

اور وہ ہر شئی سی اپنی موںھ کو پھیر
غیر وجہ اللہ نہ دیکھی فوق و زیر

ہی چہارم یہ غرض ای نیکنام
جو تری یاران مجلس ہین تمام

حق تعالی فضل کی کرکے نگاہ
عمر بھر کے بخشدی سبکے گناہ

شیخ نے اللہ سی مانگی دعا
یا الٰہی حاجتین یہ کر روا

وہ غلام نیک سیرت حق شناس
ہاتھ خالی ہو گیا مولی کی پاس

جوش کھا مولیٰ یہ بولا ای غلام / تو گیا تھا کیا تبا کر نیکو کام
کیا کئے درہم مری کہدی مجھے / مین نے تھی کس کام کو تجھکو دیے
بولا پھر اسطور وہ فرخ غلام / حق کری تجھکو جہا مین نیکنام
راہ مین بازار کی منصور تھے / وعظ کہتے مین نی دیکھا دورسی
مین گیا کچھ وعظ سننے کو وہان / نکتہ اسرار کرتے تھے بیان
ناگہان ایسے مین آیا اک گدا / چار درہم شیخ سے ہی مانگتا
شیخ بولے دیوی جو اوسکی تئین / چار درہم حق یہ کرے عین الیقین
واسطے اوسکے مین اب مانگون دعا / چار حاجت اسکی بر لاوی خدا
دیکے وہ چارون درہم فی الحال مین / چار حاجت پر ہوا مشغول مین
بولا پھر مولیٰ وہ کر مجھپر عیان / حاجتین جو شیخ سی کی ہین بیان
بولا وہ پہلی کہا پروردگار / چارون درہم پھیر دیوے مستعار
دوسری مجھکو کری آزاد تو / تیسرے تو بسی ہو دلشاد تو
اور تجھے توفیق نیکی دیوے اب / منزلِ توحید کو پہونچا دے رب
چوتھی حق بخش اہل مجلس کو تمام / جنت الفردوس مین دیوے مقام
بولا مولیٰ شکر مولیٰ کر ادا / ای غلام نیک نیت پارسا
چار درہم چیز کیا ہین مایہ کم / چار سو دیتا ہون مین تجھکو درم
اور کیا بیشک تجھے آزاد مین / دونون عالم مین رہو تجھسے شاد مین
صدق سی آیا مین استغفار مین / ملتجی ہون رحمتِ غفار مین
اور تمامی مال و زر گھر بار چھوڑ / رشتۂ اُلفت رکھونگا حق سی جوڑ
چارمی حاجت خدا کی ساتھ ہی / بخشدینا جرم اوسکی ہاتھ ہی
جب کہا اسطور سی منصور نے / چرخِ شوکت کی سراج و نور نے
کی ندا یون ہاتفِ غیبی نے وان / ای مری بندی ضعیف و ناتوان
مین غنی ہون اور ہو تو تو فقیر / رو برو میری گدا ہین سب امیر
باوجود اسکے کہ ہو کر بے نوا / تین حاجت کو تو کر بیٹھا ادا
مین خداوند کریم و بے نیاز / عاجز و نکا ہون ہمیشہ کارساز
اک رہی حاجت ہی باقی وسکو اب / کیون نہ بر لاونگا ہون مین پاک رب
تیری بخشش اور تری خادم کی بھی / اور تمامی شیخ کی مجلس کی بھی
بخش سبکے جرم مین نے ایکبار / اپنی رحمت سی ملایا بی شمار
جب سُنی منصور نے ایسی ندا / راہِ حق مین مال و دولت کر فدا
چشم گریان سینہ بریان دل ملول / ہو گیا وہ حضرتِ حق کا قبول
ایک شب کے قوت کو محتاج ہو / فرق پر غربت کی رکھا تاج کو
راہِ حق مین زہد جو کچھ نکا تھا / آب دریا سان نہین اسکی بہا

تنبیہ

حُبِّ دنیا دل سی اپنے توڑ سب / ہو گئی اکبار گی مقبول رب
تو بھی ای نادان ذرا ہشیار ہو / نیند کی نشے سی اوٹھ بیدار ہو
بیخبر ہو گردشِ افلاک سے / کیون لگاتا دل ہی مشتِ خاک سے
گر رہی گرد بدی مین مبتلا / کب ملی آئینۂ دل کو جلا
جا پڑی گر دیدۂ روشن مین گرد / کچھ نہ دیکھے گرچہ تو بینا ہے مرد
چشم سی گرد مکدر کو نکال / دیکھ لے پھر صاف جانانکا جمال
جیمین توفیق عمل رکھ لی ضرور / تا کہ رہی گرد بدی آنکھون سی دور
چشم مین اسحاق کی ای کبریا / بھر دی اب کحلِ ہدایت کی ضیا
تا بہ بیند اہ اکبر راست این / شاد ازو اکبر شود زیر زمین

حکایت پانچوین بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی

بشر حافی ابتدا ء حال مین
جاکی میخانی مین پیتے تھے شراب
ناگہان چلتے ہوئے اس راہ پر
خاک سے اوسکو اوٹھا آنکھون لگا
خاک مین اس نام حق کو خوار دیکھ
شرط عظمت من و عن لائے بجا
بشر حافی پاس جاکر ای فلان
نامسے میری ہے دہوئی جیسے خاک
نام میرا با ادب بالا رکھا
بشر حافی لیک میخانے مین تھے
اوٹھ شتاب اور کھول آنکھین جو ل دل
بشر حافی نام بصری گوش کر
بشر حافی نے کہا ای شخص اب
کہہ کے یہ اور دلمین لے درد و الم
آگے پہونچے اور ہوئے جھٹ ہمکنار
شیخ نے فرمایا جو رب الکریم
سنکے یہ مژدہ حسن سے جا نفزا
اور گئے جنگل کیجانب زار زار
جز ریاضت اور عبادت کے مدام
اور سبیل اللہ مین ہیکر میان
خدمت خاصو نمین رہکر مدام
نشئہ وحدت مین تھے مست اسقدر
ایکنے پوچھا کہ ای مقبول رب

تھے مقید معصیت کے جال مین
خلق کو آزار دیتے بیحساب
پارچہ کاغذ کا اک آیا نظر
اور کہا دلسے سمجھ لے تو دلا
چھوڑ جانا کب ہی بہتر کار دیکھ
اور رکھا تعظیم سے اوسکو اوٹھا
کہہ دے اس سے جو خداوند جہان
جرم سے تو بھی ہوا اب ایسے پاک
تو نے مین نے بھی تجھے والا کیا
اسگھڑی ہی ہیکے ملحق خواب سے
مطلع شرقی سے شمس آیا نکل
کانپے ڈرسے صورت شاخ شجر
جیمین لاتا ہون نہایت خوف رب
ڈرتے ہی ڈرتے دھرا باہر قدم
ڈالی دوش و فرق پر بوسے دو چار
تجھپہ فرماتا ہے خود لطف عمیم
خوف حق دلپر بہت پیدا ہوا
چھوڑ کر میخانہ اور سب دوستدار
تھا نہین انکی تئین کچھ اور کام
کرتے تھے اکثر جہاد کافران
حضرت حق سے ہوئی آخر بہم
جو سر و پا کی بھی نے پائی خبر
پا برہنہ اسطرح ہو کیا سبب

بدعمل فاسق شرابی زشت کار
ایکدن پی کر مئی دنیای پست
تھی لکھی اوسپر تو بسم اللہ سب
گرچہ مین مخلوق ہون بد بالیقین
پھر جھٹک اسپر سے سب گرد و غبار
شیخ حسن بصری نے دیکھا شب کو خواب
مہربان ہو تجھکو کہتا ہے سلام
تو نے دی تعظیم میرے نام کو
صبح ہوتے شیخ حسن آئے شتاب
خواب سے اونکی تئین بیدار کر
اور حسن بصری رسول رب پاک
ایک بولا اتنا کیون حیران ہے تو
ہو گئی سب عمر عصیا نمین تلف
شیخ حسن بصری امام پاکبان
بشر حافی نے کہا اے محترم
اور کہا سب خوابمین دیکھا جو تھا
ہاتھ اپنے دھر محاسن پر وہین
قہر حق کے ڈرسے وہ چالیس سال
جاکے ہر اک سال بیت اللہ مین
عارفان راہ حق کو وائما
قطرہ وش کثرت سے ہو کر آشنا
وادی الفت مین تھے دھر کر قدم
بشر حافی نے دیا اوسکو جواب

فعل بد جنکے نہین ہوتے شمار
جھومتے جاتے تھے ہو سرشار و مست
بشر حافی دیکھ اور ہو با ادب
پرہی آمین اسم رب العالمین
لا گلاب و مشک اور دہو یا اسے
یعنی حق سے یون ہوا انکو خطاب
اور یہ دیتا ہے شادی کا پیام
مین نے کی تکریم تیری کام کو
بشر حافی پاس شکل آفتاب
یون لگے کہنے حسن ای بے خبر
ہی کھڑا تیرے لیے دلمین تپاک
بید کی مانند جو لرزان ہے تو
مین نہ آیا گاہ نیکی کی طرف
دیکھکر بس بشر حافی کو وہان
کیا سبب جو مجھپہ ہے اتنا کرم
بشر حافی سے پیام رب انکو
روئے ایسا تر ہوئی خاک زمین
راتدن روتے رہے مینھ کی مثال
حج ادا کرتے تھے حج کے ماہ مین
ڈہونڈہتے پھرتے تھے ہر دم جا بجا
ہو گئے دریائے وحدت مین فنا
سر برہنہ پا برہنہ چشم نم
کیا سنا تو نے نہین حق کا خطاب

جو کہ فرماتا ہے رب العالمین
فرش عالم کا کیا مین فی زمین

ہی دیا اوسکو ولے عز و وقار
دفن ہین اوسمین رسول کردگار

یہ زمین ہی مسند پیغمبران
رتبہ اسکا ہی زمانی پر عیان

کب دب ہی پانو مین پاپوش کر
چلنا پھرنا مسند شاہانہ پر

زہد و تقوی مین رکھا ایسا جو کام
ہو گئی قطب زمان وہ نیکنام

ہی کہان اتنی بس اب تاب قلم
جو کری انکی فضیلت کو رقم

جب گئی زیر زمین وہ پاک جان
خواب مین دیکھا کسی نے انکو وان

بشر اور معروف کرخی دونون مل
شکل ماہ و مشتری ہو متصل

خلد کی گھوڑونکی اوپر ہو سوار
چرخ کی جانب ہین اڑتی برق وار

زین مکلل جنکی اور زرین لگام
طرہائی فرق پر گوہر کا کام

سر سی پانون تک برنگ شکل حور
تھی براق و دلدل و فردوس نور

بشر حافی کسطرح تھے بد عمل
توبہ کامل سی پایا نیک پھل

تنبیہ

گرچہ ای اسحاق تو ہی پر گناہ
غم نکھا اکبر پکڑ مردونکی راہ

رب اکبر ہو گی بس ہادی ترا
چشم مین دی سرمۂ عرفان لگا

ماسوی اللہ سی نہو جبتک فراق
یاد آوی کب تجھی روز وثاق

سب علائق غیر دلسے توڑ کر
جانب اللہ اکبر رکھ نظر

حکایت چھٹی شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کی

شیخ عطار عارف پروردگار
عطر پرور کن دماغ روزگار

ابتدائی حال مین عطار تھے
خلق مین جون نافۂ تاتار تھے

سیم و زر تھا اونکی گھر حد سی زیاد
عیش و عشرت سی تھی ہر دم شاد شاد

مال دنیا سے اگرچہ تھے غنی
تخت عرفان پر بھی تھی وہ جانشین

بیٹھکر دوکان مین اپنی ایک بار
بیچتے تھے مشک تاتار عطر وار

اک فقیر اہل عرفان پاک خو
شیخ کی دوکان کی آیا روبرو

اور کہا کیسا یہ اب بازار ہے
غرق تو غفلت مین اے عطار ہے

جو کیا ہی مال دنیا جمع یون
تو مریگا آہ آسانی سی کیون

شیخ بولے تو مریگا کسطرح
بولا وہ دیکھ اب بتاؤن جسطرح

کہہ کے یہ اور خاک پر کر پا دراز
جان بحق جلدی ہوا وہ جانباز

شیخ ہوی اس حال سی محو عجب
اور ہوا انکو ہدایت کا سبب

نفس کی حرص و ہوا کو کر عدم
راہ حق مین ہو گئی ثابت قدم

مال و زر سارا لٹا کر ایکبار
زہد و تقوی کی ہوی مضبوط یار

ماسوی کی سارے رشتی دلسی توڑ
رشتۂ الفت رکھا مالک سے جوڑ

پھر جو کچھ حق سی ملا عز و وقار
مین کہون کیا ہی جہان پر آشکار

تنبیہ

تجھسے اب کہتا ہون ای مرد دغل
یاد رکھ یہ بات کر اسپر عمل

جبتلک توڑی نہ تو رشتے تمام
عارفی مین لاف ہی کرنا کلام

صدق جانسی ہی اگر تو حق طلب
حب دنیا چھوڑ دی تو دلسے سب

معرفت کا بحر بے پایان ہوا
موج زن ہو ہر طرف گرداب ہوا

تیرنے مین ہی اگر تجھکو کمال
کر برہنہ تن کو اس دریا مین ڈال

تیری گا گر بالباس مکر و زرق
ہوئیگا لاریب اس دریا مین غرق

کر جدا یہ خرقۂ ناموس و ننگ
تیر اس دریا مین پھر شکل نہنگ

تیغ بران لیکی سرہنگ اجل
سر پہ تیری ہی کھڑا ہر ایک پل

پہلی ہی مرنیسے گر توبہ کرے
تو نہین پرسش گناہونکی ترے

ہاتھ اس دنیا سی جب تو دھوئیگا
مقصد جانسی بہم تب ہوئیگا

جیتے جی بھی ڈھونڈھ جانا کی تمیز / مر گئے پر پھر ملے گا وہ نہین
پیش مرگ ای بندۂ رب الودود / گر گنی توبہ شوی مقبول زود

حکایت ساتوین حضرت بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی

حضرت بلخی امام مومنان / ایکدن بیٹھے تھے مسجد مین عیان
ناگہان اک مرد پیر و کہنہ سال / تن حقیر و پشت خم مثل ہلال
آ گیا بیٹھا شیخ کی محفل کے بیچ / یعنی جمع جملہ اہل دل کے بیچ
شیخ پھر بولا کہ اے والا گہر / مین ہون ہر دم اس الم سی چشم تر
عمر سب میری گئی لیکر گناہ / معصیت سے ہے مرا نامہ سیاہ
چاہتا ہون مین کہ اب توبہ کرون / اور رہ حق مین قدم ثابت دھرون
شیخ بولے عمر تو تیری تلف / ہو گئی تو آیا تو حق کی طرف
پھر دیا یہ پیر مسلم نے جواب / دیر سے آیا نہ مین آیا شتاب
شیخ بولے آہ تو بوڑھا ہوا / جلد آیا کسطرح پھر کہہ بھلا
بولا یون وہ پیر فرد خوش کلام / عمر باقی ہے ابھی اے نیکنام
جان رہنے تک جو آوے راہ پر / جلد آیا وہ نہ آیا دیر کر
شیخ بولے اس سے سن اب العزیز / بات تیری سر بسر ہے باتمیز
جلد آیا تو نہین کچھ دیر ہے / جی ترا نور ہدا سے سیر ہے
اب تجھی کہتا ہون مین یہ ای فلان / دیکھ جبتک ہے ترے قالب مین جان
ترک کر مردار دنیا کی طلب / دلمین رکھ ایزد تعالیٰ کی طلب
اس جہان کی حب پہ مت ہو مبتلا / یہ فنا ہے یہ فنا ہے یہ فنا
دھیان اپنا ملک باقی پر لگا / وہ بقا ہے وہ بقا ہے وہ بقا
ہے یہ دنیا مادر فرزند خوار / مہر پر اسکی نکر کچھ اعتبار
لطف سی پالی ہے جسکو یہ جہان / خاک کر ڈالی ہے پھر اسکو عیان
آیا اول سے ہی عالم لا کھا / سوچ آ مین سے بھی ہی کوئی رہا
پھر وفا تجھ سے جہان کیونکر کرے / ہے کھڑا تیغہ لیے سر پر ترے
تاکتا ہے داؤ اکدن گھات پا / کاٹ ہی ڈالیگا دم مین تا بپا
اسطرح کی بیوفا کا تو شریک / کیون بنا ہے دیکھ ای مرد نیک
لاشریک و وحدہٗ را دوست دار / تا شوی یکتا بحب کردگار

حکایت آٹھوین مسلم احمد رحمۃ اللہ علیہ کی

مسلم احمد بزرگ با وقار / صاحب دل نامدار روزگار
آئے اکدن نزد ہارون رشید / محفل شاہانہ وان دیکھی پدید
فرش دلکش اور ایوان شاندار / ہر در و دیوار پر نقش و نگار
دیکھکر یہ رونق و زینت مزید / بولے مسلم کہہ تو ای ہارون رشید
گھر ترا ہی خوب راحت بخش جان / تو ہے اسمین روز و شب عشرت نشان
کاش کے جو گور بھی ہو اسطرح / صاف ہے تیرا امکان یہ جسطرح
سنکے بس ہارون رشید اسبات کو / چشم نم حد سی ہوا جون ابر کو
اور کہا اے پیشوائے مومنان / کچھ نصیحت کر مجھے تو اب یہان
جو مجھے دنیا و دین مین کام آئے / دلسے میری معصیت کا نام جائے
پھر کہا مسلم نے سن ہارون رشید / پیاس سے صحرا مین ہو گر جان طپید
نار استسقا سے جی تیرا جلے / اور نہ قطرہ آب ہاتھ آئے ترے
لا کے بیچے کوئی گر اسوقت پر / ایک جام آب شیرین سرد تر
کسقدر قیمت تو دے اسکے عوض / بولا وہ مانگے جو کچھ دون الغرض
بل کرون بیعذر مین اسکی نذر / نصف مال و ملک اپنا پیشتر
پھر کہا مسلم نے ای ہارون رشید / پانی وہ پیکر تجھے حر شدید
اور اگر ہو بند استنجا تجھے / اس مرض سی سخت ہو ایذا تجھے

گیا تو دیوی اسکے بدلی ای فلان | اوسکو جو کر دیوی استنجا روان
نیم ملک و مال جو باقی رہا | وہ بھی اپنی جان پر کر دو فدا
جو کہ ٹھہری قیمت اک جام آب | دل لگانا اُسکے اوپر ہی خراب
پی کی جام چشم سی غم کی شراب | آتش دلسی بُجھانا جی جون کباب

بولا یون ہارون رشید ای حق شناس | ہی ترا برتر عجب فہم و قیاس
بولے پھر مسلم کہ ہی دنیا بتر | لعنت اللہ اسپہ ہی شام و سحر
پند یہ سُنکر ہوا ہارون رشید | آب ریزان چشمۂ غم سی مزید
ہو چراغ آہ تیتین شعلہ زن | جلگیا سب عیش فانی بی غبن

تنبیہ

صاحب ہمت کی آگی ای فلان | ہی جہان خوار و ذلیل و خاکدان
طالب دنیا خدا سی دور ہے | چشم دل اُسکی سدا بی نور ہی
مصطفےٰ نی یون کہا ہی ای عزیز | ہو نہ جسدن گھر مین میری کوئی چیز
اور کہا ہی دوستونکو بھی تمام | دور اس دنیا سی تم رہنا مدام
ہی جو ای غافل مزاج بیخبر | کیون رکھا ہی مال دنیا جمع کر
یون حبیب اللہ نی مارا خطاب | جیفۂ دنیا و طالبہا کلاب

پر ہی تو تو کور باطن بے بصر | کچھ نہین مُردار دنیا سی خبر
جو ہوا مُردار دنیا سے جُدا | دیدۂ دلمین کُھبا نور خدا
دل مرا اسدن رہی ہی بیگمان | جلگین روشن جیون چراغ آسمان
جون حکیم نبض دان بیمار کو | باز رکھتا ہی مخالف شئی سی جو
ہے جیسے مُردار دنیا کی طلب | دوست اُسکو کب رکھی محبوب رب
طالب دنیا ہی کلب بے وقار | تو نہ بن ایجان من مُردار خوار

حکایت نوین روایت حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی

نقل ہی عباس سے روز جزا | لائینگے دنیا کو از حکم خدا
اور سیہ رو جون شب دیجور ہو | مغز جسکے بوی بد سی چور ہو
پھر جناب حق سی آویگا خطاب | ای تمامی مجمع یوم الحساب
بولینگے کل اہل محشر یا الٰہ | کیا خبر ہے کون ہی یہ روسیاہ
دیکھ وان اُس بدگہر کو خوبرو | دالہ و شیدا ہوئی تم مو بمو
یہ وہی محبوبہ و مرغوب ہے | آج دیکھو اسکا کیا اسلوب ہی
اسکو لیجا کر جہنم مین شتاب | ڈالو تا چکھے ذرا وانکا عذاب
جو کہ اس گھر مین مری عشاق تھے | جا بجا ہی مین شہرۂ آفاق تھے
مین جہان جاؤن وہ میری ساتھ جائین | جو مکانین پاؤن وہ جا وہ بھی پائین

ہو ویگی بد چشم و تن وہ بد چلن | پشت و قامت خم بشکل پیرزن
زشت روئی پر بس اسکی کر نظر | خوف کھاوی دلمین از بس ہر بشر
جانتے ہو کون ہے یہ پیرزن | پیلی آنکھین نیلا مونھ ناپاک تن
یون ندا آویگی یہ ای بندگان | یہ ہی دنیا جی دنی نامہربان
کر کے تکیہ اسکے اوپر صبح و شام | حسن پر اوسکی رہی نازان مدام
حکم یون ملکوت کو پھر ہوئیگا | ہی مکان دوزخ مین اس مُردار کا
عرض یون دنیا کریگی پھر وہان | یا الٰہی دوست ہین میری کہان
اب بھلا لازم ہی ای رب جہان | جو اکیلا انکو مین چھوڑون یہان
حکم حق ہو گا فرشتونکو کہ جاؤ | دوستدار اسکے ہین جو جو سب کو لاؤ

ساتھ اسکے جُھونکدو دوزخ مین لے | اسکی الفت مین بہت وہ گرم تھے

تنبیہ

سوچ تو اب جی مین ای مرد جہول | اُلفت دنیا کا یہ دیکھا حصول
مرد ہو مت اوسکی اوپر دل لگا | سر در کھ دل اسکی خواہش مین سدا

ہی یہ وہ مکارۂ عالم فریب	عشق مین جسکے جہان ہی ناشکیب	آج اوسکے مکر سے گر تو بچے	تو نہ کل دوزخ کی آتش مین جلے
	ازفریب زال دنیا دور باش	وز وصال حور عین مسرور باش	
	حکایت دسوین خادم مکی رحمۃ اللہ علیہ کی		
خادم مکی ولی عالی نصیب	نقل کرتے ہین کہ در روز حسیب	بندگی دنیا ہی کی جو بے خبر	کر گیا عالم مین آکر عمر بھر
اہل محشر کے اسے کر رو برو	یون پکاریگا منادی سو بسو	دیکھ لو سب لوگ وہ بندہ ہی یہ	پاک تھا جو پھر ہوا گندہ ہی یہ
کیا کیا تھا وعدہ یان اقرار کیا کیا	بھول رب کو دوست دنیا کا بنا	جسکو حق نے تھا گرایا کرکے خوار	اسکو اسنے ہی اوٹھایا کر پیار
اور خدانے ہی عدو جسکو کیا	تنبیہ		رات دن یہ دوستدار اسکا رہا
ہی نہین یہ بات سن ای یار خوب	اہل محشر مین بنے تو خوار خوب	حشر کی ہی سخت رسوائی خراب	فکر کر کچھ ورنہ ہی عالی عذاب
پاک ہو دنیا سے رہ پرہیزگار	دوستی ماسوی دل سے اوتار	حب دنیا ولعین کہ ای بے ادب	گر کری تو طاعت رب روز و شب
	رنج لاحاصل اوٹھانا ہی تجھے	خلوت جانان نپانا ہی تجھے	
	حکایت گیارھوین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی		
بایزید نامور عالی وقار	بادشاہ و اولیاء روزگار	نقل کرتے ہین کہ بیتے چہل سال	تن ریاضت مین گھٹایا جون ہلال
بعد اس مدت کے مجھپر ناگہان	کھلگیا دروازۂ سر نہان	چاہا جب مینے کہ تو ہمین در آ	یون ندا آئی نہ آئے کام کیا
پوستین اور کوزہ تو ہی تیری ساتھ	رکھنہ اس خلوت مین پاؤن اور ہاتھ	پھینک کا پھر مینے وہین دونون کو جو	وہ وہین پہونچا منزل مقصود کو
پھر مجھے آیا خطاب باصفا	خلق کو ای دوست میری بول جا	زہد مین اسطرح رہکر بایزید	نفس پر اپنے ہوئی قابض شدید
کہنہ کوزہ پارہ پارہ پوستین	جبتلک پھینکا نہ رہ پائی نہین	تم جو رہتے ہو تعلق سے تمام	دل لگا حرص و ہوا مین صبح و شام
پہونچوگی کب حق کی تم درگاہ کو	تنبیہ		پاؤ گے کیون کو چہ اللہ کو
اب ہوا معلوم ای مرد عقیل	گر رہی تو زہد و تقوی مین دخیل	عمر بھر اور حرص کو چھوڑی نہین	کل علائق سی یہ موہنہ موڑی نہین
جبتلک تجھکو نہو حاصل خدا	ہے تری برباد محنت بر ملا	جھاڑ ڈال اس گرد کو دامن سے تو	پہلے لی پھر زہد کا نام نکو
	ہے جسے دنیائی فانی پر نگاہ	خلوت اسرار مین کب پائی راہ	
	حکایت بارھوین صوفیان علیہم الرحمۃ کی		
صوفیان باخبر اکدن کہین	جمع ہو بیٹھے تھی بر فرش زمین	آگئی ابراہیم ادہم حق شناس	اک طرف سے ناگہانی انکی پاس
دور سے اس انجمن کو دیکھکر	قصد صحبت کا کیا انکی مگر	دی نہین ادہم کو اپنے بیچ جا	اور کہا دور ہمسی ای درویش جا

گرچہ ہے تجھسے ریاضت بس ہوئی	گندگی کی پر نہ تجھسے بو گئی	یعنی بوی بادشاہی تجھمین ہے	ابتلک نام سیاہی تجھمین ہے

تنبیہ

سوچ اس معنی کو اب دلمین ذرا	خاصگان حق کی ای عبد خدا	باوجود ایسی ریاضت کے تمام	نے دیا ادہم کو ساتھ اپنے مقام
پھر ملیگی ہمکو وان کس شکل راہ	حب دنیا مین ہوا ہے دل سیاہ	گرد دنیا سے جھٹک دامن ضرور	تا ملے نور خدا سے تجھکو نور
ہے پڑا آنکھو نپہ غفلت کا نقاب	کسطرح آوے نظر وہ آفتاب	چشم مین اک ذرہ بھی گر ہے غبار	کب دکھائی دے وہ شمس تابدار
ہے یقین اوسکو نہ رب پاک پر	نقش جس دلمین ہے حب سیم و زر	مال دنیا اک درم ہے جسکے پاس	پاس ہے خناس اُسکے بے ہراس

حکایت تیرھوین ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

کر توکل حق پہ ادہم باشرف	جاتے تھے حج کرنے مکے کی طرف	راہ مین ستر روز تک آب و طعام	نہین پایا چل بسی قوت تمام
آملا ابلیس رستے مین کہین	بولا انسے اے شہ محنت گزین	نعمت و شاہی کو تو نے ترک کر	رنج و فاقے پر ہی یون باندہی کمر
جائیگا کیونکر تو طے کر یہ سلوک	تشنگی ہے بدبلا اور سخت بھوک	بولے ابراہیم حق پر کر نگاہ	ای خداوند جہان پشت و پناہ
دوست پر دشمن کو تو مت کر تعین	ہمت و توفیق دی میرے تئین	گر تری ہو دی پناہ ای پاک رب	قطع کر سکتا ہون تو ہر راہ سب
پھر ندا ہاتف نے دی یون غیب سے	پھینک دی وہ شئی نکال اب جیب سے	جو رکھی ہے جیب مین تو نے چھپا	وہ تو تیری حق مین ہے سم سے سوا
جیب کو کر دونگا مین اب تیری پُر	ایکدم مین کر عطا ہمت کے دُر	شیخ نے دیکھا کرم کی سن کے بانگ	جیب کو ہاتھ آئی چاندی خار رنگ
وہ گئے تھے بھول اوسکو ڈال کر	جیب مین ہرگز نتھی اسکی خبر	پھینکی جب ادہم نے سیم ناپسند	جی مین پائی غیب سے ہمت بلند
اور ہوا ابلیس مکہ سے فرار			شمس سے شستر ہے جن پکڑی کنار
جو کہ ہے اس سیم و زر کی قید مین			مال شیطانی سے جانکو رکھ نگاہ
جو رکھیگا دلمین حب سیم و زر			رہو ہی چکر مین برنگ آسمان
توڑ دی دلسے یہ تار مکر و فن			رکھ جمال یار کے اوپر نظر

تنبیہ

راتدن ابلیس کے ہے کید مین	یہ جہانگیر شیطان جان آہ
نقد ایمان کھوئیگا وہ بدگہر	کب ملے اسکو طریق راستان
جانب اللہ ہو جا نعرہ زن	غیر کے خطری سے ہو کر بے خطر
تا خیال غیر در دل می بری	آن جمال یار را کی بنگری

حکایت چودھوین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی

جعفر صادق امام نیکذات	مقتدائے خلق و میر کائنات	ایکدن مجلس بنا کر شکل نور	درمیان دوستان بیٹھے حضور
ایک شخص ایسے مین آ سائل ہوا	دی دکھا یعنی خدا اے پیشوا	یون دیا حضرت نے وان اوسکو جواب	لن ترانی کا ہے موسیٰ کو خطاب
بولا پھر وہ ای زمانیکے امام	ہے بڑی یہ ملت خیر الانام	کوئی اس ملت مین کہتا ہے پکار	دیکھا مینے اپنے دل مین کردگار

کوئی کہتا ہی نہ مین عابد ہوا
خادمون نے سُنکے یہ حکم امام
آب گہرا تھا سو گھبرا کر ملول
عاقبت ہونی لگا جب تنگ حال
اسطرح پھر اُسنے گھبرا کر کہا
جب ہوا نا امید کل مخلوق سے
عرض کی یون ای کریم بی نیاز
پھر لگے کہنے امام حق نما
تھا جوان جو ہیچو دیکھے جوش مین
بولا پھر وہ اے امام رہنما ن
شرک کا جب ہو پڑا رخ پر نقاب
جب ہوا مین جانب مولیٰ رجوع
لیگیا جب دوست پاس اپنے پناہ
پھر لگے کہنے امام دوستدار
رکھ تو اب اس وزن پر نگاہ
غیر کا جبتک تری جی مین ہی دہیان
کر خیال غیر اب موقوف تو

جبتلک دیکھا نہ مینے کبریا
ہاتھ پائون باندھکر اوسکے تمام
بولا ہے فریاد یا ابن رسولؐ
لائے باہر اسکو پانیسے نکال
لطف سے ابن نبیؐ اب لو بچا
لایا رُخ امید کا مرزوق سے
ہی تو ہی افتاد گانکا کارساز
لاؤ اوسکو جلد پانی سی اوٹھا
بعد اک عرصہ کے آیا ہوش مین
آفتاب آسمان عزو شان
کب نظر آوی وہ روشن آفتاب
تب ہوا خورشید ذات حق طلوع
دلمین اک روزن بنا جون صبحگاہ
تونے جو مجھکو پکارا بار بار
جسمین دیکھا تونے ہی سر آگہ
یار کا ملنا بہت اشکال جان
طالب مولیٰ ہوتا موصوف تو

بولی لوگون سے امام روزگار
ڈالا اوسکو حوض مین فوراً وہان
چند بار اسطور وہ بولا پکار
بعد اک ساعت جو آیا ہوش و تاب
نے ہوا اوسکا کوئی فریادرس
جانب اللہ اپنا موںھ پھرا
تیرے اوپر اب بھروسا ہی مرا
خادمان دہ گہہ والا خطاب
پوچھا پھر حضرت نے کیون اے حق طلب
غیر کا جبتک رہا دلپر خیال
جلوہ گر جب ہو وہ مہر تابدار
خطرۂ ظاہر ہوا جب دلسے دور
دیکھنے مین دلکے روزن مین لگا
جبتلک تجھکو تھا حق پر یقین
ہو مجرد سب جہان سے درگذر
گر بسر مو غیر کا تو ہے ندیم
تا شوی تو مبتلائے غیر حق

حوض مین ڈالوا ہے باندہ استوار
ڈوبنے اوسمین لگا ہو نیم جان
کچھ نہ بولے پر امام نامدار
پھر گرایا اوسکو بین حوض آب
آب مین غوطے لگا کھانے وہ بس
اور اسی پر جان امید و رجا
ہو مرا فریادرس اے کبریا
لائے پانی سے نکال اوسکو شتاب
اب نظر آیا تجھے وہ پاک رب
نے نظر آیا جمال ذوالجلال
شرک کی ظلمت کری فوراً فرار
چشم باطن کو ملا تب حق کا نور
دلکا تھا جو کچھ کہ میرے مدعا
اب ہوا لاریب تو اسرار بین
دوست بین مت رکھ کسی اور پر نظر
حق مین اور تجھمین ہے اک کوہ عظیم
از ادیب دوست کی خوانی سبق

حکایت پندرھوین حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ کی

تھی جو وہ حضرت اویس نامور
ہی عیان نزدیک تیری شخص ایک
رات کو آرام نے دن کو قرار
یہ خبر سنکر اویس حق شناس
بولی یہ اوسکے تئین سن ای فلان

عاشق حق پیرو پیغامبر
پاک نیت صاف طینت مرد نیک
روز و شب ہے شکل نیسان اشکبار
شوق سی دل لگی گئی اوس شخص پاس
ابتلک غفلت مین تو تو ہی نہان

ایکدن اک شخص نے اُنسے کہا
کھود کر گور اور اک کفنی پہن
اسطرح گذری ہین اسکو تیس سال
دیکھتی کیا ہین نہایت ہی ضعیف
تجھکو یہ مشغولی گور و کفن

ای چراغ خلوت راز خدا
رہتا ہی یان چھوڑ دنیا کا چلن
قبر مین روتا ہی ہو کر پائمال
سر سی پا تک سر بسر زار و نحیف
حق تعالیٰ سی ہی دوری زمن

رہزن رہ ہو تری یہ ہر دو چیز	باز رکھتی ہین خدا سے العزیز	اکثر مین تیرے گئے یہ سال تین	ہی درون پردۂ غفلت انیس
سنکے یہ تقریر صاف و بیخلاف	ہو گیا دور اُس سے غفلت کا غلاف	بحر کثرت مین جو ڈوبا تھا وہ مرد	یک بیک مضطر ہوا اچھلا ہوکے فرد
اور ہوا اور یائے وحدت مین وہ غرق	ایکدم مین سر سے لیکر تا بفرق	کھلگیا سر قدم اُسپر تمام	کشف حق نے آگیا دپر مقام
جی کے آئینے مین وہ پائی جلا	جسمین دیکھا بھر نظر نور خدا	سوز دل سے مار نعرہ ایکبار	گر پڑا تربت مین ہو بے اختیار
دیکھ آنکھون سے جمال دلربا	تنبیہ		جان شیرین کو فدا اسپر کیا
آہ جب گور و کفن بھی ہو حجاب	ہی حجابونکا ہمارے کیا حساب	کیسے دیکھین ان حجابون مین خدا	کس سے پاوین دیدۂ دلکو جلا
	پھاڑنا ہی ان حجابونکا ضرور	دلکو رکھنا ماسوی اللہ سے دور	

حکایت سولھوین حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہے جو تھے کوئی فیض فضیل	زمرۂ اہل ولا مین پاک ذیل	گود مین لی ایکدن فرزند کو	مہر سے اپنے جگر کے بند کو
الفت پدری سے ہو بوس و کنار	باپ تھے بیٹے کو کرتے تھے پیار	ناگہان کہنے لگا اُنکو پسر	دوست رکھتا ہی مجھے تو ای پدر
بولے وہ ہان دوست رکھتا ہون تجھے	جان تیری راحت جان ہے مجھے	بولا پھر لڑکا کہ بھلا ای باپ تو	دوست رکھتا ہی خدائے پاک کو
شیخ نے فرمایا تب ای خورد سال	ہون بلاشک دوستدار ذوالجلال	پھر کہا اُس پور نے سُن ای پدر	کتنے دل رکھتا ہے سینے مین مگر
شیخ بولے ہے مری پاس ایک دل	بات مین میری نہین شک ایک تل	بولا پھر لڑکا کہ بتا اسبات کو	کیون سمائے ایکدل مین دو دوست
سنکے یہ پند پسر حضرت فضیل	روئے اتنا تر ہوئی اشکون سے ذیل	سمجھے یہ پند خدائے غیب ہی	یہ سخن اللہ سے لاریب ہے
بچے سے کب ہو کلام امتیاز	ہی یہ سکھلاتا خدائے بے نیاز	سوچ یہ اور سر پہ دونون ہاتھ مار	لوٹتے تھے خاک پر سیماب وار

تنبیہ

جبتلک ہو شرک دلمین اک رمق	پائیگا اصلا نہین تو وصل حق	ایک ہو جا ایک کے ساتھ ای فلان	یان تلک جو بھول اپنا جسم و جان
اصل مین جو وحدہ ہی لا شریک	کب ملے وہ گر کرے اسکا شریک	مرآت دل صاف کر ہر شرک سے	شاہد مقصود اسمین دیکھ لے
	تا نباشد شرک از نامت جدا	کی بیابی وصل حق نام خدا	

حکایت سترھوین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل ہی جو بایزید دین فروز	بیٹھے تھے حجرے مین تنہا ایک روز	ہاتھ مین اوسوقت تھا اک سرخ سیب	صاف رنگ و تازہ از بس دلفریب
دیکھکر اُس سیب کو وہ نامدار	بولے ہی یہ سیب کیا خوش رنگ دار	بل کہا اوسکی تئین دلکش لطیف	یعنی ہی یہ سیب میوونمین شریف
دی ہین ہاتف نے اک بانگ شدید	کیا نہین تجھکو حیا ای بایزید	بھولا اب اک رنگ پر ہو شادمان	دلسے اپنے سب مری نیرنگیان

نام میرا ہی رکھا اک سیب پر ساتھ میری دی مثال ای بیخبر
اسطرح سے ہو گی تو اب بڑا وب دلسے بھولا اپنی نام پاک رب
کہتی ہین چالیس دن تک ای فتا قلب سی انکی چھلا نام خدا

تنبیہ

یان تو ہی اس رنگ سے شکل محل غیر کا ہی دخل و ملین پر خلل
دلسے کھو کر نقشۂ اغیار کو دیکھ لے پھر جلوۂ دلدار کو
جب ہو کثرت کو مکسر دل ترا تب ہو وحدت کو چہ منزل ترا
تو رہیگا یار کی اپنے قریب رحمت دلدار ہو تیری نصیب
ہو کرامت کا تر القبعہ شریف روز و شب تجھپر رہی لطف لطیف
باب یہ پورا ہوا اسجا نوان اور دہم مین ہی کرامت کا بیان

باب دسوان اولیاؤنکی کشف وکرامات کے بیان مین اسمین پندرہ حکایتین ہین

حکایت پہلی بادشاہ جنگبش خان کی

راوی خوش گو سخن کا گنج دار نقد دانش کو نہین جسکے شمار
لولو افشان یون ہوا ہی برملا گوہر معنی کو ہے جس سے جلا
ملک ختین کو ی جنگش خان کبیر شان و شوکت سی تھا شاہِ نامور
شکل اسکندر ہوا با ضرب و حرب بادشاہِ کشوران شرق و غرب
چرخ سی بھی جاہ تھا برتر اوسی تھا بسا انجم نمط لشکر اوسے
ہمت و قوت مین رستم کی مثال دانش و تدبیر مین مرد کمال
تھی تعین سب جگہہ جنگی سپاہ ضبط کرتا تھا جہانکو سال و ماہ
شہر ہا تسخیر کر شمشیر سے جبکہ پہونچا پاس نیشاپور کے
لشکری جملہ بحکم شہریار شہر مین کرنے لگے تب لوٹ مار
رہتی تھی اس شہر مین شیخ زمان شیخ عطار آفتاب چرخ جان
جنکا نام حضرت فرید الدین تھا فرد انکا دین اور آئین تھا
لیٹے تھے حجرہ مین اپنی مست وار ہو کی غافل از درِ پروردگار
اک سپاہی آیا او سیاہ بد سرشت دوزخی باطنمین او ظاہر بھی زشت
شیخ کے حجرہ مین گھسکر بیدرنگ کھینچکر باہر نکالا اُن کو تنگ
اور پوچھا کون ہی تو جلد کہہ بھید اپنا کھولدے چھپکا نہ رہ
شیخ بولے بے نوا بندہ ہون مین روبرو رب سر افگندہ ہون مین
یہ سخن سنکر وہ سگ مردود خر شیخ کی منزل سی تھا جو بیخبر
بخطر فی الحال انکی باندھا ہاتھ بیچنے کو لیچلا پھر اپنے ساتھ
جاتا تھا رستہ رہِ بازار سے شیخ تھے ہمراہ مرد آزار کے
ناگہان انمین مین کوئی دوستدار شیخ کی آگے سے آیا ایکبار
شیخ کا یہ حال ظاہر دیکھکر بولا وہ ای راستا نکے راہبر
تو تو ہی اس شہر مین روشن ضمیر خلوت عرفان کا شمع منیر
جو سپاہی کا اسیر ہوکر یہان کیا سبب آیا ہی ای بندگران
شیخ بولا دوست کی ہی یون رضا ہی مری غفلت کی باعث یہ سزا
سویا مین اکدم زمین کی ڈھول پر خواب غفلت مین خدا کو بھولکر
آگیا ایسے مین وان یہ لشکری لایا حجری سی پکڑ مجھکو ابھی
بیچتا ہے اب مجھے لاریب یہ جانتا ہی کب رموز غیب یہ
دوست کی جو یاد سی غافل ہو سوئے دونون عالم مین یونہین اوہ ہوئے
کار مولی اسی ہو غافل جو غلام پیچ ڈالی پھر اسے وہ لا کلام
بولا پھر وہ شخص اُسیر ہو خفا شیخ کی بدلی یہ نے مجھسے بہا
یعنے دیتا ہون مین دینار اکہزار پر نہین اسنے قبولے زینہار
دوسرا بھی دوست وان حاضر ہوا پندرہ سو دینار تک دینے لگا

پھر لگا واں مول بڑھنے کو زیاد
لیک دیتا تھا نہین وہ نامراد
عاقبت دینار ٹھہرے دو ہزار
اس ثمن پر بیع نے پایا قرار
مول پاویگا ابھی اس سے بھی بیش
بیچنے سے پھر پھر اوہ زشت کیش
آئی ہاتف سے صدا ای پُر عتاب
ہی تری یہ بات بالکل ناصواب
کرے استغفار اس گفتار پر
ورنہ پاویگا بہت اس سے ضرر
ایسے مین واں ایک آئی پیرزن
تو برابر گھاس لائی سبز بن
کیا سبب جو اسطرح ہے مبتلا
کر تو اب اظہار اپنی بند کا
پیرزن بولی اگر دیتا ہے تو
شیخ کو دیدے مری اس گھاس کو
بست صد دینار تک سے دا ہی یہ
گھاس دیتی ہے تجھے سودا ہی یہ
بیچ اسیر حرص اور افزون نکر
کب مجھے لیوی کوئی دی سیم و زر
جو منادی ہو گئی یہ سو بسو
اٹھ لے کوئی کسی کی آبرو
یہ منادی سنکے وہ ابتر مزاج
ہو گیا اکبار گی اخگر مزاج
شیخ کے حجرے مین پھر وہ بدگہر
بھو نجا اسجا سے شتابی سگ سیر
دیگ کو تیار کر وہ بے ادب
لیکے آیا دیگدان کے پاس جب
ٹوٹا تھا دیگدا سپہ بیٹھتی تھی نہین
شیخ عالم زندہ دل آئے وہین
جو شکستہ پایہ اس چولھے کا تھا
سر کو رکھ واں دیگ کو ٹھہرا دیا
یہ کرامت دیکھ کر وہ لشکری
ڈر گیا اور تنمین آئی تھرتھری
گر پڑا اشست ہو گئی ہر ایک رگ
مر گیا اور ہو گیا بد شکل سگ
شیخ کو دیکھا پڑے ہین ہو شہید
کی سبھون نے گریہ و زاری مزید
شیخ کا پاکیزہ سر تن سے جدا
جب کیا ظالم نے تھا تیغہ لگا
اک رباعی خاص ونمین کی ہے یہ
بیٹے اگلونکی سند سے لی ہے یہ

دوستدار ہر ایک یون آتا رہا
قیمت افزون سنا جاتا رہا
ماں بیٹھا وہ جوان مُردہ دل
شیخ بولے صبر کر اب متصل
ایسی یہ تقریر شیخ پارسا
رد ہوئی پیش جناب کبریا
اب نہین تجھکو کرے کوئی خرید
آپ پر تو نے کیا فخر مزید
شیخ نے ملہم سے سُن یہ ماجرا
کر کے توبہ جرم کو بخشا لیا
بولی یون پہچان کر پھر شیخ کو
ای خدادان و بزرگ و نیک خو
شیخ بولے ہے بڑا افضال رب
بیچتا ہے یہ سپاہی مجھکو اب
بولا یون وہ لشکری ای عقل خام
ہی بڑی قیمت کا پایا یہ غلام
شیخ نے اسکو کہا ای بے شعور
اس سے زائد اب مری قیمت ہی دور
عسکری سے شیخ اس گفتار مین
تھی ابھی تقریر پُر اسرار مین
بادشاہی حکم ہے یہ سربسر
ہاتھ کو کوتہ کری اب ہر بشر
پر غضب ہو کر علم تیغ جفا
شیخ کے سر کو کیا تن سے جدا
گرسنہ تھا رو سیہ وہ زشت گام
مستعد بیٹھا پکانیکو طعام
چولھا پھر اسنے کہین سے ڈھونڈہ کے
ایک پایہ دیگدان شیخ سے
لے مبارک فرق اپنا در کنار
زود تر حجرے مین آئے نامدار
دیگ مین بن آگ نیچے چولھی کے
جوش آیا قدرت اللہ سے
کانپتا جون بید ہو زار و نزار
بھاگنے باہر لگا بے اختیار
جب ہوئی اسحال سے مردم خبر
آئی سب چاردنطرف سے دوڑ کر
عاقبت حق کی رضا پر صبر کر
سب تھے راضی مرضی اللہ پر
سب لکھین تھین چند بیتین صدر پر
شیخ نے انگشت خون آلودہ کر
کر سیاہی خون کی اپنی سربسر
یہ رباعی لکھ گئے تھے سینہ پر

رباعی

در راہ تو رسم سرفرازی امنیست
عشاق ترالسینہ بازی امنیست
با این ہمہ ہیچ کان توان گفت
شاید کہ بتو بندہ نوازی ہمنیست

کہتے ہین قاتل ہوا جون سگ کسک	تھا وہین دور شہ تیمور تک	پھر اسے تیمور شہ کے حکم سے	توڑا پھوڑا آنکر مخلوق نے
یعنی ہے یہ نار و تصویر کلب	**تنبیہ**		دو مٹا عالم سے اسکا زور قلب
یہ کرامت شیخ کی مت سہل جان	سہل جو سمجھی اسے رہ جہل جان	بندگی مین جب کمائی زندگی	تب فنا فی اللہ ہو پائی زندگی
گر تو پکڑے یہ طریق استوار	دوست پھر تجھکو رکھی آمرزگار	جب ہوا تیرا خداوند کریم	خلق سب اسکی ہوئی تیری ندیم
ہو کرامت تیری موںھ کی منتظر	ہو وہی ظاہر جو تو فرمائے پھر	جو سخن تیری زبانسے ہو عیان	پورا وہ پل مین کرے رب جہان
	حق بتو باشد چو باشی باخدا	از کرم مہابت قدم دارد ترا	

حکایت دوسری خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل کرتے ہین جنید نامدار	تھا کبھی اکروز مسجد مین قرار	اتنے مین آ دو جوان پاکباز	وان مصلے پر لگے پڑھنے نماز
کر چکے جب وہ نماز حق ادا	دونون نے پھر اسطرح مجھسے کہا	رحمک اللہ اے جنید پارسا	اولیاؤنکی کرامت کچھ سنا
بولا مین اے دوستان کبریا	ہے کرامت مستحق انبیا	سن مری یہ بات دونون مسکرائے	اور حیا سے نیچے چشم و سر جھکائے
کچھ نہین مجھکو دیا اسدم جواب	برق کی صورت گئے اوٹھکر شتاب	مین رہا اس روز اندیشے مین تب	یہ جوان تھے کون مقبولان رب
دوسرے دن بھی وہی دو نوجوان	غیب سے مسجد مین آئے ناگہان	پہلے روز آسا مصلے کو بچھا	اور نماز حق تعالی کر ادا
بولے پھر میری طرف موںھ پھیر کر	اولیا کی ہے کرامت سے خبر	تھا نہین مجھسے ابھی پایا جواب	آپ ہی بولے جواب باصواب
ہم بتاتے ہین تجھے سن اے فلان	اولیاؤنکی کرامت کا نشان	اس ستون پر گر کرین امر کرم	یعنی تو ہو جا زبرجد کا اتم
اور کہین دیوار کو ہو جا تو زر	**تنبیہ**		تو ذہب ہو جائے مٹی سر بسر
اب تجھے کہتا ہون اے غافل تو سن	سنکے اس معنی کو غم سے سر کو دھن	اگر تجھے بھی اسطرح کی ہے طلب	پیروی کر اولیا کی روز و شب
یاوری جب تو دوستی کردگار	تو کرامت بھی ہو تجھسے آشکار	ورنہ تو دوستدار کبریا	دور ہست از تو کرامت باخدا

حکایت تیسری ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی

تھی چڑھی اک روز ادہم کوہ پر	دوست بھی اک ساتھ تھا عالی قدر	اسطرح ادہم سے بولا وہ ولی	دے بتا اے عالم علم خفی
واسطے عارف کے ہے کیسا کمال	بولے ہے اسکو کمال بے زوال	جب کہے اس کوہ کو اے کوہ تو	چل جگہہ اپنی سے ہٹکر آگے کو
تو مکان اپنے سے وہ فوراً ہلے	اور سحاب آسا وہانسے اوڑ چلے	بر مثل یہ بات کرتے تھے بیان	کوہ اوسجا سے لگا ہونے روان
بولے وہ اے کوہ ساکن ہو نہ چل	مین تو تجھپر اب کہتا ہون مثل	ہو گیا ساکن اسیدم وہ پہاڑ	استقامت کا زمین مین پانون گاڑ

تنبیہ

عارفونکا اسطرح سے ہی کلام / کب میسر ہووی تجھکو یہ مقام

عارفی آسان نہین ہی الفلان / جان دیہر دم گھٹا نا جسم و جان

عارفونکی گر گری تو پیروی / ظاہر و باطن ہو مرد معنوی

گر تو خواہی عارف کامل شوی / روز و شب کن عارفانہ پیروی

حکایت چوتھی حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی

راہ پر کعبے کے ادہم حق پذیر / سیدہی جاتی تھی چلی مانند تیر

اور نہین نو روز تک پایا طعام / سوچنے دلمین لگی یون نیکنام

مجھپہ ہے بس رحمت پروردگار / دوست کی صورت تو یا صبر و قرار

رنج اور محنت مین بھی مجھکو سدا / ہمت و قوت ہی دی بے انتہا

فاقہ نو روز ہی میری تئین / کھانے پینے کی مجھی حاجت نہین

اتفاقا ایسے مین اک مرد پیر / آگے اونکی آگیا روشن ضمیر

اور کہا ادہم خدا آگاہ سے / شرم کچھ تجھکو نہین اللہ سے

اپنی ہمت پر جو تو مارتی ہی لاف / ہی سخن تیرا یہ بالکل برخلاف

فاقہ نو روز کو تو سخت جان / منت اب تک رکھی ہی بیگمان

دیکھ میری اتنے ضعف حال کو / ناتوان و پیری صد سال کو

باوجود اسکی ہوئی ہشتاد روز / جو ہین مجھپر فاقہای معدہ سوز

کچھ نکھایا اور نہین پانی پیا / آب و نان کی بدلی ہی یاد خدا

ہی نہین کچھ جوع کی شدت مجھے / پر خدا پر کچھ نہین منت مجھے

حق تعالی سے جو چاہون اگر / یہ شجر بالکل ابھی ہو جائین زر

عارف حق نے کیا جب یہ کلام / ہو گئے اشجار سونے کے تمام

پھر ہوا پر اوڑ گیا جھٹ وہ بشر / غور کر دیکھا نہین آیا نظر

وہ شجر پھر قدرت اللہ سے / صورت اصلی پر اپنی ہو گئے

تنبیہ

کھولکر چشم خرد اب دیکھ تو / عارفونکی پاک راہ و رسم کو

کیا بڑی ہی یہ کرامت آشکار / دوستونکو جو ہے دیتا کردگار

خلوت عرفا مین رہ جنکو ملی / مختون پر کر نگہہ انکی ذری

اسطرح تو بھی سہی گر درد و رنج / ہووی تب حاصل تجھی عرفاکا گنج

چھوڑدی آرام سب ای بے ادب / رہ طلب مین عارفونکی روز و شب

ہین ہر اکجا عارفان ذوالجلال / خاصگان حضرت ایزد تعال

کن ز چشمت پردہ غفلت بدر / تا بہ بینی عارفانرا سر بسر

حکایت پانچوین ایک مرد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی

قافلے کے ساتھ اک مرد خدا / حج بیت اللہ کو گھر سے چلا

ناگہان اک وہ رستہ بھولکر / ہو گیا سب قافلے سے دور تر

پڑ گیا اوس بیشہ ویرانہ مین / تھا نہ کوئی مرد جس بیشہ مین

سونے جنگل مین ہو سرگردان زیاد / ہر طرف گردان تھا شکل گرد باد

اک زمین پر پا کے وہ اہل ہمم / آدمی کی پائون کی نقش اک قلم

اس نشانی پر ہوا اودہر روان / عاقبت اوس سمت اک پایا مکان

دیکھتا کیا ہی کہ ہی محراب ایک / ہو گیا خوش دیکھکر یہ جائی نیک

سمجھا اپنی جی مین یون وہ مرد رہ / آدمی کا ہی گذارا اس جگھہ

شاد ہو محراب مین بیٹھا رہا / شب کی موقعہ مین جبتلک بیٹھا گیا

وقت مغرب اک جوان حسن جمال / جون قمر رخ گل بنظر رخسار لال

ایک بیک اکطرف سے آیا وہان / پائون مارا پھر زمین پر بیگمان

ہو گیا پیدا بحکم کردگار / ارض پر اک چشمہ آب خوشگوار

وہ جوان خوبروئی پاک خو
بیٹھا اوس چشمے پہ کرنیکو وضو
بیٹھے تھے اسجا جو وہ گم کردہ راہ
پھونچے اس پانیکے اوپر ناگاہ

اور وضو کر اُس مصفا آب مین
آئی ظاہر ہو گی اوس محراب مین
تھے مصلّے پر امام مہتدی
پیچھے یہ انکے ہوئی وان مقتدی

کر نماز حق تعالے کو ادا
ایک سو جانے لگے وہ پیشوا
یہ بزرگ دین جو بھولے راہ تھے
دست انداز اونکے دامن پر ہوئے

اور کہا ای پاک سیرت خوش لقا
خضر کی صورت مجھے رستہ بتا
انقلاب چرخ سی مجبور ہون
بھولکر رہ قافلے سے دور ہون

راہ بتلا کر مجھے لے راہبر
قافلے سے دی ملا بار دگر
سنکے یون بولے وہ کامل رہروان
ساتھ ساتھ اپنے چلا آ ای جوان

راہ تھوڑی جب چلو وہ اہل دل
اِنس کا پایا پتہ کچھ متصل
بولی پھر وہ رہنما اس مرد کو
قافلہ ہے یہ ترا جا دیکھ تو

غور سی اس شخص نے جب کی نظر
قافلہ اپنا ہی دیکھا سر بسر
خاک پر پہلی تو اپنا سر جھکا
سجدۂ شکر خدا لایا بجا

پھر ادب سے پیش شاہ مقبلان
کہتا تھا ای رہنمائی گمرہان
کون ہی تو اور کیا ہی تیرا نام
کونسی ہی دیس مین پایا مقام

مجھکو اپنے حال سے آگاہ کر
نام تیرا تا کرون نقش جگر
بولی وہ ہی نام زین العابدین
بن حسین رض بن علی رض ہادی دین

مین پیمبر کا نبیرہ زادہ ہون
صحبت مخلوق سی آزادہ ہون

تنبیہ

دوستداران خداوند جہان
ہین ہر اکجا آشکارا و نہان
پر تجھے وہ ہین نہین آتے نظر
پردۂ غفلت مین ہے تیری بصر

دی پلٹ آنکھوں سے غفلت کا نقاب
عارفونکو دیکھ لے پھر بیحجاب
عارفانِ حق تعالی حاضر اند
گم نظر لیکن درینجا ناظر اند

حکایت چھٹی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی

راوی احوال اخبار صحیح
یون بیان کرتا ہی اظہار فصیح
جو خلیل اللہ تھے بحر کرم
صاحب حرمت رسول محترم

ایکدن در تابش خورشید سخت
تھی بیابان مین وہ اہل تاج وتخت
اور کسی جا پر بلا سایہ نہین
تشنگی سے ہو ہراسان شاہ دین

ہر طرف ہر چند جاتی تھی شتاب
پر نہین پاتے تھے پانی جز سراب
پھرتے تھے ہو خشک لب ادہر ادہر
گرد اوڑتی دور سے آئی نظر

برق وش وہ نیر برج شرف
پھونچی ادہر گرد دیکھی جسطرف
دیکھتی کیا پھر ہین وہ عالی مقام
بکریونکے غول کو حبشی غلام

ہانکتا لاتا ہے جنگل مین چرا
السلام اسپر کہا نزدیک جا
بولا بد بین ہین وہ نیکنام
ای خلیل حق ہو تجھپر بھی سلام

نام اپنا سنکے وہ مقبول رب
خاطر عاطر مین لائی اک عجب
اس سی پھر کہنے لگے سن ای جوان
تشنگی سی خشک ہی میرا دہان

اور اس جنگل مین پانی ہی نہین
شیر سے سیراب کر میری تئین
بولا پھر وہ حبشی والا گہر
یا خلیل حق تعالی با قدر

شیر بز کاسہ مین لاؤن اب اوتار
یا پلاؤن آب شیرین خوشگوار
یون لگے کہنے خلیل کبریا
آب شیرین تو کہانسی لائیگا

وہ غلام پاک جو ہر نیکذات
ہاتھ رکھتا تھا جو تو با صفات
اُسکو اک پتھر پہ مارا استوار
دلسے پتھر کے بحکم کردگار

آب کا چشمہ ہوا جاری شگرف
صاف و شیرین او ربار و مثل برف
بولا پھر یون ای خلیل نامور
پی لی جتنا چاہی ہے آب سر تر

دیکھکر یہ قدرت رب الجلیل — حیمین ششدر ہوگئے حضرت خلیل
دیکھین پانیکی طرف حیرت سے گاہ — اوسکے موںھ اوپر کرین گاہی نگاہ
بولا وہ اب اے خلیل نیک خو — اسطرح حیرت سے ہے کیون و بدو
جو کوئی ہی حضرت حق کا مطیع — پایا اوسنے پایہ و رتبہ رفیع
گر وہ مانگے کرے جو کچھ طلب — لطف سے دیوی اوسے وہ پاک رب
اور کری اسکی اطاعت خلق کل — موںھ نہ پھیرین اس سے سب اہل سُبل
ہو اگر وہ کوہ پر بھی حکمران — بادبر یعنی معلق ہو یہان
تو ہوا پر ہو معلق وہ جبل — اپنی محکم بیخ اور جڑ سے نکل
سامنے دو کوہ تھے اعلی مقام — جب سنا اس پاک موںھ سے یہ کلام
تو ہا اس ارض سے برخاست ہو — بادبر لیکے الگ فی الحال ہو
دیکھ پیغمبر ہوئے حیرت فزا — زود تر العظمة لله کہا
آئی وان فی الفور جبرئیل امین — اور کہا ای مجتبای عالمین
آج تو ہو کر خلیل کردگار — کیون ہوا حیرت سے ہی لیسا دوچار
اسطرح کہنے لگے حضرت خلیلؑ — بو العجب مین کیون نہو نیے جبرئیلؑ
ایک بندہ گلہ بان حبشی حقیر — ایسی رکھتا ہے کرامات کبیر
بولے پھر جبرئیل اے والا مقام — حق تعالی نے ہے یہ بھیجا پیام
یہ جو بندہ ہی مرا اسو دیہان — گرچہ ظاہر مین خراب و خستہ جان
لیک باطنمین ہی عالی منزلت — پاس میرے اوسکی ہی عزت بہت
گر کہے مجھسے تو مین ای جان پاک — گردش گردون کردون ہلاک
اور زمین بھی بحال سی برہم کردن — سب زمانہ ایکدم درہم کردن

تنبیہ

دوستان حمین ہی ایسی صفت — اسطرح کی ہی سمائی معرفت
تو کہان ای بحر غفلت کے غریق — عارفان پاک کا پاوے طریق
تو ضلالت کے ہے دریا مین گرا — دور کردے حظر امواج کا
چھوڑ کر سب گمرہی جلد آ براہ — دیر مت کر دیر مین ہوگا تباہ
رہ طریق مقبلان مقبول ہو — جہل سے ہرگز نہین مجہول ہو
ای خداوند جہان اسحاق کو — آشنائی تجھسے ہے اطلاق ہو
حافظ اکبر معین میرا رہے — نظم کو میری سلیس اثر دو کرے

حکایت ساتوین ابو ایوب رحمة الله علیہ کی

نقل یہ پائی ابو ایوب سے — محرم سر خدا وہ خوب تھے
کہتے ہین بیرون گیا مین شہر کے — ساتھ عبد الله واحد زید کے
اک جوان سر پر لئے ہیزم کا بار — روبرو آیا ہمارے ایکبار
مینے اس سے ایسے پوچھا اے جوان — کون ہی خاوند تیرا دے نشان
بولا وہ خاوند میرا یان ہی ایک — صاحب لطف و کرم عالم سے نیک
پھر کہا مینے اوسے اے پارسا — ہی کہان جاتا یہ سر پر بوجھ اوٹھا
لکڑیونکا کیا کریگا کہہ تو تو — بولا وہ جاتا ہون لیکر شہر کو
بیچکر انکے تئین قیمت جو پاؤن — کچھ میان کو نذر دون کچھ آپ کھاؤن
آیا پھر جیمین خیال اسبات کا — جو اسے کچھ نقد دون بہر خدا
تا کہ اس محنت سے یہ آزاد ہو — گھر رہے آرام سے دلشاد ہو
مینے دلمین جب کیا ایسا خیال — وہ جوان میری طرف آنکھین نکال
پھر لگا سوئے سما کرنے نظر — اور ہلائے ہونٹھ اپنے سر بسر
قدرت الله سے وہ لکڑیان — سونیکی سر پہ ہوئین اوسکے عیان
مین ہوا حیرت سے اوسدم دوبدو — پھر ہلانے لب لگا وہ نیک رو

ہو گیا وہ بار ہیزم پھر وہاں

تنبیہ

حالت اصلی یہ اپنی بیگمان

یون کرامت سہل ور ہر حال ہے
عارفونکو پر تجھے اشکال ہے
تو بھی جبدم عارف عرفان ہو
تو کرامت تیری ساتھ ہر آن ہے

عارف باللہ شو صبح و مسا
تا کرامت با تو ماند دائما

حکایت آٹھوین ایک مرد سیاہ فام کی

ملکے مین اک شخص کالے رنگ کا
شاہ مردان کا نہایت دوست تھا
اور امیر المومنین سلطان دین
قوت بازوئے ختم المرسلین

تھی نہایت اسپہ حب امیر مہربان
کرتے تھے لطف و کرم ہر ایک آن
علت دزدی مین اوسکو مردمان
مرتضی کے پاس لے آئے عیان

دیکھکر اسود کو بولے بوتراب
تونے چوری کی ویا نہین کہہ شتاب
بولا وہ یا اولیا اللہ کے شاہ
چور ہی اب مجھسے ہوئی یا اشتباہ

کہتے تھے پھر حیدر کرار یون
سیف یزدان قاتل کفار یون
سچ بتا کام اب گیا تجھسے بگڑ
یا تجھے تہمت لگا لائے پکڑ

بولا وہ بہتان نہین ای پیشوا
کام یہ ناکام اب مجھسے ہوا
پھر لگے فرمانے شاہ انس و جان
معدن عرفان امام مومنان

بار سویم گر کرے اقرار تو
ہاتھ کٹواوی بس ای عیار تو
بولا وہ بے شبہہ اے شیر خدا
چور ہون مین ہے مرا کہنا بجا

بیل سے وان پھر بحکم بوالحسن
ہاتھ کاٹا اس جوانکا بی سخن
ہاتھ اپنا ہاتھ مین اسود اوٹھا
باہر آیا شاہ کی کرتا ثنا

پوچھا اس سے راہ مین اک شخص نے
ہاتھ کو کاٹا بتا کس نے تری
بولا ہین جو نائب حضرت نبی
شاہ عادل شیر حق مولا علی

یون کہا اس شخص نے اسکے تئین
ای برادر نیک خو پاکیزہ دین
کاٹ ڈالا ہاتھ کو جسنے ترے
ہے عجب پھر تو صفت اوسکی کرے

بولا مجھپر ہے روا اوسکی صفات
جسنے دوزخسے مجھی بخشی نجات
الغرض اسنے علی کے پاس جا
جو کہ اسود سے سنا تھا سو کہا

اوسکو پھر شاہ کرامت نے بلا
اور اوسکا ہاتھ کہنی سے ملا
حق سے جبر ینکی دعا کی ایکبار
جم گیا فوراً بحکم کردگار

تنبیہ

دوستداران خدائے ذو الجلال
ایسا رکھتے ہین کرامت کا کمال
تو بھی حق کی چاہی ہے گر دوستی
دوستان حق سے تو کر دوستی

دوستان حق تعالی آمن اند
در لباس کل کرامت کامن اند

حکایت نوین حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی

ہے یہ قصہ راویون نے یون لکھا
جو حبیب عجمی ولی کبریا
ایکدن مسجد مین تھے با صد سرور
بیٹھے اور اصحاب بھی تھے سب حضور

پیر زن اک آئی اور کی التماس
ای بزرگ و پارسا و حق شناس
زر خریدہ ایک گھر میرے غلام
چست تھا خدمتگری مین صبح و شام

گم گیا ہے وہ نہین اوسکی خبر
کتنے دن گذرے نکچھ پائی خبر
شیخ نے اوس سے کہا ای پیر زال
کچھ ترے پاس ہے تو لا صدقہ نکال

پیر زن نے دو درم رکھے وہان
شیخ کچھ پڑھنے لگے زیر زبان
ایک ساعت بھی نہین گذری ابھی
پیر زن بھی اسجگہہ موجود تھی

وہ غلام آنے مین آیا روبرو ۔ ہاتھ مین بے پارہائی گوشت کو
بولا وہ بصرے مین بازار مین ۔ حکم سے تھا ایک کے اس کار مین
اور اوڑا اونے مجھے رکھا یہان ۔ مین نہین سمجھا یہ اسرار نہان
بولے لوگ وس سے بتا اب اے غلام ۔ گوشت کسکا ہے رہا تو کس مقام
جب بصرا مین گوشت کو کرکے خرید ۔ ناگہانی باد تند آئی پدید
بصرۂ و فارس مین جسدم کی نگاہ ۔ اک مہینے کی وہان تو پائی راہ

تنبیہ

دوستی رب ہوئی جسکو حصول ۔ اسطرح سے ہے دعا اوسکی قبول
درگذر ہر چیز سے ہو تا شکیب ۔ تاکہ ہو اکرام حق تیری قریب
ای فلان تو بھی نہ حق سے دور ہو ۔ صورت اعمی دل بے نور ہو
از ہوائی نفس خود را دور دار ۔ وز کرامت باز دل معمور دار

حکایت دسوین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

بایزید عارف حق رازدان ۔ قافلے کے ساتھ مین ہو کر روان
تھا شتر اک بار بر ہمراہ جو ۔ باندھتے تھے اوسکے اوپر بوجھ کو
ناتوان ہے اونٹ ور بھاری ہے بار ۔ کیون کریگا راہ طے یہ باردار
شیخ بولے غور سے ای یار تو ۔ کر نظر اب اونٹ پر اکبار تو
بوجھ او نچا بیٹھ سے اونٹ کی ۔ یعنی جائی بار تھی خالی رہی
شیخ نے اس سے کہا مت غل مچا ۔ رکھہ ذرا اس بھید کو جی مین چھپا
اور چھپاؤن مین اگر اسرار کو ۔ تو تمھین اس راز سے انکار ہو
کعبۃ اللہ کو چلے ہو مستقیم ۔ جون چمن پر آئی ہے باد نسیم
راہ مین اک دوست یون کہنے لگا ۔ شیخ کو اے شیخ عالم پارسا
کب واکمزور کی ہے پیٹھ پر ۔ بوجھ رکھہ لیجائی حد سے بیشتر
اُس جوان نے اونٹ پر جب کی نگاہ ۔ تو نظر آیا اوسے بے اشتباہ
وہ جوان یہ دیکھکر بولا پکار ۔ ہے ترا حامی خدائے کردگار
گر کرون اپنی حقیقت آشکار ۔ تو کرو فاش او وسکو تم بے اختیار
پس ہر اک حالتمین رہنا تمسے دور ۔ ہر طرح لازم ہوا مجھکو ضرور

تنبیہ

یہ کمال عارفان کردگار ۔ جانکر رکھہ دلمین ای دانای کار
کر طریق عارفان حق قبول ۔ ہو کرامت کی تجھے نعمت حصول
اور اگر تیری بھی دلمین ہے ہوس ۔ تو تو ہو جا عارفونکا ہم نفس
پاوے جب باب کرامت کی کلید ۔ ہو مکان خاص مین داخل پدید

حکایت گیارھوین حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

حضرت ذوالنون مصری نامور ۔ نقل کرتے ہین کہین اک وقت پر
اہل کشتی مین بہت سا بھی ہراس ۔ تھا بھرا ایک سوداگر کے پاس
ایکدن اون گوہر دنے پر ضیا ۔ نادر اک دُر بیش قیمت گم گیا
جو دیکھا جا بجا پایا نہین ۔ اہل کشتی نے کہا ملکر وہین
تھا فقیر اس ملک مین شخص ضعیف ۔ مختصر ظاہر مین باطنمین حریف
مین چلا تھا ایکجانب ایکبار ۔ کشتی سوداگر وہین ہو سوار
ایک امین ایک سوداگر کا مال ۔ دُر و مروارید تھا حد سے کمال
پھر گیا وہ متصل ہر ایک کے ۔ گوہر انکے گم گئے کو ڈھونڈھنے
کون ہے یان مفلس و محتاج مرد ۔ لیا ہو جس نے گوہر تیرا فرد
متفق ہو کر کیا سبنے گمان ۔ یعنی دزد دُر یہ ہوگا ناتوان

کانین مینے کہا درویش کے
اوس منور دل مصفا کیش کے

گم گیا ہی یانسے مروارید ایک
تجھپہ شک کرتے ہین سب اے مرد نیک

بولا وہ مجھپر کرے ہین گر گمان
ہے خبر اللہ کو اوسکی عیان

بولا پھر اک ہی تو ہی لاشک و ریب
ہے علیم و واقف احوال غیب

اور نظر تھی اوسکی سوئے آسمان
قدرت حق ہوگئی اوسمین عیان

جو ہزارون حوت روئے آب پے
موہنہ مین لیکر آئین وہ بیبہا گہر

اُس فقیر صاف دل نے بے بہا
ایک موتی ایک مچھلی سے لیا

اور گہر جسکا ہوا تھا اونسے گم
دیکے اوسکو اور اوس کشتی سے وہ خم

جا گرا دریا کے پانیمین شتاب
کشتی اوسکی بنگئی اک موج آب

آب دریا پر چلا بشکل جہاز
ہے تو ہی وقادر حق کارساز

پانون بھی اوسکے نہ بھیگے آب مین
راہ طے کر گم ہوا گرداب مین

تنبیہ

عارفونکو یون کرامت ہی بہت
حق تعالی نے انہین بخشی سکت

کب ملا اے نفس شیطان کے مطیع
طائر دل کو نہین باز و رفیع

توضلالت مین پڑا ہی راہ بھول
کیون تجھی باب کرامت ہو حصول

دلسے اپنے ماسوی اللہ کو نکال
تا کرامت کا تجھے حاصل ہو حال

عارفونکا کچھ عجائب ہی طریق
ہین بہ بحر معرفت ہر دم غریق

زندگی و مرگ ہے یکسان مدام
رہتے ہین محو شہود حق دوام

حکایت بارھوین ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

نقل کرتا ہی وہ راوی خوش مقال
جو کہ دانائی مین تھا کامل کمال

حضرت ذوالنون مصری پاک ذات
دار دنیا مین رہے جبتک حیات

مصر کی مخلوق جملہ خاص و عام
کہتی تھی اُنکو تئین ملحد مدام

جسگھڑی وہ آفتاب نیک ذات
عرصۂ عالم سے گذرے با وفات

خواب مین ستر نفر کو آ رسول
اسطرح فرما گئے باب قبول

جو کہ تھا ذوالنون مصری باوقار
برگزیدہ سب مین حق کا دوستدار

وہ چلا ہی چھوڑ اب فانی سرا
اوسکے استقبال کو مین آگیا

الغرض کر ترک زحمت کا مکان
واصل رحمت ہوے شیخ زمان

مہر کی تابش تھی اوسدن سخت تر
جمع ہو فوق جنازہ جانور

جون سلیمان کے سر اوپر سدا
چھانون کرتے تھے ہوا پر پر بچھا

سب پرندے ویسے ہی پر جوڑ کر
سایہ فگن تھے تن پاکیزہ پر

یہ پرندونپر کرامت دیکھ لوگ
ہر طرف سے آئے تھے رکھ جی مین سوگ

لوح پیشانی پہ جسدم کی نظر
اس عبارت کی لکھی تھی اک سطر

هذا حبيب الله مات في حب الله وهذا قتيل الله مات في عشق الله

غسل دے پہنا کفن با صد شرف
لیچلے تابوت مسجد کی طرف

جب در مسجد پہ آئے پُر بکا
دوپہرون ڈھلکے وقت ظہر تھا

بن موذن کے اذان کہنی قبول
اور کہا بیشک محمد ہین رسول

تھے عجب مین لوگ اس آواز سے
یعنی یہ آواز ہے کس راز سے

جی مین سمجھے شیخ پھر زندہ ہوئے
جو کلام اس شکل سے واضح کیے

پس وہین تابوت کو رکھا اوتار
اور موہنہ دیکھا کفن کھولا یکبار

شیخ کی آنکھین مندی دیکھین وہان
زندگی کا اوٹھ گیا دلسے گمان

ایک انگشت شہادت تھی کھڑی
وہ نہ خم ہوتی تھی کی کوشش بڑی

زور کر تھکسے رہے سب لوگ باز
پھر جنازیکی پڑھے ملکر نماز

شیخ کے تن کو کیا مستور خاک
مرد ہان مصر نے ہو دردناک

تنبیہ

اے فلان یون عارفان کردگار　　لطف سے حق کے ہین عالی اقتدار
پیروی کر اونکی ہو مقبول تو　　تیغ غفلت سے ہو مقتول تو
جو ہین مقبول خداوند جہان　　کیون نہو اونکی کرامت یون عیان
یہ کمالیت لگے جب تجھکو ہاتھ　　ہووے تب حاصل امانیت کا ساتھ

حکایت تیرھوین شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی

جب ہوئی بیمار سخت عبدالعزیز　　صاحب دل عارف حق باتمیز
کر نماز شب ادا باصد نیاز　　گھر کے لوگون سے وہ بولی باگداز
جاؤ مجھکو گھر مین تنہا چھوڑ کر　　تار ہون مین دل خدا سے جوڑ کر
اور تھین جبتک بلاؤن مین نہین　　یعنی گھر مین سے پکارون مین نہین
وانتلک باہر ہی تم بیٹھے رہو　　اور باتین شور و غم کی مت کرو
بات یہ سنکر سبھی باہر گئے　　اور باہر سے لگا کر در گئے
رات کاٹی سب نے ہوکر منتظر　　آفتاب آیا نکل مشرق سے پھر
بعد اسکے لوگ سب ہو بیحواس　　گھر مین پہونچے کھولکر در انکی پاس
دیکھا جب وے مبارک اوکا جا　　پاک تن سے جان شیرین ہے جدا
بلبل جان یاد کر باغ کہن　　کر شکستہ اوڑ گیا قفس بدن
غسل تن کردہ سفید و صاف تر　　عطر پروردہ کفن ہے جسم پر
رو بقبلہ ہین پڑی ہو باادب　　صاحب عز و شرف مقبول رب
جو کہ تھے اوسوقت علما شہر مین　　اطلاع اونکو کیا اس دہر مین
مولوی بولے جو ہے انجام یہ　　کر گئے ہین آ فرشتے کام یہ
ایک تم بھی شرط و جب کر ادا　　غسل میت دوا سے ہی یون روا
غسل لوگون نے دیا بار دگر　　اور اوسی کپڑے مین کفنایا مگر
لے چلے تابوت کو سر پر اوٹھا　　صحن مسجد مین اوتارا اسکو جا
پھر جنازے کی لگے پڑھنے نماز　　لوگ ہوکر جمع باالکل بانیاز
کر امام اک آدمی کو باادب　　سب کھڑے تھے باندھ صف اسکے عقب
غیب سے اک ہاتھ پھر پیدا ہوا　　پیشوا کے آکے سینے پر لگا
ضرب سے جسکی ہٹا پیچھے امام　　دیکھ یہ حالت ہوئے حیران تمام
کرکے جرأت پھر چلا اک شخص اور　　مقتدا ہونیکو جی مین کرکے غور
قدرت اللہ سے نا شک و ریب　　اوس کے بھی انکے لگا آ دست غیب
اور نہ آگے رکھ سکا ہرگز قدم　　حاضرین حیران ہوئے سب ایکدم
ناگہان پیسے مین باالحان نیک　　آئی وان تکبیر کی آواز ایک
صوت غیبی کے تئین سنتے ہی تب　　پر کوئی ظاہر نظر آتا تھا کب
متفق ہوکر لگے کہنے تمام　　حضرت پیغمبر ہوئے آکر امام
الغرض پھر کر ادا حق کی نماز　　گور مین رکھا اوسے باسوز و ساز
تیسرے دن تربت پاکیزہ پر　　ایک رقعہ دیکھا سب نے صاف تر
اس عبارت سے تھا مضمون نجات　　ہی فلانکا یعنے یہ خط برات

هذا براءة من عبدالعزيز بالجنان وخلاص من النار بعمر عبد العزيز

پایا جب مضمون ایسا خلق نے　　دیکھکر اسکو تعجب مین رہے

تنبیہ

دوستان حق اگر پاوین نجات　　کچھ عجب مت جان یہ آسان بات
دوستی کا جب ملے تجھکو مقام　　دیکھ اکرام خدا ہر صبح و شام
مرتبہ حب الٰہی ہے بلند　　دوست ہین حق کے دو دین جگ ارجمند
زندہ ہین عشاق رنج و جل　　کند ہی انپر سدا تیغ اجل

مرتے ہین کب خاص حق کے دوستان	اس جہان سے کرتے ہین نقل مکان	گر تو خواہی زندہ مانی دائما	کن وجودت در وجود حق فنا

حکایت چودھوین صاحبان درد کی

نقل کرتے ہین کہ اکجا اہل درد	ملکے بیٹھے تھے مسلمان چند مرد	ناگہان آیا فقیر اک روبرو	مونھ چمکتا جیسے سورج ہوبہو
کر نظر مجلس پہ فرمانے لگا	غسل جانی ہی کوئی یان مرد کا	بولا اوس مجلس سے اوٹھکر شخص ایک	غسل دیسکتا ہو نہین ای مرد نیک
یون لگا کہنے اسے صاحب وجود	آمرے پیچھے برنگ برق زود	آگے وہ اور پیچھے یہ سایہ نمط	راہ تھوڑی ہی جو ن ہو اوٹھکی فقط
جب یہ دونون جلد چلکر باد سے	جاکے پہونچے ایک گھر کے سامنے	بولا اوسکو وہ یہان تک صبر کر	پھر چلا آ گھر کے اندر بے خطر
کہہ کے اتنا گھر مین جا پڑا اوار	یہ جوان باہر کھڑا تھا پاسدار	بعد اک ساعت کے پہونچا یہ جوان	اوسکے گھر مین تو نپائی ایہن جان
ہو جدا تن سے جو نکلی جان پاک	بند ہین آنکھین ملین ہی مثل خاک	دیکھکر یہ واقعہ نادر عجب	جیمین یہ جانا کہ ہی مقبول رب
پھر وہان ستھرا کفن تیار کر	غسل بھی دینے لگا ہو نوحہ گر	وہ بزرگ عارف حق باکمال	یک بیک کھول آنکھین جسکی مثال
اوس جوانکے دیکھ چہرے کے تئین	ہنس پڑا جون پھول کھلتا ہی کہین	ہو تعجب مین جوان کہنے لگا	ای خدا کے دوست مرد باصفا
ہی اگر لاریب تو اسدم مرا	بند کر آنکھین نہ کھول اصلا ذرا	اور اگر زندہ ہی تو چل چند گام	یہ بہانہ چھوڑ دے دلسے تمام
اسطرح کہنے لگا وہ زندہ جان	کیا نہین تو جانتا ہی ای جوان	جو نہین مرتے خدا کے دوستان	بے اجل ہتے ہین زندہ جاودان
لیکن ہی مخلوق سے ای دوستدار	نقل کرتے ہین بحکم کردگار	یہ سخن فرما کر آنکھین بند کین	دفن انکو کر دیا زیر زمین

تنبیہ

زندہ دل ہین اہل عرفان بیگمان	مردہ ہونیکا نکر انپر گمان	صاحب عرفان ہی مست ازل	اسپہ پہونچی ہے کہان دست اجل
تو رخ دلدار سے ہے ناشناس	لب اجل کا دلمین ہی تیرے ہراس	دل لگا رکھتا ہی تو اغیار سے	ہو نیگا کب آشنا دلدار سے
ڈہونڈہ لی دلدار کو خلوت کے بیچ	کیون پڑا ہی اسطرح غفلت کے بیچ	جب تجھے دلدار سے قربت ملے	دشمنونکا پھر نہ بس تجھپر چلے
ربنا الحق غافل ہے بنا	معرفت سے کر اوسے تو آشنا	اور محبت راتدانی ہی دری	زیست تک ای خالق اکبر ہے
	تا نباشد از وصال تو جدا	این گدا ای شاہ تار وز جزا	

حکایت پندرھوین ثابت کبار رحمۃ اللہ علیہ کی

ثابت کبار جب رخصت ہوئی	باغ غم سے باغ فرحت کو گئے	غسل دیکر اور پہنا کر کفن	دفن کرنا چاہتے تھے پاک تن
عارف باللہ احمد اور ربیع	جنکا رتبہ تھا فلک سے بھی رفیع	گور مین اوتری ہی وہ تون لشر	تا لٹا دین لاش کو تربت مین ہم
ہاتھ مین لیتے تھے لاش سرفراز	اوڑ گئی ہوئی سما جون شاہباز	خلق کی نظرون سے غائب ہو گئی	یہ کرامت کیا عجائب ہو گئی

شک نہ لا اسمین کچھ ای اہل یقین / دور یہ تو قدرت حق سی نہین
سب حکمت رکھتا ہی وہ قادر قدیر / حکم سے اوسکے اڑے کوہ کبیر
لاشہ انسان تو ہی جون برگ کاہ / آگے اوسکے حکم کے کیجے نگاہ
الغرض سب دیکھکر حیرت مین تھی / یہ تماشا قدرت بیچون سے
شہ ربیع اور احمد عالی قدر / ثابت کتبار کے پھر آئے گھر
اور پوچھا اوسکی بیٹی سی وہان / باپ تیرا کیا عمل کرتا تھا یان
بولی وہ کیا دفن کرتی مین نہین / تمنے دیکھا اڑ گئے اوسکے تئین
بولو وہ دیکھا تو ہی لیکن بتا / کیا ریاضت وہ کری تھا پارسا
بولی وہ ای بندگان کردگار / باپ تھا میرا بڑا پرہیزگار
عابد و زاہد بطور راسخان / عارف اسرار حق شیخ زمان
جو کئے اوسنے عمل با جد و کد / کچھ شمار انکا نہین ہی بیعدد
یعنی ہر ساعت بدرگاہ خدا / اسطرح رکھتا تھا وسے التجا
ای جہان پرور دعاگو کی مجیب / قرب اپنا کر سدا مجھکو نصیب
بیکسی مین تو نہ تنہا چھوڑیو / وصل کا رشتہ نہ اپنا توڑیو
اپنی خدمت سی مجھے کبھو نہ دور / مجھکو ہر اک آن رکھیو حضور
جاہ و عزت کی تجھی اپنی قسم / مجھپہ ہردم اپنا کر فضل و کرم
اور کلام اللہ کی اس آیت کو بھی / روز و شب رٹتا تھا وہ حقکا ولی

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ۝

سمجھی جیبین دونون وہ عالیجناب / یہ دعا اونکی ہوئی ہی مستجاب
دو جہان کی آرزوئے عارفان / پوری کرتا ہی خداوند جہان

تنبیہ

رد نہین کرتا سخن مقبول کا / ہے قبول درگہ والا دعا
تو ریاضت پیشہ کر اخلاص سے / دل لگا کر حق کی علم خاص سے
امر خالق جان تو دلسے لا بجا / نہی مالک سی ہمیشہ مونھ پھرا
پہلے کر فرمان ربانی قبول / پھر تجھے ہو قرب حقانی حصول
ہووے تو جسوقت سے مقبول حق / رد نہو تیری دعا اے مستحق
کیا کہوں ای اکبر شوریدہ حال / اس بیان کا ہی بیان مشکل کمال
باب دسوان آخر اب آیا یہان / آخری بھی لکھ سنوارون گیارہوان

باب گیارھوان مقبولون و صالحون کی دعا و مناجات مستجاب ہونیکے بیان مین اسمین بارہ حکایتین ہین

حکایت پہلی ایک بادشاہ مریض کے بیان مین

گلبن آرای گلستان مقال / گلشن راز کہن کا نونہال
ایسے جون لایا ہی گلہائی سخن / ہو معطر جن سے مغز انجمن
اک ملک کو بد مرض تھا سخت ایک / جو نہوتا تھا کسی حکمت سے نیک
دفع کر سکتا نتھا کوئی حکیم / اسکی سختی سے تھے دل سبکے سقیم
کر وزیرونکو طلب شہ نے کہا / کسطرح اب یہ مرض جاوے مرا
عرض کی سبنے ادا کر بندگی / اے ملک ہو زندگی تیری بڑی
ہی مرض مہلک ترا رحمت نصیب / تھک گئے اسکی دوا اکر طبیب
اب کرے کوئی دعا گر حق پسند / تجھکو تو کھلجاوی اس ایذا کا بند
اک سہیل تستری مقبول رب / ہین یہان لے انکو بلوا با ادب
گر کرینگے وہ ترے حق مین دعا / حق تعالیٰ تجھکو تو بخشے شفا
شاہ غمگین سن بدل اس بات کو / بولا لوگون سے شتابی جاؤ تو
اس ولی کو ہر طرح لاؤ یہان / جان بلب رہتا ہون تا پاؤن امان

پاس اُنکے دوڑتے چندین امیر
آپکے جاتیسے ہو حرمت اسے
شاہ نے کی عرض ای روشنضمیر
قرب کا درجہ نہین ابتک حصول
کر دعائے خیر شہ کے حق مین اب
چھوڑدے سبکو کرم اور لطف سے
شیخ نے فرمایا پھر اے شاہ تو
خلق کو شادان رکھوگا عدل سے
شرط کرتا ہون کہ جبتک عمر ہے
ہے بلاشک تو مجیب دعیان
تو مری اسکے تئین عزت دکھا
ہوگئی اُس شاہ کو فوراً شفا
شاہ نے پھر کرادا شکر خدا
بولے شیخ ای شاہ کہتا ہون تجھے
چھوڑکر دنیا قبولی مفلسی
راہ مین کہنے لگا کوئی مرید
گر تجھے حاجت تھی اے نیکنام
جبکہ دیکھا اُسنے آگے کر نظر
بولے لیلے لعل و زر گر ہے ہوس
ہوگیا محو عجب وہ ہوشیار
ہے جسے حق سے قبولیت حصول
ترک کر ایجان من مجہول پن

پہونچے اور کی عرض یون اے حق پذیر
اور مرض سے صحت و فرصت اسے
گر دعا تاہو مرض میرا ایسر حقیر
ہوئیگی کیونکر دعا میری قبول
مستجاب اُسکو کریگا پاک رب
حق تعالی رحم تا تجھپر کرے
ترک کر کل ظلم کی عادات و خو
لوگ سب خرم رکھونگا ملک کے
ظلم سے باہر رکھون ہر ایک شے
دستگیر بندگان عاجزان
بندۂ ناچیز کی حرمت دکھا
یک بیک بالکل مرض جاتا رہا
شیخ کے قدمو نپہ اپنا سر دہرا
خواہش دینار گر ہوتی مجھے
ظاہری لیکن بنا باطن غنی
لے در مستر آلہی کی کلید
اور ہے محتاج کے آتا وہ کام
کوہ و صحرا اور اثمار و شجر
گنج یاد دوست ہے مجکو تو بس

شاہ کا ہے دردسے حال ضعیف
وہ اولوالامر جہانکا کرکے پاس
شیخ سُن یہ بات روئے زار زار
عاجزیسے بولے جملہ حاضران
شیخ بولے شاہ سے ای باج گیر
شاہ امر ستری لایا بجا
دلمین کرلے اپنے شرط اُستوا
شاہ نے کی توبہ با عجز و نیاز
پھر ادا کر شیخ دو رکعت نماز
معصیت کے شاہ کو لے بادشاہ
کہکے یون رونے جو شیخ محترم
ناتوانی و ضعیفی رم گئی
اور خزانسے منگا بس مال و زر
تو کہان ہوتی دعا یون مستجاب
ہو وداع و انسے چلا شیخ زمان
شاہ دیتا تھا تجھے جو مال و زر
بولے وہ گر زر کی ہے تجکو طلب
ہوگئی بالکل زر خالص وہان
جسکو حق سے ہو خزانہ اسقدر

وان تلک کبھی قدم رنجہ شریف
بادشاہ کے پاس آیا حق شناس
اور کہا مین تو ہون ناچیز آشکار
از برای حق تو ای شیخ زمان
ہین جہانتک ملک مین تیرے اسیر
قیدیونکو قید سے چھڑوا دیا
جو نہین کرنے کا غرہ زینہار
اور کہا اے شیخ عالم سرفراز
یون دعا کرنے لگے اے کارساز
تونے بتلایا جو میرا عجز و جاہ
جوش مین آیا وہین بحر کرم
قوت و طاقت بدنمین جم گئی
شیخصاحب کے رکھا پیش نظر
تو کہان ہوتا شفا سے کامیاب
کر ادا شکر خداوند جہان
کیون نہین تونے لیا وہ سربسر
کھول آنکھین دیکھ اپنے آگے اب
سنگریزے لعل اور یاقوت سان
کیون کرے وہ لعل اندک پر نظر
شیخ کا یہ دیکھ شان و اقتدار
رد نہو ہرگز کبھی تیری دعا
ہے بڑا اسپر کرم کی کر نگاہ

تنبیہ

کیا عجب ہے ہو دعا اسکی قبول
مُقبلونکی راہ لے مقبول بن
گر تری اکدم نگاہ پیار ہو

جب ہو تو مقبول درگاہ خدا
غفلت اکبر مین اسحاق ای آگہ
اکبر و اسحاق کا بیڑا پار ہو

حکایت دوسری دختر قلاب کی

دختر قلاب سے یہ نقل ہے	اسطرح کہتی ہی وہ فرخندہ پے	اتفاقاً مین تھی کشتی پر سوار	آگیا دریا مین طوفان ایکبار
کردیا امواج نے کشتی کو پست	پائی اسنے حکم سے حق کے شکست	مال سب ڈوبا مع کل مرد و زن	پیرزن اک دوسری بن بیوطن
دونون اک تختہ کے اوپر رہگئین	دمبدم حمد خدا کرتی رہین	پر وہ تختہ تیز ہو کر بیشتر	صورت کشتی بہے تھا آب پر
اسطرح تختہ پہ گذری تین دن	مضطرب تھین دونون غرق آب بن	تشنگی سے مہلکہ تھی پیرزال	جان بلب گویا تھی مردہ کی مثال
ہوگیا فق رنگ مانند سحر	حال اسکا ہوگیا حد سے بتر	پیاس سے بس کچھ نہ تھی اسکو مجال	یون جناب حق مین کرتی تھی سوال
ای خدا ای بحر و بر پروردگار	حکم سے تیرے سدا ابر بہار	ہی برستا جا کی بحر و بر کے بیچ	بھر دیا اسکو بہت پتھر کے بیچ
ہو کرم سے پیرزن کا کارساز	ہی تو ہی فریادرس ای بے نیاز	عجز سے مینے جو یہ تقریر کی	غیب سے آواز اک زنجیر کی
کانمین آئی مرے دل خوش ہوا	دیکھا پھر اوپر کو مینے سر اٹھا	دیکھتی کیا ہون کہ ہی زنجیر زر	اسمین اک کوزہ بندھا ہی جون گہر
برق سی تازی پی اوپر اک سوار	ہاتھ مین پکڑے وہ زنجیر آبدار	رعد سا آواز کا دکھلا کے رنگ	پیرزن کے پاس اوترا بیدرنگ
آب کوثر تھا بھرا اس جام مین	جسکے پینے سے ہو قوت گام مین	آبخورہ لیکے پھر وہ تشنہ لب	پی گئی منھ کو لگا حسب طلب
شربت سے اسکے گئی سب بھوک پیاس	حقتعالی کا کیا شکر و سپاس	مینے پوچھا اس سوار پاک سے	کون ہی تو مجکو یہ اخبار دے
مرتبہ ایسا تجھے کیونکر ملا	جو نظر آیا شتابی برق سا	یون دیا میرے تئین اسنے جواب	فضل حق ہی میری اوپر بیحساب
پھر مولی کی رضا مین ماہ و سال	مین کھٹا ہون روز و شب شکل ہلال	دوست کا فرمان بجالایا ہی جب	یہ مراتب دوست سے پایا ہی تب
جو رضائے دوست حاصل مینے کی	تنبیہ		تو عنایت دوست کی مجھپر ہوئی
دوست کی ہو تو رضا مین صبح و شام	اپنی مرضی کی تمامی بھول کام	جو کرے وہ تجھپہ تو منت سمجھ	دیوے گر ذلت بھی تو عزت سمجھ
ہو نہ تو جون چرا کے ہمقریب	ہی نہین بیمار سے نادان طبیب	جب رضائے دوست مین تو آئیگا	خلعت تقریب نیا پائے گا
اور ہوگا مقبل درگاہ دوست	ہر گھڑی رہویگا نت ہمراہ دوست	ای خدا اسحاق سبق کو مدام	رکھ رضامندی مین اپنی صبح و شام
	عاصی اکبر ہے یہ بندہ ترا	رکھ نگاہ مہر اسپر اے خدا	

حکایت تیسری سعد بن لیث رحمۃ اللہ علیہ کی

سعد ابن لیث کرتے ہین بیان	پیش کعبہ ایکدن تھا مین عیان	ناگہان آیا جوان اک پاک تن	پاک باطن پاک و طاہر بدن
پیرہن تھا چاک تن پر صبح سان	رخ چمکتا جون سہیل آسمان	روبروئے کعبہ ہاتھ اپنے اٹھا	حضرت حق مین دعا کرنے لگا
جسم پر میری ہی جامہ کہنہ تر	اور غالب جوع یارب لطف کر	عرض جب یون کرچکا وہ نیکنام	ایکساعت بھی نہین گذری تمام

لطف سے بھیجے خدا نے بیشتر
پیرہن دو اور تین انپر ثمر
آسمان سے آیا یہ انعام جب
اس جوانکے پہونچا مین نزدیک تب

پاس جا پہلے کیا اسکو سلام
پھر کہا مینے کہ اے عالی مقام
دی مجھے بھی کچھ کہ ہون تیرا شریک
بولا وہ تو کیونکہ ہے میرا شریک

یون دیا اسنے جواب با صواب
جسکے دینے سے ہوا وہ کامیاب
تو نے کی رزاق سے جب التجا
مینے دی آمین کی دل سے صدا

بھیجا ہے جو کچھ کہ خالق نے تجھے
بے تردد اسمین ہے شرکت مجھے
پھر لگے فرمانے وہ مرغوب رب
لے جو تو چاہے ترے آگے ہے سب

اک ثمر مینے اٹھایا ہاتھ سے
اور اسکو منھ مین ڈالا ہاتھ سے
ڈالتے ہی منھ مین اسکو مین ہوا
سیر بالکل اور وہ باقی رہا

ذائقے مین تھا وہ شیرین جون نبات
بل مقابل اسکے ہووے کیون نبات
پیرہن بھی دونون کر کے متصل
بولے لے جسپر ترا راغب ہو دل

عرض کی پھر مینے ای پاکیزہ دین
پیرہن کی کچھ مجھے حاجت نہین
جامۂ تو زیب تن ہے میرے پاس
پر پرانا پیرہن ہے تیرے پاس

لے پہن وہ پیرہن اور شکر کر
ہے دعا تیری نہایت پر اثر
کر کے ملبوس بدن وہ پیرہن
تیز رو وانسے ہوئے شکل ہرن

مینے پوچھا ایک سے ہو ناشکیب
کون ہے یہ آدمی رحمت نصیب
لوگ بولے جعفر صادق ہے یہ
افتخار حضرت خالق ہے یہ

دوڑا پھر پیچھے جو مین پر اضطراب
برج غیبی مین چھپا وہ آفتاب
کہتا تھا مین دل سے صد افسوس کر
خامکاری تو نے کی اے بیخبر

دیتے تھے لیتا اگر وہ پیرہن
تو پہنتا مرکے تو جائے کفن
رحم کھا تجھپر خدا ہے کائنات
سختیون سے قبر کی دیتا نجات

تنبیہ

دوستداران خدا و مجید
قرب حق کی رکھتے ہین قدرت مزید
حق سے جو کچھ چیز کرتے ہین طلب
بھیجتا ہے انکی خاطر پاک رب

تو بھی انکی پیروی کر اہ وصال
تا بنے کل صورت بدر کمال
دوست کی ملت کو ہر دم یاد کر
مفت اس نعمت کو مت برباد کر

یا الٰہی نعمت اکبر نصیب
اب تجے اسحاق کے ہووے قریب

حکایت چوتھی ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی

اک سفر مین تھے ہرم ابن حبان
راہ جنگل بیچ بھولے ناگہان
جا پڑے اک سخت کوہستان مین
ہر طرف تھی وادی ویران مین

تھے پہاڑون مین پھنسے ایدھر ادھر
راہ گم کردہ ہوئے مثل نظر
کوہسارون مین نہین ملتی تھی راہ
سو بسو پھرتے تھے با حال تباہ

گذری گردش بیچ کتنے روز و شب
ہو گئے آخر نہایت مضطرب
اضطراب دل سے ہو کر بیقرار
برق کے مانند ہوتے تابدار

قصہ کوتہ دیکھ اک کوہ بلند
اسکے اوپر چڑھ گئے وہ حق پسند
عرض کی حق سے کہ اے دانائے راز
رہنمائے گمرہان عاجز نواز

ان پہاڑون مین بہت حیران ہون مین
دل پراگندہ ہون سرگردان ہون مین
راہ بتلا اور دے انسے نکال
دستگیری کر مری یا ذوالجلال

بیگمان ہر کام پر قادر ہے تو
عاجزون کے حال پر ناظر ہے تو
دے مجھے رستہ بتا بین الجبال
تجھمین سب قدرت ہے اے قادر کمال

جب کیے یون ملتجی با صد نیاز
پھر بحکم رہنمائے کارساز
درمیانی ہو گیا اک کوہ شق
مت سمجھ باطل کہ حق ہے کار حق

کوہ مین سیدھی ملی جب انکو راہ / تو بجا لائے ہرم شکر اِلٰہ
باہر آکر حلقہ کوہسار سے / دیکھنے پیچھے لگے مونھ پھیر کے
کوہ جیسا پہلے تھا ویسا ہوا / یعنی پھر دو ٹکڑے ہو کر ملگیا
داورا یہ بندہ ہی گم کردہ راہ / حلقہ گمراہی سے باہر نکال

تنبیہ

رہنما ہی بن تری کون سکو آہ / رہنمائی کر اسے ای ذوالجلال
اکبر و اصغر گنہ اوسکے تمام / بخشدی اکرام سی یا ذوالکرام

حکایت پانچوین قحط سالی کی

مینھ نہ برسا ایکسال اُس شہر مین / آب سوکھا وجلہا و نہر مین
وجلہا دریا سبھی اکبارگی / ہو گئی خشک اور ہوئی آوارگی
ارض پر ٹھہرا نہ سبزہ کا نشان / موت پر اوسکی نہ رویا آسمان
لوگ سب باہر کو نکلے بانیاز / جمع ہو کر کی ادا الحاجت نماز
ہاتھ اوٹھا کر سب نے یون مانگی دعا / آب رحمت بھیجدے اے کبریا
ایک بیک تب نیر سما ابر سیاہ / آجمائی خلق نے اسپر نگاہ
یا یقین جانا کہ بارش ہوئیگی / گرد روے ریخ عالم دھوئیگی
شہر مین داخل ہوی پھر لوگ کل / شاد و خرم خندہ زن مانند گل
سند اک پیدا ہوئی باد خزان / ابر کو برباد کر ڈالا وہان
پھر تو سارے لوگ بس غمناک ہو / جون گل صد برگ تھے دل چاک ہو
ساکنان شہر سے اک شخص پیر / ناگہان گذرا بر مرد اسیر
یعنی اک قیدی در زندان پہ / تھا گھرا غمگین بدل والا گہر
پاؤن مین گرچہ پڑی زنجیر تھی / لیک تھا پر فقر کی توقیر تھی
تھا درخشانی یہ یون پر نور چہر / جس سے ہو جون ذرہ بے قدر مہر
اس جوان کو دیکھ پیر خوش کلام / روبرو جا کر بجا لایا سلام
سر اٹھا کر وہ جوان جیسے آفتاب / پیر کو تسلیم کا بولا جواب
اور کہا ای پیر ملک لوگ سب / جو گئی تھی حق سے کرتے مینھ طلب
محض بے اخلاص تھی انکی دعا / ابر بے باران بامر کبریا
آکے جھوما اور بے بارش گیا / عرض مین انکی اثر اتنا ہی تھا
اوسکو پھر کہنے لگا وہ پیر مرد / رخ کے آگے ہی ترے خورشید زرد
عرض کر اب یزد منان سے / تو ہی پیش آ خلق کے احسان سے
کر دعا پیش خداوند جہان / خلق حق تا رنج سے پاوی امان
وہ جوان بولا کہ جا اپنے گھر / راہ مین ہو ویگا تو پانی سے تر
یہ کہا اور یون کہا ای کردگار / بھیجدی باران رحمت بیشمار
پیر وہ وان سے چلا ہو شاد دل / حد زندان سے ابھی تھا متصل
ایک بیک بارش یہ برسی بے حساب / جو ہوی گل کوہ و صحرا جای آب
ایکجا بھی نام خشکی کا نتھا / رنگ لائی سب نے مین مثل سما
پانی طغیانی کا نہر و زمین بھرا / چہرہ ہر انسان کا مثل گل کھلا
شاد و خندان ہو کے بلبل کی مثال / نغمہ کرتے تھے بشکر ذوالجلال

تنبیہ

قرب حق سے ہی جو کوئی کامیاب / یون دعا ہوتی ہی اسکی مستجاب
تو پڑا ہی قرب حق سے دور ہو / قید مین ابلیس کی مسرور ہو
تو کہان اور یہ مراتب ہے کہان / لیک تو میدی سے مت ہو نیمجان
رہ خدا کے لطف سے امیدوار / لک کبھی مایوس ہی اس در سے یار
پڑ نہ غفلت مین پکڑ راہ صفا / ہوئیگا حاصل تجھے وصل خدا
جب تری ہمراہ ہو توفیق حق / تجھپہ ہو جاوین عیان چودہ طبق

جب ہو تو اید دست مقبول خدا / رد نہو زنہار پھر تیری دعا
بخشدی سحاق کو ای پاک رب / خواہش اکبر یہی ہی روز و شب

حکایت چھٹی ایک مزدور نیک بخت کی

شہر مین ایک قحط آیا سخت تر / رنج و محنت تھا بہت مخلوق پر
رہتا تھا اُس ملک مین مزدور ایک / صاف نیت پاک طینت مرد نیک

راتدن عالم کی مزدوری کرکے / جان و دلکو اپنے ذلت مین رکھے
جتنی مزدوری کوئی دیوے وہی / قوت کرتا اور خدا کا شکر بھی

عادتِ معمولہ پر وہ ایکدن / شام کو دستور سے وہ نیکدن
ساری مزدوری مین لیکر ایک نان / گھر کو جاتا تھا وہ اپنے بیگمان

ناگہان اک شخص بھوکا راہ مین / ملگیا اور بولا اوسکو آہ مین
جان لب پر ہی اور مجھے ہی غش بھوک / پیاس سے موتھ مین گیا ہی سوکھ تھوک

واسطے اللہ کے کچھ دے مجھے / اجر اسکا پھر تجھے اللہ دے
سُنکے تب اُس مرد نے اُسکو دیا / پاس اُسکے جو کہ اُسکا قوت تھا

بھوک پر اپنی نہین لایا خیال / گھر مین جاکر سو رہا بھوکا نحال
خواب مین کیا دیکھتا ہی ہو بہو / اک فرشتہ کہتا ہے آ رو برو

ای فلان کہتا ہی حق تجکو سلام / اور بشارت کا یہ دیتا ہے پیام
مانگ لے مجھسے جو کچھ چاہی ہی تو / مین ابھی بر لاؤن تیری آرزو

شادمان ہو کر کہا مزدور نے / مغفرت چاہون ہون مین اللہ سے
پھر فرشتے نے کہا ای پاک دین / تجھپہ ہی افضال رب العالمین

تجکو بخشا ہی خدا نے اس زمان / اور کچھ حاجت تو ہی کر بیان
بولا پھر مزدور پر جود کریم / عرض ہی اتنی جو یہ عالم اتم

مبتلائے قحط ہی حد سے زیاد / فضل کر اب سب پہ ای رب العباد
کال کی تکلیف کر عالم سی دور / نعمت و احسان دکھلا یا وفور

الغرض ویسا ہی صادق یار مین / تھا ملائک سے اِسی گفتار مین
جو کھلین آنکھین وہین شکل کنول / شمس بھی آیا تھا مشرق سی نکل

اسکی دعوت نے اجابت کا شرف / پایا اور قحط ہو گیا کل بر طرف
ابر رحمت ارض پر برسا کمال / خلق کو حاصل ہوئی قوت حلال

تنبیہ

لطف حق سی ای فلان امید رکھ / خواہش اکرام رب جاوید رکھ
بخشش اللہ کی رکھ آرزو / ہی کلام اللہ مین لا تقنطوا

پھر عفو و رحمت پروردگار / اکبر و اسحاق ہی امیدوار

حکایت ساتوین ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی

راوی دانا سخن کا گنج و یار / ہی نکالے لب سے مروارید بار
جو ابوبکر کتانی راز دان / رحمۃ اللہ علیہ ہی زبان

ایکدن مسجد مین آ وہ پاکباز / باحضور قلب پڑھتے تھے نماز
غرق تھی دریائے وصل یار مین / اور ناظر مرات دیدار مین

چور اک مسجد مین آیا ناگہان / کھینچ چادر پیٹھ سی اُنکی وہان
لیگیا بازار مین وہ ناشناس / بیچنے کے واسطے دلّال پاس

جب لگا دینے کو بڑھکر اپنا ہاتھ / قدرت حق دیکھیے دینے کیساتھ
دوش تک خشک ہو گیا دست اسکا بات / خم نہوتا تھا رہا سیدھا دراز

لوگ لے اسکو اے مرد خدا / ہو گیا کیا تجکو حال اپنا بتا
کہدیا سب جو کیا چوری کا کام / چور سی تب بولے لوگ ای بد مقام

چلکے جلدی عذر تقصیرات کر شیخ کہتے تھے مین اتنی بات کر
لایا پھر وہ چور مسجد مین ردا اور وہ رکھی شیخ کی گردن پہ آ
شیخ عالم خاص عبد بے نیاز تھے مصلے پر ابھی پڑھتے نماز
پڑھ چکے جبدم نماز ذوالجلال چور کی عرض ای اہل کمال
گرچہ پر تقصیر ہون بدکام ہون دزد تیرہ دل ہون بد انجام ہون
لطف سے تیرے ہون پر امیدوار بخشدی میری خطا ای نیک کار
خدمت حضرت مین ہون مین عذر خواہ پھر حق اب عفو کر میرا گناہ
شیخ نے یہ سنکے تب اُس سے کہا کہہ نہ بانسے ہے تری تقصیر کیا
مین نہین واقف تری تقصیر سے مجکو کیا معلوم ہے تقدیر سے
پھر کہا اُس چور نے احوال سب شیخ فرمانے لگے سوگند رب
تیری چوری سے تو ہون مین بیخبر اور لائی پر بھی اسکے کم نظر
ہاتھ اُٹھا پھر کی دعا ای کبریا پھیر لایا اوسکو جسکا چور تھا
بخشدی تو اسکی یہ تقصیر اب ہاتھ اسکا ہو درست ای پاک رب
جب ہوے یون مہربان شیخ زمان رحم رحمان کا ہوا ظاہر وہان
ہاتھ اسکا ہوگیا جیسا کہ تھا مثل اوّل کے ہوا جیسا کہ تھا

تنبیہ

دعوت مقبول ہے یون مستجاب دوستدار اس دو رستے ہین کامیاب
یا وہی جب تو دوستی کا اقتدار پھر نہ رد ہو تیری دعوت نہار
ای محبوب اعیان اسحاق کو دوسرے اس اکبر مشتاق کو
دوستی اپنی ہی ہر دم کر عطا پھیر لے اپنی طرف سب سے پھرا

حکایت آٹھوین ایک مرد شکاری کی

یون لکھی ہے راوی شیرین سخن تھا شکاری ایکجا مرد حسن
اہلیہ بھی اسکی تھی پرہیزگار بچگان بھی خرد تھے سہ یا چہار
صید کر لاتا جو کچھ وہ حق طلب قوت پاتی تھی زن و فرزند سب
ایکدن کچھ مچھلیان پکڑی ہوے گھر کو لاتا تھا وہ خوش روزی دے
راہ مین اک ظالم بد روزگار بولا اس سے مچھلیان بیچ ایکبار
اس شکاری نے جواب اسکو دیا قوت ہے یہ میرے بچون کا ملا
بیچنے کی ہے نہین کچھ احتیاج حق نے یہ بھیجا ہے ہمکو رزق آج
ظلم پیشے نے کہا اس طور سے بے مروت ہو نگاہ جو سے
سرکشی مت کر رضامند ہو سو دے ورنہ اب لیتا ہون تجھسے چھین کے
بولا پھر صیاد کر مجھپر کرم پھیر راہ ظلم سے اپنا قدم
ظالم بدپیشہ ہو پھر پر غضب اور دسے بھول اپنے خوف رب
چھین کر اس سے چلا لی ماہیان اور دیا کچھ بھی نہین اُسکو وہان
بلکہ کتنے تازیانے بھی لگائے مچھلیان لیکر گیا گھر تا پکائے
یہ بیچارہ رنج سے مغموم ہو تازیانے کھاکے اور مظلوم ہو
کر نگاہ در دسوے آسمان کہتا تھا ای خالق ہر دو جہان
مجکو ہے پیدا کیا یون زبردست اور اُسی تخلیق دی جون شر مست
ہو مرا فریادرس اے دادگر دے سزاے ظلم تا بار دگر
ور کسی بندے پہ تیری وہ کبھی خو کرے اپنی نہ رسم ظلم کی
الغرض گھر کو گیا ظالم عیان ہاتھ مین عورت کے دین سب ماہیان
پھر زن ظالم پکانے لگی تئین لائی اک باسن مین ماہی سکی تئین
چاہتا تھا کھائے انکو بدخصال اور آیا دلمین یہ بیجد خیال
ہاتھ ڈالا جب کہ بانی مین اکڑ ایک مچھلی نے لیا منہ مین پکڑ
اور کاٹا خوب دانتون سے چبا ایک انگلی مین کہ وہ بحس ہوا
زہر نے ایسا اثر اکبار کی ڈالا جو اسکو ہوئی آوارگی

تلملاتا وہ ستمگار ازل / پاس پہونچا بید کے گھر سی نکل
اور بیان اس سے کیا حال عجیب / دیکھکر انگلی کو بولا یون طبیب
ہاتھ پر تیرے چڑھیگا زہر یہ / کاٹ انگلی کو کریگا قہر یہ
کاٹا انگلی کو وہین کر ایک اٹھا / زہر لیکن ہاتھ کے اوپر چڑھا
ہاتھ بھی کاٹا چڑھا کہنی سی فوق / تا کہ گردن مین پڑے مانند طوق
جب برید دوش پر باندھی کمر / تب ہوا الہام غیبی سے خبر
یعنی اس مرد شکاری پاس جا / ماہیان دیگر خطا کو بخشوا
ہاتف غیبی کا یہ سنکر خطاب / پہونچا اس مظلوم کے گھر پر شتاب
اور پختہ دیگ پر نون صفات / روبرو رکھکر کہا ای نیکذات
مینے کی تجھپر تعدی بے شمار / عادل کامل ہی حق پروردگار
ضرب جا یک جو لگائی تھی ترے / کاٹ ڈالا ہاتھ کو حق نے مرے
اپنی بیداد سے ہون مین منفعل / مار کی تو مجکو جتنا چاہے دل
اور تیری جیتیا نکا کتنا ہی مول / کہ مجھی دیتا ہون عقدہ لسی کھول
جان بلب ہون میر اور پر لطف کر / بخشدی مجکو خطا سے در گذر
تھا جو وہ مرد شکاری پارسا / حال ظالم دیکھکر رونے لگا
ہو ندامت سے نہایت اشکبار / پھر دعا کرنے لگا ای کردگار
اس جوان نے ظلم تھا مجھپر کیا / اس سبب سے مینے بھی کی بد دعا
اب ہوا تائب یہ طرز ظلم سے / تو خطا و جرم اسکے بخشدے
ہم تری قاصر ہین عاصی خانہ زاد / رحم کر بندو نپہ یا رب العباد
دستگیری کر ہماری لے بچا / دستگیر عاجزان ہے تو بجا
گریہ و زاری سے باصدق بیان / التجا جب کی ہوا حق مہربان
بخش کر ظالم کی اس تقصیر کو / کھو دیا سب زہر کی تاثیر کو
ہاتھ اسکا تھا جو وہ مرد قبیح / مثل اول ہو گیا دست صحیح

تنبیہ

سوچ یان اور فکر کر ای ہمنفس / اس صفت سے ہی خدا فریاد رس
سب تکبر چھوڑ اور کبر و غرور / تا ہو یار حضرت رب الغفور
عاجزی سے ہوئیگا تو رستگار / عاجزونکا ہے خدا آمرزگار
خلق مین اسحاق کو ای کارساز / نعمت اکبر سے رکھیو سرفراز

حکایت نوین ایک لشکری کی

لشکری اک شاہ کا تھا شوم پے / اکطرف جاتا تھا کرنے راہ طے
اور بھی تھی ساتھ اسکی چند لوگ / لوگ کیا تھی بلکہ تھی وہ دلگی روگ
راہ مین گذرا جو وہ اک دیہ پر / ظلم سی ٹھیرا تھا دہقانی کے گھر
یعنی اسکے گھر مین ہوئی رات جب / صبحکو جاوی وہانسے بی ادب
بولا اس سے آگے دہقان کبیر / ہی رکھا گھر اپنے فرمان امیر
دی رضا کوئی نہ اوترے میری گھر / اذن بن باندھے نہ ایذا پر کمر
مت اوتر گھر مین مری جا دور ہو / شب گذاری کر جہان منظور ہو
لشکری دہقان پر ہو خشمناک / نا سزا کہنے لگا بے بیم و باک
اور کہا بہتر نہین باتین تری / کیسا ہی فرمان لا دکھون ذری
گھر مین اپنے جا کے دہقان حریف / باہر آیا لیکے قرآن شریف
جب کیا وا مصحف رب الجلیل / لشکری نے تو یہی دیکھی دلیل

یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون

یعنی اے ایماندار و مومنو / اور کے گھر مین نہ ہرگز تم گھسو
ماسوا اپنے گھرونکے یا تلک / جو نہین ہو نسیدنے شبہہ شک

انسے اور کرین سلام انپر تمام
یہ تمہاری حق مین بہتر ہی مدام

مینے یہ سمجھا تھا اے دہقان پیر
جو ترے گھر ہوگا فرمان امیر

کہ سکے اتنا از رہِ جور و ستم
خانۂ دہقان مین رکھا قدم

مرد دہقان سر اُٹھا سوے فلک
یون لگا کہنے کہ ای ربّ الملک

توڑ کر رشتہ ترے فرمان کا
پردہ پھاڑا خانۂ دہقان کا

لشکری اور ساتھ سب اسکے رفیق
ہو گئے نار جہنم مین حریق

جانکر حکم الٰہی کو خفیف
اسطرح کہنے لگا کلب کثیف

لا دکھائی تو نے سو حق کی کتاب
حکم کا اسکے یہان ہی کیا حساب

اور او ترا گھر مین اُسکے ظلم سے
وہ بھی اور جو لوگ اُسکے ساتھ تھے

دیکھتا ہی اور تو سنتا ہی سب
ہر جگہ فعل و کلامِ بے ادب

جھٹ خدا کے حکم سی گھر ٹوٹکر
گر پڑا سب ظالمونکی جان پر

بچگیا دہقان مرد با ادب
دوستونکا حافظ اکبر ہی رب

دعا

ای نگہدارندۂ ہر دو جہان
دستگیر بیکس و درماندگان

اور اپنے فضل سے کر کامگار
ہر گھڑی ہر آن ہر لیل و نہار

ہست ابن اسحاق ای ربّ العلا
عاصی ابتر رہ ابتر ہی بنا

دستگیری کر سدا اسحاق کی
اور کھو دی آفتین آفاق کی

خوف سے اپنے دل اسکا نرم کر
قہر کی آتش نہ اُسپر گرم کر

حکایت دسوین ایک بادشاہ ظالم کی

ظالم آفاق تھا اک بادشاہ
جور و بیداد مین تھا گم کردہ راہ

قہر کو قہار کے دلسے بُھلا
توڑ ڈالے بیکسونکے خانہا

تھی و لیکن پاک دل نیکو سرشت
ایک بیٹی اُسکی جون حور بہشت

ایسی حالتمین سنو ای دوستان
ایکدن اکر گھر اسکے ناگہان

ہی بناتا بادشاہ اسجا مکان
تو اٹھا لیجا یہ گھر جا ہی جہان

یہ زمین خانہ مینے مول لے
ملک اپنی کر لی راہ شرع سی

سنکے سب اُسکی ہوئی خانہ خراب
کچھ نہین اسکو دیا اسدم جواب

پہونچی اُسکے گھر پر اور ویران کیا
توڑ پھوڑ اک آنمین میدان کیا

سوزش غم سی جلا اُسکا جگر
اوجڑے گاؤنکی طرحسے دیکھکر

گرچہ مین اسوقت یان حاضر نتھی
ظالمونکے ظلم کو ناظر نہ تھی

توبھی کیا انسے بھلا کمزور تھا
گھر مرا برباد جو کروا دیا

سنکے یہ عجز عجوز عاجزہ
ظالمونپر کر نگاہ قاہرہ

مردم آزاری کیا کرتا عمل
اک جگہ چاہا بنے تازہ محل

عاجزہ رہتی تھی وان اک پیرزال
تھا نہ کوئی اُسکا غیر از ذوالجلال

مادر و دختر بنا کر ایک گھر
کرتی تھین یاد خدا شام و سحر

شاہ کے نوکر بدیکا تیرزن
یون لگے کہنے اُسے اے پیرزن

عجز سے کہنے لگی وہ پُرشرف
مین اُٹھا لیجاؤن گھر اب کسطرف

اور یہ لڑکی ہی میری نوجوان
چھوڑکر گھربار مین جاؤن کہان

ایکدن وہ پیرزن گھر مین نتھی
وقت فرصت جانکر ساری شقی

پھر پھرا کر آئی جب
خانہ ویران دیکھکر چلائی تب

یون لگی کہنے بصد آہ و فغان
ای نگہدار زمین و آسمان

لیک تو تو دیکھتا تھا اسگھڑی
روبرو تیرے یہ کیا آفت پڑی

ظلم کی پہونچا سزا انکو تمین
کیونکہ ہی تو حاکم بالا نشین

یون ہوا فرمان من رب جلیل
ظالمونکو دے سزا ای جبرئیل

روح اعظم عرش سے آئی اوتر
دھنس گئی غار زمین مین لا کلام
راست ہی وہ لنہلکن الظالمین
بیکسونکا پاسبان ہے کبریا
دوست کیجد متین ہی جو بار یاب
قرب حق چاہی تو کر ہر ایک حال
اور اگر اس راہ سے غافل رہا
اور کی آواز پر خوف و خطر
چھوڑ کر سب بالاخانے اور بام
جسکے صدمے سے پھٹا صحن زمین
پیرزن اور اوسکی دختر رہ گئی
شاہ ظالم اور لوگ اسکے وہین
شاہ ظالم اور سپاہ شہ گئی
آیت تسطیر قرآن متین

تنبیہ

یون نگہبانی کرے ہی دائما
دوست پاس اسکی دعا ہی مستجاب
پیروی دوستان ذوالجلال
تو نہ قرب خاص اک منزل گیا
جو کوئی اللہ کا ہو دوستدار
تو میانگے جب ہی ہر دم قریب
جسنے کی راہ حریفان اختیار
یا الٰہی اکبر و اسحاق کو
کیون نہو اسکی مدد پر کردگار
تو دعا تیری کرے مولیٰ مجیب
وہ ہوا دونون جہان مین بختیار
خاص خاصون مین ترا ہی قرب خاص ہو

حکایت گیارہوین حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی

کوئی ابراہیم سے کہنے لگا
اے ولی اللہ شیخ پارسا
حق تعالیٰ نے کلام اللہ مین
صادق فرمایا ہی یون اس راہ مین

اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

یعنی تم مانگو دعا مجھسے شتاب
شیخ نے فرمایا اسکو ای جوان
جانتے حضرت نبی کو ہو رسول
روز و شب کھاتے ہو طیب رزق رب
ایک آن اسکی نہین کرتے طلب
معصیت کے دام مین پھنسکر مدام
دلسے سب اسکی عداوت بھولکر
اور سمجھتے ہو کہ ہی درپیش مرگ
اسکی کچھ عبرت تمھین ہوتی نہین
اسطرح جسکا طریقہ ہوئیگا
مین کرونگا اس دعا کو مستجاب
اس سبب کرتا ہی رد رب جہان
سنت انکی پر نہین کرتے قبول
ایکدم کرتے نہین شکر ادب
مانتے یعنی نہین فرمان رب
خوف اسکا دلسے بھولے صبح و شام
غافل و نادان ہو آٹھون پہر
پر نہین تیار کرتے زاد و برگ
یعنی ہم بھی جائینگے زیر زمین
جو کوئی یون بد وثیقہ ہوئیگا
پائے مقبولی کا وہ کیونکر مکان
کیا سبب جو مانگتے ہین ہم دعا
حق تعالیٰ کو سمجھتے ہو خدا
اور کلام اللہ پڑھتے ہو سدا
اور جانتے ہو کہ جنت نیکدار
جانتے ہو آتش دوزخ ہے تیز
دشمن انسان جو شیطان ہے
ڈھونڈھتے ہو سبکہ اسکی دوستی
خاکمین مان باپ اور کل اقربا
اور عیب اپنا نہین کرتے تلاش
کیون کرے پھر حق دعا اسکی قبول
دور ہی اس سے اجابت کا نشان
مستجاب اسکو نہین کرتا خدا
اور حق حق نہین کرتے ادا
پر عمل کرتے نہین نام خدا
نیک کارونکے لیے وان ہی تیار
پر تکبر سے نہین کرتے گریز
ہر گھڑی ظاہر عدو جان ہے
دشمنی سے اوسکی بیخود ہو سبھی
ہاتھ سے اپنے ہی دیتے ہو ملا
عیب ہائے ہمرہان کرتے ہو فاش
وہ اجابت پر نہو کیون دل ملول

تنبیہ

دیکھ سدا لطف خدا سے تو ولا
ہر طرح ہر وضع اپنی لو لگا
لطف رب العالمین ہے بیحساب
آمین رحمت سے کردے کامیاب

گر قبولِ دل سلوکِ سالکان
تا ملے تجکو سلوسِ ہعان
در دو عالم با تو یاربِ دو کون
کردگارا جرم بخشا بادشاہ
ہر دو میخواہند دایم از تو عون
اکبر و اسحاق چاہے ہین پناہ

حکایت بارھوین حضرت رسول مقبول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی

راوی رازِ کہن پیرِ زمن
یون عیان کرتا ہی اسرارِ سخن
جو رسولِ حق شفیعُ المذنبین
صاحبِ معراج ختم المرسلین

بدرِ عرفان آفتابِ نورِ ذات
سرورِ عالم شفیعِ کائنات
رحمۃٌ للعالمین محبوبِ رب
کچھ فرمانے لگے دنیا سی جب

یون کیا ارشاد پھر اصحاب کو
اپنے جملہ زمرۂ احباب کو
ہی مرا اک دوست نام اُسکا اویسؓ
خلق سی مہجور ہی پیارا اویسؓ

اُسکا اب ملکِ قرن مین ہے مقام
ذاتِ حق سی راتدن ہی اُسکو کام
اور اس حق انکے بازو پر ہے
اک نشانی ہی عیان کیجو نظر

داغ ابیض یعنے ہموارِ درم
دیکھیو اس سے نہین ہی بیش و کم
یہ پتا پہچاننے کا ہے دیا
مت گمان کیجو بیاضِ برص کا

پھر یہ فرمایا نبی اللہ نے
محرمِ سرِّ خفی اسرار نے
یا عمرؓ اور یا علیؓ تم جائیو
یہ مرا جبہ اوسے پہونچائیو

دیکے جبہ ہاتھ مین بعد از سلام
اور بھی کہنا مرا اتنا پیام
اے مُصفّا کیش مقبولِ خدا
کر مری اُمت کو بخشش کی دعا

الغرض دونون وصی نامدار
لے قمیصِ سرورِ عالی وقار
طیبہ سی بس کوچ کر سوئے عراق
بلدۂ کوفے مین پہونچے بالوفاق

پھر عمرؓ عادل سرِ منبر پہ چڑھ
سو فصاحت سے وہان خطبہ کو پڑھ
اہلِ کوفے کو عیان کہنے لگے
جسکے طالب تھے نشان کہنے لگے

یعنی قرنی مرد گر کوئی یہان
اس صفت کا ہووے تو کیجے بیان
عرض کی لوگون نے سنکر یا امیر
ہین قرن کے لوگ اسجا جاے گیر

پھر بلائی لوگ بس اس قوم کے
انسے یون حضرت عمرؓ پرسان ہوئے
تم مین کوئی شخص ہے آیا اویس
نام نامی اُسکا ہی پایا اویس

لوگ بولے ہم نہین پہچانتے
کون ہی ہم مین نہین ہم جانتے
بولے پھر فاروقؓ عادل نامور
سیدِ عالم نے دی اسکی خبر

ایک ذرہ شک نہین اسباتمین
پر نہین اسکی شناسائی ہمین
وہ لگے تجویز کرنے ملکے سب
ایک پھر انسے بجالا کر ادب

بولا اونسے یا امیر المومنین
شخص اک وحشی نمط صحرا نشین
ہی یہان پر آکے کب تیری حضور
راتدن رہتا ہی کل عالم سے دور

حضرتِ فاروقؓ فرمانے لگے
کسطرف رہتا ہی وہ بتلا مجھے
بولا وہ اے حامیِ دینِ نبیؐ
لولوئے شاہوارِ دریائی شہی

خلق کی وہ کر شتربانی قبول
ہی فلانے دشت مین رہتا ملول
شہر والونسے نہین کچھ اُسکو کام
روز و شب جنگل مین رکھتا ہی مقام

راتکو دیتے ہین اک روٹی سدا
اُسپہ کرتا ہے قناعت وہ اُٹھا
شادی و غم مین نہین ہی منصرف
ملتِ مخلوق سے ہی منحرف

حضرتِ فاروقؓ و حضرتِ علیؓ
مسند آرای بنی ہر دو ولی
سُنکے یہ باتین نشانِ معتبر
آپ اُس جنگل مین پہونچے زود تر

دیکھتے کیا ہین اویس پاکباز
رو بقبلہ ہین کھڑے پڑھتے نماز
اور فرشتے ہین بحکمِ کردگار
حافظانِ اشترانِ نامدار

عادل و کامل یہ حالت دیکھ کر
وقف اک ساعت رہے وان صبر سے
صاحبِ عرفان اویس نیکنام
کر چکے جسدم نمازِ حق تمام

پھر عمرؓ اور مرتضےٰؓ نے باجیا
ہم کلام ہو کر لگے کہنے عمرؓ
پھر کہا فاروق نے ای عبد رب
سنکے یہ پھر نام تبلایا اویس
حق رسیدہ نے سنی یہ بات جب
اُس نشانکو دیکھکر فاروق نے
اور تکرم سے تلطف تمپہ کر
یون لگے کہنے اویسِؓ نامور
تم کرو امت کے حق مین اب دعا
ہر پیمبرؐ کی وصیت کو بجا
مین ہی ہون وہ یا وہ کوئی اور ہے
تم رسول اللہ کا جبہ یہ لو
ہدیۂ ہادی دین ہاتھو تمین لے
عرض کی حق سے کہ ای پروردگار
اسطرح ارشاد مجھپر ہے ہوا
اپنی تو رحمت سے ای ربِ غفور
گر اجابت اِس دعا کو یا مجیب
مین بہت سے عاصیونکو اب یہان
حکم پھر آیا کہ لے جبہ پہن
عجز سے کہنے لگے پھر یا آلہ
تھے اویس اس بحث و تکرار مین
منتظر تھے پھیر گام صبر کو
یون کہا افسوس ہم دونون اگر

اپنے آہستہ قدم آگے بڑھا
کیا تمھارا نام ہے اے نامور
بندگان رب ہین یہ مخلوق سب
اور کہا بندہ ہون مین حق کا اویس
کلے کمبل سے نکالا ہاتھ تب
ہاتھ پر اُنکے کئی بوسے دیے
دیگئے جبہ تمھین پیغامبر
ہے فضیلت مجھپہ تمکو یا عمرؓ
رد نہووےگی تمھاری التجا
لاؤ تم تبعیذ اور مانگو دعا
جسکو فرمایا یہ اُسکا طور ہے
اور دعائے بخشش امت کرو
ہو کے تنہا ایک گوشے مین گئے
مین تیرا اک عبد ہون عاصی خوار
امت مرحومہ کو تو کر دعا
بذل کر دے فضل سے لطف و نوال
تاکہ مجھسے شاد ہو تیرا حبیب
بخش کر جنت مین دیتا ہون مکان
مینے بخشے بے نہایت مرد و زن
بخشدی سبکو کرم کی کر نگاہ
حضرتِ غفار سے گفتار مین
جلد ہی جلدی آئے اُنکے روبرو
صبر لاتے اور نکرتے یان گذر

السلام علیک فرمایا شتاب
بولے وہ اک بندۂ اللہ ہون
پر بتاؤ ہمکو تم اب اپنا نام
یون کہا فاروقؓ نے کمبل اٹھاؤ
جو پیمبر نے بتایا تھا نشان
پھر عمر کہنے لگے اے نیکنام
اور یہ فرمایا پیامِ باصفا
اپنے پیغمبر کے ہو تم جانشین
پھر کہا فاروق نے ای نیکنام
بولے وہ دیکھو مجھے اب غیر سے
بولے وہ جو کہہ گئے خیر البشر
پس اویسِ پاک جوہر نیکذات
اور رکھا روبرو جبۂ شریف
ہے یہ جبہ پاک اس مطلوب سے
مین نہ اس جبہ کو پہنون جبتلک
یعنی امت بخشدی اسکی تمام
ملہمِ غیبی سے یون آئی ندا
پھر بھی کی عرض پہنونگا نہین
تو مرا ہے دوستدار باوفا
بخشنا سبکا تجھے آسان ہے
اتنے مین حضرت عمرؓ اور مرتضیٰؓ
کی اویس پاک نے اُنپر نگاہ
تو پہنتا مین یہ جبہ نور کا

اُنسے حسن آپکے بھی پایا جواب
اور اُسی کا خادم درگاہ ہون
کیونکہ ہے تم سے ہمین آج ایک کام
اور سیدھے ہاتھ کا بازو دکھاؤ
تھا گل نرگس کی صورت وہ عیان
کہہ گئے حضرت نبی تمکو سلام
یعنی امت کو مری کیجے دعا
جگ مین ہمسر آپکا کوئی نہین
مین تو کرتا ہون دعا ہر صبح و شام
مجکو تم جانو نہ وہ ہوگے اور کے
وہ نشانی آئی ہے تم مین نظر
سن عمرؓ صادق لسانی راست بات
سر کو دھر سجدے مین پھر پیش لطیف
جسکو بھیجا ہے تری محبوب نے
امت اسکی بخشوالون تب تلک
رحمت اپنی اُنپہ کر نازل مدام
لے پہن جبہ اور اپنا سر اٹھا
جبتلک بخشے سب امت کے تئین
ہے تری مقبول اے یار یہ دعا
تو غفور عاصیان رحمان ہے
دونون وہ ارکان دین مصطفےٰ
حسرت و ارمان سے اک کھینچ آہ
امت ہو لیتے تمامی بخشوا

ائیے اجو کچھ کہ تھا لکھا نصیب
بخشش حق سے ہوئے اکثر قریب

کی دعا مینے جو رکھ سر خاک پر
آئی تو بخشش مین امت سقدر

جو عرب مین قوم ہین دو معتبر
ہے لقب انکا ربیعہ اور مضر

اشتران گوسفندان انکی حال
گھر مین ہین اور جو ہین انکی تن بال

انکی خلقت فضل سے وہ پاک رب
سب خطاؤ جرم کھو بخشی ہے اب

اسطرحسے کہ کے وہ پاکیزہ رو
تھے پہنتے جبۂ محبوب کو

تنبیہ

مقبلونکی ہر دعا مقبول ہے
تابکے لکھون بیان یہ طول ہے

اے فلان تونے حکایاتین تمام
حق شناسونکی سُنین اب لاکلام

دیکھ لے انکے ریاضت اور عمل
کسطرح کی تھی عبادت او عمل

تو بھی ہو ہشیار غفلت چھوڑ دے
غافلی کا تن سے رشتہ توڑ دے

توڑ کر اب درت شیطان قوی
لے پکڑ بازوے انسان قوی

ہو بصیر راہ اور اعمیٰ نہ بن
دیکھکر چل راستہ اندھا نہ بن

جائیگا اندھا اگر اس دار کو
پائیگا کب جلوۂ دلدار کو

جبتلک ہے جسم مین تیری یہ جان
جان دے جمین سلوک سالکان

چھوڑ دے بیگانگی اے بدمزاج
آشنا بن و بروے یار آج

کیون ہوا ہے عقل کے رستے سے دور
بے شعوری چھوڑ لے راہ شعور

غافلی و کاہلی رو ر شما لے
پیش رب تجکو کریگی شرمسار

ختم کر اسحاق اب یہ گفتگو
کب تلک کھولیگا تو اس بھید کو

ماسوی اللہ سے جہانسے ہاتھ دھو
ایک مین ملجا دوئی سے دور ہو

ہوئیگا جب تو موحد حق پرست
اک نگہ دیکھیگا کل بالا و پست

بس کر اے مشتاق یہ اکبر ہے راز
اور یہ اسرار ہے طول و دراز

خاتمہ پہلا ناظم اوّل حضرت مولنا اسحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے

فارسی مین راویان معتبر
کہ گئے ہین یہ بزرگونکی خبر

تھین جو اخبار صحیح راویان
عارفونکا جمین ہے نام و نشان

مینے ہر تصنیف سے لے انتخاب
جمع کرنا در بنائی ہے کتاب

ذرہ سان ہر مہروش سے لیکے نور
مینے زیبا کر دیا جون حسن حور

نثر تھا یہ فارسی مین آشکار
نظم مینے کر دیا بالکل سنوار

تھا بنات النعش سا یہ منتشر
جون ثریا مینے رکھا مختصر

تاکہ مجھ سے یادگاری بھی رہے
نام میرا اتاجرا باقی رہے

شعر گوئی کا نتھا محبکو شعور
شاعرونکی مین رہا محفل سے دور

طبع کو میری تھی کچھ دستگاہ
محض یہ مجھپر ہوا افضل آلہ

مثنوی یہ ہے کرامت کی کتاب
اسمین ہے حال بزرگان جناب

ان مسلسل موتیونکی ہے لڑی
قدر جنکی کہکشانسے ہے بڑی

مینے جو منظوم ہے اسکو کیا
ہے فقط اللہ اپنا مدعا

نے کسی ہے زر کی کچھ خواہش ہوئی
یار جانیکی یہ فرمایش ہوئی

سات مہ در سات دن کھینچا جو رنج
راتدن تو خوب ہے اینچا یہ گنج

من دعن یہ مشعل عرفان ہے
روشنی دیدۂ عرفان ہے

ہر سخن مین اسکے ہے تنبیہ نفس
پست ہو دے اس سے ہر توجیہ نفس

فرق پر شیطانکے ہے تیغ یہ
گلشن ایمان پر ہے میغ یہ

سالکونکی چشم کی ہے سرمہ دان
عارفونکے جسم مین ہے مثل جان

زاہدین یون اُسے دلمین جگھ ۔ طالبین اسکی طلب سے پاوین رہ
جو کہ ہو سیاح اس گلزار کا ۔ پاوے وہ نفحہ گل اسرار کا
گرچہ ناقص میری عقل و فکر ہے ۔ کاملونسے ایک نقل و ذکر ہے
زشت خط ہووے کلام اللہ اگر ۔ ہے ولے اعزاز اُسکے حال پر
لاف و لاغ انکا بجا تھا بیخلاف ۔ کیونکہ تھین انکی طبائع موشگاف
دور ہے مجھ سی کلام لاف و لاغ ۔ وہ تو تھی پختہ سخن عالی دماغ
بہتری کچھ اسکے کہنے پر نہین ۔ جو کہ ہو بہتر وہ چھپتا ہے کہین
مینے ہی دیا کہان پایا کمال ۔ خاک کو کیا پاک عالم سی مثال
مینے پائی فہم و عقل نارسا ۔ بے وقوفی ہے مری لا انتہا
فارسی کی بحر پر اصداف مین ۔ درِ معنی تھے نہان اسلاف مین
ڈھونڈھ لایا ہون دُرِ کانِ سخن ۔ اور دکھلاے بہ بازار دکن
فکر سی لو ہو ہوا میرا جو خشک ۔ تو بنا یہ نامہ نافہ رشک مشک
از برائے حرمتِ آلِ رسول ؐ ۔ خلق مین یہ مثنوی ہووے قبول
جگ مین مثل نور کر میرا سخن ۔ ملک مین مشہور کر میرا سخن
ہے سخن میرا اگرچہ بے تمیز ۔ مصر عالم مین مگر تو کر عزیز
ہر بشر کو اس کلام پاک پر ۔ شوق دلسی دی عمل شام و سحر
نظم کی ہی مینے جب یہ قیل و قال ۔ عمر کے میری تھی تب بائیس سال
کر زبان اپنی اب ای سحاق بند ۔ طول اکبر سی ندے دلکو گزند
تا نکہے یون فکر سے فرسودگی ۔ پائیگا اب لے ذرا آسودگی
اور پڑھ صلوات تا ہووے قبول ۔ مثنوی تیری با کرام رسول ؐ
اور انکی آل ؐ و اصحاب ؓ پر

نام ہے اسکا ریاض العارفین ۔ عارفونکو ہے یہ باغ دلنشین
حق پسندونکا ہے آئین فکر تام ۔ ہے بہت دلچسپ شیرین کلام
نظم میری ہے نہین گرچہ فصیح ۔ پر فصیحونکی ہین اخبار صحیح
شاعران و ناظمان سابقین ۔ کہ گئے ہین فخر اپنا بھی کہین
بات مجکو لاف کی آتی نہین ۔ خود پسندی آپکو بھاتی نہین
عطر جو بودے وہی مرغوب ہے ۔ یا کہے عطار ہی یہ خوب ہے
انکی صورت پر نہ کیجے اعتبار ۔ انکی معنی سی ہے پیدا خود شعار
کچھ بھی پر معنی نہین میرا سخن ۔ جسکی صورت پر ہین ہون لاف زن
نظم کرنے مین یہ حال پُر اثر ۔ غم اُٹھایا مینے اپنی جان پر
مین نہنگ قلزم اخلاص تن ۔ فارسی کی بحر مین غوص تن
شوق کا زر پاس ہو جسکے فرید ۔ وہ کرین ان موتیونکو خوش خرید
دلسی کی مینے یہ محنت روز و شب ۔ کر قبول اسکے تئین ای پاک رب
مستجاب ہو کر کے ہووے سرفراز ۔ پڑھ کی ہو مخلوق تیری پاکباز
جون شکر شیرین سخن کر میرا بس ۔ لوگ سب اسپر گرین شکل مگس
پڑھنے والونکو ہوا اس سے اتحاد ۔ سننے والونکا بھی دل ہو شاد شاد
چرخ گردان ہے جہانتک سایہ دار ۔ کر سخن میرا وہانتک پایہ دار
اور سنِ ہجری رسولِ کردگار ۔ دو صد و شش تھی بالای ہزار
خامہ کا سر گھس گیا تحریر سے ۔ اور سوکھی ہے لسان تقریر سے
جب زبانکو کر سخن کے ساتھ سے ۔ رکھ قلمدان مین قلم کو ہاتھ سے
بھیج ہر آن ای رب الودود ۔ مصطفےٰ کی روح اطہر پر درود
اور تمام ازواج ؓ اور احباب ؓ

خاتمہ دوسرا ناظم ثانی جناب حافظ محمد اکبر صاحب سلمہ الواہب کی طرف سے

شکر ای حافظِ قرآن یہان ۔ جو خدا کا فضل ہے مجھپر عیان
یہ بزرگونکی بزرگی کا سخن ۔ نظم تھا مخلوط الفاظ دکن

اور ہین اسحق اسکے منتظم
بندۂ حق مولوی عبد الحلیم
رحمتِ حق روح پر انکی نثار
گرچہ تیرا مثنوی روشن نصاب
جاہ سے انکی قلم مینے اٹھا
پھر گیا مین پانسے بیت اللہ کو
داغ غم افسوس دلپر دھر گئے
باغِ جنت مین خدا انکو رکھے
عمر مین انکی خدا برکت کرے
روح پر انکی خدا رحمت کرے
مولویصاحب سخن ہی یادگار
انکے فرمانیسے مین لیکر قلم
مینے کی تنظیم در اردو کلام
سرخرو حق انکو رکھے در جہان
صاحب مطبع و صاحب علم ہین
تھے مدرس ثانی شہر بمبئی
روح کو انکی خدا مغفور کر
بوستانمین بھی خزانکا ہی اثر
جہد کرتے تھی ریاضت صبح و شام
عزت و حرمت و برکت ہو نصیب
بانی و قاری مشقت کہ خدا
شافع روز قیامت ہین نبی
ہو جیو انپر درود حق مدام

ہی مسلسل نظم اسکی مبتسم
بمبئی مین ایک تھے فیضِ عمیم
ہو جیو اسد نسے تا روز شمار
پر ہی الفاظ دکن سے کامیاب
صاف صاف اسکی تئین اردو کیا
والنسے پھر شہر رسول اللہ ﷺ کو
دوستونکے دلکو محزون کر گئے
اور شفاعت حشر مین شافع کی دی
زیر چرخ انکو نہ کچھ حرکت رہے
آل و ر اولاد صحت سے رہے
کیونکہ پایندہ نہین ہی روزگار
پھر لگا مین اسکو لکھنے دمبدم
فضل حق سے ہو گئی یہ اختتام
عاقبت بھی خیر ہووے بیگمان
بر سپہر خلق مہر حلم ہین
چرخ علمیت کی مہر بمبئی
مرقد انکی نور سے معمور کر
بیخزان یہ بوستان ہی پر ثمر
عارف باللہ تھے ولا کلام
تا رہین دنیا مین ہو صحت قریب
وقت مردن دین ایمان کر عطا
سرور عالم حبیب ایزدی
حشر جو دنسی انکی یوم القیام

صد ہزاران شکر رب العالمین
والدِ ماجد محمد ہین انس
مجکو فرمایا انھون نے یا اخی
یہ اگر ہو جاے اردو مین صاف
جب کیا اسکی تئین مینے شروع
حج سے آیا تو ہوا مجپر عیان
ایکہزار و دو صد و پنسٹھ تھے سن
اپنے بھتیجے انکے ہین عبد الملک
نام والد ہی محمد صادق اب
پھر مرے اک دوست نے ایدوستان
ہو اگر جلدی سے یہ نسخہ تمام
نصف جو باقی رہی تھی یہ کتاب
خوبیونمین انکی ہی قاصر زبان
نام ہی جنکا محمد بر حسین
نام والد ہی محمد یا سلیم
ہی محمد قائم انکے جد کا نام
حسب فرمایش و خواہش دوستان
اسمین حال بزرگان نیکنام
ان بزرگونکی تو برکت سے خدا
عاقبت مین بھی ہین ہی شاد کام
گر سخن میرا قبول خاص و عام
اسم پاک انکا محمد مصطفےٰ
از طفیل حضرت خیر الانام

مینے اردو کر دیا اسکے تئین
عالم و قاری و فاضل تھے وہ بس
کرمزین تو بہ نظم مثنوی
تو پسندیدہ ہو سبکو بخلاف
نیم نسخہ آخرش پایا وقوع
مولویصاحب کی رحلت کا بیان
جو انھون نے چھوڑا گلزار وطن
انکی کرسی پر بر سم منسلک
مولوی معنوی تھے خاص رب
ایکدن مجھسے کہا در بوستان
چھپکے ہو مطبوع طبع خاص و عام
اسکو از امر محب خوش خطام
مجھسے شمہ بھی نہ ہو اسکا بیان
اشرف الاشراف کے ہین نور عین
روح پر انکی کری رحمت کریم
بمبئی مین تھے وہ استاد انام
ہین کیا تازہ بہار بوستان
زہد و تقوی ورع سی تھا جنکو کام
رکھ مری ممدوح کو شادان خدا
از شفاعت شافع یوم القیام
خلق کو بھی اس سی ہو پہونچے فیض عام
ہی وہی ہین شافع روز جزا
آل و صحاب نبی پر ہو سلام

اسطرف سے اب قلم کو پھیر کر	واسطے اللہ کے مت دیر کر	گر مناجات اب تو اے اکبر یہان	بیگمان ہے یہ اجابت کا مکان

مناجات

یا الٰہی مالکِ روزِ جزا	ہو مری مقبول جو مانگون دعا	یا الٰہی اپنے خاصونکے سبب	دور کر آثام میری مجھسے رب
یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ	عفو کر اکبر کی تقصیر و خطا	یا الٰہی از پئے آلِ رسول رض	جو دعا چاہون وہ میری ہو قبول
یا الٰہی بہرِ اصحابِ رض نبی ص	کر نصیب اپنی نبی ص کی پیروی	یا الٰہی از پئے صدیقِ رض دین	دے مجھے اسلام مین صدق و یقین
یا الٰہی بہرِ فاروقِ عظیم رض	دین پر رکھ مجکو دائم مستقیم	یا الٰہی از پئے مقبولِ حق	اب مجھے حلم و حیا کا دے سبق
یا الٰہی بہرِ علمِ بو تراب رض	معرفت سے ہو نمین تیری فیضیاب	یا الٰہی از پئے جودِ حسن	دے مجھے راہ سعادتکا چلن
یا الٰہی از پئے صبرِ حسین رض	دے شہادت او رمجھے آرام و چین	یا الٰہی بہرِ آلِ فاطمہ رض	ہو دمِ آخر بایمان خاتمہ
یا الٰہی یا خداوندِ جہان	التماسِ عرض ہے اپنی یہان	دوستی اپنی ہی یارب کر نصیب	اور انکی جو کہ ہین تیرے حبیب
مین جدہر دیکھون ادہر آوے نظر	روشنی ایمان کی ہو جلوہ گر	گرچہ ہو نمین ظالم عصیان شعار	پر تری رحمت کا ہون امیدوار
ہے تو بخشائندہ اے رب رحیم	بادشاہِ ملک و وہابِ کریم	اکبر و اصغر گنہ اکبر کے اب	بخشدے فضل و کرم سے اپنے سب
گرچہ ہے اکبر بحسب ظاہری	لیک ہے اصغر بکسب باطنی	عمر بھی گذری بفوقِ چہل سال	پر نہین دلسے گیا طفلی کا حال
بندۂ عاصی ہے یہ تیرا غریب	اسسے کر شہر و وطن اسکا قریب	ہے مراد آباد مین اسکا مکان	رامپور مین جاے مولد ہے عیان
خرمنِ کافی کا ہے یہ خوشہ چین	یہ جہان رہتا ہے وہ بھی ہین یہین	عشق احمد ص سے ہے سینہ انکا پر	وہ صدف ہین اور یہ انکا ہے در
ایعزیزو یہ بیان تم نے سنا	جسطرح یہ ماجرا مینے کہا	ہو جناب کبریا مین یہ قبول	ازبرائے حرمتِ آلِ رسول رض
اب کلام اپنا مین کرتا ہون تمام	او قلم کو تھامتا ہون والسلام	جب یہ نسخہ نظم رنگین ہو لیا	قطعۂ تاریخ پھر مینے کہا

قطعۂ تاریخ

ہو گئی جون گل ریاض العارفین	تختۂ کاغذ پہ زیب ہر بیاض	واہ وا سبحان ربی العظیم	فضل سے جسکی ہوئی ہے یہ بیاض
	آہ اے اکبر بسا باریک بین	نظم مین تاریخ کے رمز و غماض	
فکر مین تعداد حرفونکی مجھے	تھا طبیعت پر نہایت انقباض	مضطرب تھا اب ہر شام و سحر	پیچ کھاتا مین ہا شکل اباض
بیکلی پھر دیکھ میری الغرض	آخرش ہو مہربان بے اعتراض	نخلبندِ گلشنِ ایجاز نے	یا عقلنسے کہدیا نور ریاض

۱۲۶۷

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب ریاض العارفین
جسے مولوی محمدؐ اسحاق صاحب نے فارسی زبان سے
زبان دکن مین ترجمہ فرمایا تھا اور پھر مولوی محمدؐ اکبر صاحب نے
خاص اردو زبان مین محاورات سے زینت دی اندنون قاضی نور محمدؐ
ابن المرحوم قاضی عبد الکریمؒ تاجر کتب و مالک مطبع کریمی و فتح الکریم
نے اپنے مطبع کریمی واقع بمبئی بھائیکلہ ڈلائل روڈ قاضی بلڈنگ
نمبر ۱۰۰+۱۰۸ مین نہایت کوشش سے حتی الامکان جو اس کتاب
مین لکھائی اور چھپائی کی بدنمائی تھی اُس کو دور کیا اور صحت
کا لحاظ رکھ کے طبع کرایا اور سنہ ۱۳۳۳ھ مین اُسی مطبع سے
شایع کیا اُمید کہ حضرات ناظرین مصنف کے ساتھ
خاکسار کو دعائے خیر سے نہ بھولین

کتبہ احقر العباد محمد جواد کاتب لکھنوی
شاگرد جناب منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم

BORROWER'S NO.	ISSUE DATE	BORROWER'S NO.	ISSUE DATE